حسبنا اللہ ونعم الوکیل ط

سراج الایضاح

شرح اردو

نور الایضاح

نور الایضاح کی نہایت جامع اور آسان اردو شرح

تالیف

مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

☎ ۰۶۱-۵۴۳۸۴۱

ماشاء اللہ

نورالایضاح کی نہایت جامع اور آسان اردو شرح

سراج الایضاح

شرح اردو

نور الایضاح

تالیف

مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی مفتی دار العلوم دیوبند

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

فہرست مضامین سراج الایضاح

عنوان	صفحہ
كتاب الطهارة	۷
باب التيمم	۳۵
باب المسح على الخفين	۴۱
باب الحيض والنفاس	۴۶
باب الانجاس والطهارة عنها	۵۰
كتاب الصلوٰة	۵۵
باب الاذان	۶۰
باب شروط الصلوٰة واركانها	۶۳
باب الامامة	۸۳
كتاب الصوم	۱۷۵
باب الاعتكاف	۱۹۸
كتاب الزكوٰة	۲۰۲
كتاب الحج	۲۱۴

مُصنّف نُورالایضاح

اصل نام حسن بن عمار بن علی ابوالاخلاص ہے مصر کی ایک بستی شبرا کے علاقے سے بخلاف قیاس شرنبلالی معروف ہیں سنہ ۹۹۴ھ میں یہ عظیم فقیہ صفحہ گیتی پر رونق افروز ہوا۔ ابھی چھ سال ہی کی عمر تھی کہ والد نے انہیں برائے تعلیم مصر لے آئے اور یہاں انہوں نے اپنے وقت کے بہترین علماء عبداللہ نحریری علامہ محمد الحمی شیخ الاسلام نورالدین علی بن غانم مقدسی وغیرہ سے تشنگی علم بجھائی

صاحب نورالایضاح کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم میں مہارتِ تامہ عطا فرمائی تھی آپ اپنے وقت کے نامور محدث، فقیہ اور فتاویٰ میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔

عرصہ دراز تک جامعہ ازہر مصر میں درس دیکر تشنگانِ علوم کو سیراب فرماتے رہے آخر کار متاعِ گرانمایہ کے بھی چھن جانے کا وقت آپہنچا اور گیارہ رمضان المبارک سنہ ۱۰۶۹ھ میں بعمر ۷۵ سال پیغام اجل کو لبیک کہہ کر لوگوں کے ذہنوں پر اپنی ذہانت و علم و فقہ کے لازوال نقوش چھوڑ گئے۔

آپ کی ۴۵ تالیفات و تصانیف علمی یادگاریں ہیں۔ مگر ان سب میں نورالایضاح کو شان امتیازی حاصل ہے اسکی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ تا حال مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہو کر مصنفؒ کے علمی تبحر کی یاد دلا رہی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ کی اہمیت و فضیلت کا مختصر خاکہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین"
کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے۔ یہ دین کا فہم یا بالفاظ دیگر علم فقہ
ہی آدمی کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتا ہے
یہی وجہ ہے کہ علم فقہ کی طرف خاص اعتنا کیا گیا۔ بہت سی طویل و مختصر بیش قیمت کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں
نورالایضاح معتبر مسائل کی دستاویز ہونے کے لحاظ سے معروف ہے۔
تابعین کرامؒ نے صحابہؓ سے اکتساب دین کر کے دوسروں تک پہنچایا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب
نت نئے ایسے واقعات پیش آنے لگے کہ نصوص کا ظاہر ان واقعات کے بارے میں حکم لگانے سے متعلق غیر واضح
تھا تو لازمی طور پر اجتہاد اور اصول و قواعد مرتب کرنے کی احتیاج ہوئی۔
پس مجتہدین فقہائے کرامؒ نے تعیین مسلک کا عزم کیا انکے سامنے دور رسالت میں بھی اجتہاد کی نظریں
موجود تھیں۔ مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بحیثیت قاضی یمن روانہ فرماتے وقت
معاذؓ سے دریافت فرمایا اے معاذؓ، تم کس چیز سے فیصلہ کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ سے۔ ارشاد ہوا اگر اس کا حکم
کتاب میں واضح نہ ملے۔ عرض کیا سنت رسولؐ سے۔ ارشاد ہوا۔ اگر سنت رسول میں بھی واضح نہ ملے عرض کیا
ان دونوں کی روشنی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ساری
تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اسکی توفیق عطا فرمائی جس سے اسکا رسول خوش ہو۔

چار بنیادی اصول

پھر علمائے دین اور ائمہ مجتہدین نے شرعی مسائل کی تحقیق اور احکام شرعیہ کے
استنباط میں پوری عرق ریزی و کاوش سے کام لے کر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ
اجماع، ان تینوں کی روشنی میں قیاس یعنی ان چاروں کی بنیاد پر اصول و قواعد مرتب کئے۔
ان مجتہدین فقہا میں جن کے مسلک زیادہ اشاعت پذیر ہوئے اور پھیلے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت
امام مالک بن انس، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ امام عبدالرحمٰن اوزاعی امام محمد بن ادریس الشافعی، امام احمد بن حنبل

اور داؤد بن علی رحمہم اللہ ہیں لیکن ان آئمہ میں امتیاز و شہرت مسلک چار ہی کو دوامی طور پر نصیب ہوئی یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔

اولیّت کا شرف

آئمہ اربعہ میں جو شہرت و ہردلعزیزی و امتیاز اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مسلک و مذہب کو عطا فرمایا وہ ان تین کو بھی امام موصوف سے کم ملا۔ امام ابو حنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے چالیس ممتاز علمائے مجتہدین کی ایک مجلس بنا کر علم فقہ میں تصنیف و تالیف اور تدوینِ فقہ کا آغاز کیا۔ علمائے احناف کو ہی فقہ و اجتہاد اور رائے و حدیث میں اولیت کی فضیلت حاصل ہے فقہائے احنافؒ نے مختلف شہروں اور ممالک مثلاً عراق، بغداد، بلخ خراسان، سمرقند، بخارا، رے، شیراز، طوس، زنجان، ہمدان، استرآباد، بسطان، مرغینان، فرغان وغیرہ میں پھیل کر فقہ و حدیث کی اشاعت کی، اور تصنیفات و تالیفات سے خدمت انجام دی فقہاء کے اس جلیل القدر طبقہ سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ یہ افادہ و استفادہ کا سلسلہ درجہ بدرجہ خوش اسلوبی سے چلتا رہا اور فتنۂ تاتار تک یہ حسن انتظام برقرار رہا پھر مستعصم باللہ عباسی کے دور ۶۵۶ھ میں ہلاکو نے سینکڑوں سال کی مسلم سلطنت کو تاراج کیا اور علمی ذخائر کو نذر آتش کر دیا۔

فقہائے احنافؒ کے طبقات

پہلے طبقہ میں تلامذہ ابو حنیفہؒ ہیں مثلاً امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ اور امام زفرؒ وغیرہ ان حضرات نے کتاب اللہ سنت رسول اللہ اجماع اور قیاس کی روشنی میں ان قواعد کے مطابق احکام کا استخراج کیا۔ جو انکے استاذ حضرت امام ابو حنیفہؒ مرتب کر گئے تھے۔ فروع میں اگرچہ انہوں نے بعض جگہ استاذ سے اختلاف بھی کیا مگر اصول میں انہیں کے مقلد ہیں۔

دوسرا طبقہ متاخرین احناف کا ہے مثلاً ابو بکر احمد الخصاف، امام ابو جعفر الطحاوی۔ ابو الحسن الکرخیؒ شمس الآئمہ عبد العزیز الحلوانی، شمس الآئمہ محمد السرخسیؒ رحمہم اللہ

تیسرا طبقہ مقلدین اصحاب تخریج کا ہے۔ مثلاً رازیؒ وغیرہ اس طبقہ کا شمار زمرہ مجتہدین میں نہیں۔ البتہ اصول و قواعد منضبط کر کے اسکی اہلیت رکھتا تھا کہ ایسے اجمال کی تفصیل کرے جسکے دو پہلو نکلتے ہوں اور ایسا مبہم و غیر واضح حکم جسمیں دو باتوں کا احتمال ہو اور وہ امام ابو حنیفہؒ یا انکے تلامذہ میں سے کسی سے منقول ہو اسکی توضیح انہیں ذکر کردہ مثالوں اور نظائر کی روشنی میں کرے۔

کفیل الرحمٰن نشاط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحَابَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ قَالَ
الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ اِلٰی مَوْلَاہُ الْغَنِیِّ اَبُو الْاِخْلَاصِ حَسَنُ الْوَفَائِیُّ
الشُّرُنْبُلَالِیُّ الْحَنَفِیُّ اِنَّہٗ اِلْتَمَسَ مِنِّیْ بَعْضُ الْاَخِلَّآءِ عَامَلَنَا اللّٰہُ
وَاِیَّاھُمْ بِلُطْفِہِ الْخَفِیِّ اَنْ اَعْمَلَ مُقَدِّمَۃً فِی الْعِبَادَاتِ
تُقَرِّبُ عَلَی الْمُبْتَدِیْ مَا تَشَتَّتَ مِنَ الْمَسَائِلِ فِی الْمُطَوَّلَاتِ فَاسْتَعَنْتُ
بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَاَجَبْتُہٗ طَالِبًا لِلثَّوَابِ وَلَا اَذْکُرُ اِلَّا مَا جَزَمَ
بِصِحَّتِہٖ اَھْلُ التَّرْجِیْحِ مِنْ غَیْرِ اِطْنَابٍ (وَسَمَّیْتُہٗ) نُوْرَ الْاِیْضَاحِ
وَنَجَاۃَ الْاَرْوَاحِ وَاللّٰہَ اَسْأَلُ اَنْ یَّنْفَعَ بِہٖ عِبَادَہٗ وَیُدِیْمَ بِہِ الْاِفَادَۃَ

ترجمہ:۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں۔ جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔ اور درود وسلام ہمارے سردار خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی پاک وصاف اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ سب پر

حمد وصلوٰۃ کے بعد ابوالاخلاص الوفائی الشرنبلالی الحنفی بے نیاز آقا کا محتاج بندہ عرض گذار ہے کہ میرے بعض احباب نے مجھ سے کہا (اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر اپنے پوشیدہ الطاف فرمائے) کہ میں عبادات کے سلسلہ میں مبتدی کے ذہن کو قریب کرنیکی خاطر ایک مقدمہ لکھوں۔ وہ مسائل جو طویل کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں

میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے احباب کی خواہش بامید ثواب پوری کر دی۔
میں اس کتاب میں جس کا نام میں نے نورالایضاح اور نجاۃ الارواح رکھا ہے نہایت اختصار کے ساتھ راجح قول ہی نقل و بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لئے نفع بخش اور دائمی فائدہ رسانی کا ذریعہ بنادے۔

تشریح وتوضیح **بِسۡمِ اللّٰهِ** کتاب کی ابتداء بسم اللہ سے اس وجہ سے کی کہ بہترین کلام کے ساتھ آغاز، نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے، اس ارشاد کی تعمیل بھی مقصود ہے کہ وہ کام جس کا آغاز بسم اللہ سے نہ ہو دم بریدہ وناقص و ناتمام ہوتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربّی ہیں ہر ہر عالم کے اس سے بہترین کلام کا اقتباس مقصود ہے اور اس حدیث کی تعمیل بھی ہے کہ وہ کام جس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ ہو وہ ناقص و ناتمام ہے۔

وَالصَّلٰوةُ اس کے بیان کرنے میں یہ حدیث پیش نظر ہے کہ جس کام کا آغاز حمد و صلوٰۃ (درود) کے بغیر ہو وہ ناتمام رہتا ہے یعنی اس کی برکت اڑ جاتی ہے یہ وہم کیا جاسکتا ہے کہ "صلوٰۃ" باعتبار لغت دعاء کے مرادف و ہم معنیٰ ہے اور یہ اصول طے شدہ ہے کہ دعا کا صلہ جب "علیٰ" کے ساتھ آتا ہے تو اس کے معنیٰ شر کی دعاء (بددعاء) کے آتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے "دعا لہ فی الخیر" اس کے لئے خیر کی دعاء کی اور دعا لہ فی الشر" (اور اس کے لئے برائی و شر کی دعا کی) تو "الصلوٰۃ" کو علیٰ کے ساتھ متعدی بنانا کیسے صحیح ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ دعاء کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا وہ درست ہے رہا لفظ "صلوٰۃ" تو اسے دعاء کے ہر نوع مساوی قرار دینا صحیح نہیں خود قرآن کریم میں ہے "یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" اور احادیث میں لفظ "صلوٰۃ" کا اس طرح استعمال موجود ہے۔ جیسے "اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد" وجہ یہ ہے کہ "صلوٰۃ" اگرچہ باعتبار لغت دعاء کے مرادف ہے لیکن اس سے دو مرادفوں کے درمیان سارے احکام میں مساوات لازم نہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر جگہ ایک کا دوسری جگہ رکھنا اور ایک کا دوسری جگہ استعمال صحیح ہو پس دعا جب "علیٰ" سے متصل ہو اگرچہ اس سے دعا بالشر مراد ہوتی ہے مگر علیٰ لفظ صلوٰۃ سے متصل ہونے پر یہی معنی مراد نہیں ہوتے

وصحابتہ صحابی وہ کہلاتا ہے جس نے بحالت ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو اور بحالت ایمان ہی انتقال ہوا ہو خواہ وہ انسان ہو یا جن اور یہ رؤیت و زیارت عام ہے خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً۔ حکماً میں نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وغیرہ داخل ہیں۔

العبد اس سے اپنی عاجزی اور تذلل کا اظہار مقصود ہے عبدیت کا وصف عنداللہ محمود و پسندیدہ ہے قرآن کریم میں متعدد جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصف کا اظہار فرمایا ہے۔

كِتَابُ الطَّهَارَة

اَلْمِيَاهُ الَّتِي يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ مَاءُ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ وَمَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبِئْرِ وَمَاءٌ ذَابَ مِنَ الثَّلْجِ مَاءُ الْبَرَدِ وَمَاءُ الْعَيْنِ ثُمَّ الْمِيَاهُ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَهُوَ الْمَاءُ الْمُطْلَقُ وَطَاهِرٌ مُطَهِّرٌ مَكْرُوْهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْهِرَّةُ وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيْلًا وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَهُوَ مَا اسْتُعْمِلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ اَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوُضُوْءِ عَلَى الْوُضُوْءِ بِنِيَّتِهٖ وَيَصِيْرُ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا بِمُجَرَّدِ اِنْفِصَالِهٖ عَنِ الْجَسَدِ

ترجمہ:۔ ایسے پانی جن کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا درست ہے سات ہیں آسمان سے برسنے والا پانی (بارش) سمندر کا، نہر کا، کنوئیں کا، برف کا پگھلا ہوا، اولے کا، چشمے کا پانی پھر پانی پانچ قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) طاہر مطہر غیر مکروہ اور وہ مطلق پانی ہے (یعنی محض لفظ پانی بولنے سے ذہن اس کی جانب جاتا ہو (۲) طاہر مطہر مکروہ (یعنی خود پاک ہو اور اس میں پاک کرنیکی صلاحیت بھی ہو مگر اس کے استعمال میں کراہت ہو) وہ ایسا پانی کہلاتا ہے کہ جس میں سے بلی وغیرہ نے پی لیا ہو اور وہ پانی تھوڑا ہو (۳) طاہر غیر مطہر (یعنی خود پاک ہو لیکن اس میں دوسری شے پاک کرنیکی صلاحیت نہ ہو) یہ ایسا پانی کہلاتا ہے۔ جو رفع حدث (مثلاً غسل) یا قربت و ثواب کی خاطر استعمال کیا جائے مثلاً وضو پر وضو بہ نیت وضو، اور پانی محض جسم سے علیحدہ ہونے پر ہی مستعمل ہو جائے گا۔

تشریح و توضیح | کتاب الطہارۃ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ہذا کتاب الطہارۃ (یہ کتاب الطہارۃ ہے) الکتاب لغت کے اعتبار سے کتاب مصدر ہے جمع کے معنی میں جیسے کہا جاتا ہے "کتبت الخیل اے جمعتہا" (یعنی خیالات جمع کئے) اس میں کیونکہ حروف اکٹھے کئے گئے ہیں اسلئے کتاب کہا گیا پھر اس کا اطلاق مکتوب (لکھے ہوئے) پر ہونے لگا۔ مثلاً ارشادِ ربانی ہے ذٰلک الکتب

لا ریب فیہ" اکثر مصنفین کی عادت ہے کہ وہ اپنے مقاصد کا آغاز "الکتاب" "الفصل" اور "العنوان" سے کرتے ہیں۔ کتاب کا مصنفین کی اصطلاح میں ان مسائل پر اطلاق ہوتا ہے جن کی تعبیر مستقل ہو خواہ بہت سی انواع پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں۔ یہ کتاب فقہ سے متعلق ہے جس میں بندوں کے افعال سے بحث کی جاتی ہے اور افعال کی دو قسمیں ہیں۔ عبادات اور معاملات اور عبادات معاملات سے پہلے بیان کرنے چاہئیں اور عبادات میں سب سے افضل نماز ہے۔ کیونکہ نماز ارکانِ اسلام کا ایک اہم رکن اور دینِ اسلام کا ستون ہے اسلئے مصنف نے اسے ساری عبادتوں پر مقدم رکھا اور مشروط (نماز) کا وجود شرط کے پائے جانے پر موقوف ہے اور نماز کی اہم شرطوں میں طہارت (پاکی) ہے۔ طہارت کا اطلاق وضو، غسل، تیمم سب پر ہوتا ہے۔ اس بنا پر کتاب الطہارت کے بیان کو کتاب الصلوٰۃ سے بھی مقدم کر دیا۔ اور پاکیاں بہت سی ہونے کے باوجود صرف لفظ واحد "طہارت" پر اکتفا کیا یہ اس وجہ سے کہ مصدر دراصل نہ تثنیہ ہوتا ہے اور نہ جمع

طہارت کی بہت سی قسمیں ہیں اور طہارت و پاکی مختلف نوع کی ہوتی ہے۔ مثلاً کپڑے کی پاکی بدن کی پاکی، مکان کی پاکی اور طہارت صغریٰ (معمولی درجہ کی پاکی) اور طہارت کبریٰ (بڑے درجہ کی پاکی) پانی کے ذریعہ پاکی اور مٹی کے ذریعہ پاکی

المیاہ۔ مبتدا۔ سبعۃ۔ خبر ماء العین پانی کی اضافت چشمہ کیطرف تقییدی نہیں ہے بلکہ معرف بنانے کی خاطر ہے

ویصیر الماء مستعملاً۔ فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پانی جب تک عضو پر برقرار رہے اس پر مستعمل کا حکم نہیں لگایا جاتے گا مگر اس بارے میں فقہا کا اختلاف ہے کہ وہ کس وقت تک مستعمل شمار ہوگا بلخ اور بخارا کے فقہا فرماتے ہیں کہ پانی اس وقت مستعمل شمار ہوگا کہ بدن سے زائل ہو کر ایک جگہ پر رہ جائے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ وضو میں اس کے محض عضو سے زائل ہونے اور غسل میں پورے بدن سے زائل ہونے پر وہ مستعمل قرار دیا جائے۔

وَلَا يَجُوزُ بِمَاءِ شَجَرٍ وَثَمَرٍ وَلَوْ خَرَجَ بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ فِي الْأَظْهَرِ وَلَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهُ بِالطَّبْخِ أَوْ بِغَلَبَةِ غَيْرِهِ عَلَيْهِ وَالْغَلَبَةُ فِي مُخَالَطَةِ الْجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَيَلَانِهِ وَلَا يَضُرُّ تَغَيُّرُ أَوْصَافِهِ كُلِّهَا بِجَامِدٍ كَزَعْفَرَانٍ وَفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بِظُهُورِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصْفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ

ترجمہ :- اور درخت اور پھل کے پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے خواہ بغیر نچوڑے خود ہی نکلے۔ زیادہ ظاہر (و راجح) روایت کے مطابق اور اس پانی سے وضو ناجائز ہے جس کی طبیعت (رقت و سیلان) پکانے

یا پانی کے علاوہ دوسری چیز کے غالب ہونیکی وجہ سے زائل ہوجائے اور جامد چیزوں کے ملنے پر غلبہ کا مطلب یہ ہے کہ پانی کی رقت اور اس کا سیلان ان کے ملنے کی بنا پر جاتا رہے اور جامد شے کے سبب پانی کے سارے اوصاف کی تبدیلی بھی نقصان رساں نہ ہو گی (اور اس پانی سے وضو درست رہے گا) مثلاً زعفران اور پھل اور درخت کے پتے اور بہنے والی اشیاء میں غالب ہونے کی شکل یہ ہے کہ وہ رقیق و بہنے والی شے جو دو وصف والی ہو اس میں کا ایک وصف پانی میں نمایاں ہو گیا ہو۔ جیسے دودھ کہ اس میں مزہ بھی ہوتا ہے اور رنگ بھی مگر بو اس میں نہیں ہوتی

تشریح و توضیح | **ولو خرج** ۔ اگرچہ نچوڑے بغیر خود بخود نکلے تب بھی وضو جائز نہ ہو گا صاحب بحر صاحب نہر اور حلیہ سفینہ وغیرہ کا یہی قول ہے۔ مگر "صاحب" ہدایہ کے نزدیک راجح قول اس کے خلاف ہے مگر صحیح اقوال وہی ہیں جو "صاحب" ہدایہ کے خلاف ہیں اسلئے کہ اس پر مطلق پانی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ صاحب بحر نہر وحلیہ و نورالایضاح و منح الغفار وغیرہ کے نزدیک اس پانی کے مقید ہونے کیوجہ سے اس سے وضو جائز نہیں۔

فی الاظہر اس قول سے احتراز مقصود ہے کہ اگر پھل وغیرہ سے خود بخود نکلے تو اس سے وضو جائز ہے

المائعات ۔ بالفتح کسی چیز کا زمین پر رواں و جاری ہونا مثلاً تیل کا "لبن" دودھ کہ اس میں تین اوصاف میں سے دو وصف موجود ہیں پانی میں مل جائے اور کوئی وصف اس کے اوصاف میں سے پانی میں نہ پایا جائے تو اس کے ساتھ وضو جائز ہے اور اگر دودھ کے دو وصفوں میں سے ایک وصف پانی میں پایا گیا ہو تو اس پانی سے وضو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز مل گئی ہو کہ اس میں تین اوصاف میں سے محض ایک وصف ہو۔ اور وہ پانی میں مل جائے اور اسکا وصف پانی میں ظاہر ہو گیا ہو تو اس پانی سے وضو کرنا جائز نہ ہو گا۔

وَبظهورِ وصفين مِن مائعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالخل والغَلَبَةُ فِي المائِعِ الَّذِي لَا وَصْفَ لَهُ كَالمَاءِ المُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الوَرْدِ المُنْقَطِعِ الرائِحَةِ تَكُونُ بالوزنِ فَانْ اختلط رَطلانِ من الماءِ المُستعمَلِ بِرَطلٍ من المُطلَقِ لَا يَجُوزُ بِهِ الوضوءُ وبعكسِهِ جازَ وَالرَّابِعُ ماءٌ نجسٌ وَهُوَ الَّذِي حَلَّتْ فِيهِ نجاسةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِيلًا والقليلُ مَادُونَ عشرٍ فِي عَشْرٍ فَيَنجُسُ وَان لَم يظهر اثرُها فيه اَوْ جارِيًا وَظَهَرَ فِيهِ اثرُهَا والاثرُ طعمٌ اولونٌ اوريحٌ وَالخَامِسُ ماءٌ مَشكوكٌ فِي طَهُورِيَّتِهِ وَهُوَ مَاشَرِبَ منه حِمَارٌ اَوْ بَغلٌ

ترجمہ :۔ اور وہ بہنے والی شے جس کے تین اوصاف ہوں اگر اس کے دو وصف پانی میں نمایاں ہو گئے ہوں جیسے سرکہ تو اسے غلبہ قرار دیا جائے گا۔ (اور اس سے وضو درست نہ ہو گا) اور بہنے والی شے

جو اپنا کوئی وصف نہ رکھتی ہو مثلاً مستعمل پانی یا ایسا گلاب کا عرق جس کی خوشبو باقی نہ رہی ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار وزن کے لحاظ سے ہوگا پس اگر دو رطل مستعمل پانی میں ایک رطل مطلق پانی مل جائے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز نہ ہوگا اگر دو رطل مطلق پانی اور ایک رطل مستعمل پانی ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہو جائے گا۔

پانی کی چوتھی قسم یہ ہے کہ پانی ناپاک ہو۔ وہ ایسا پانی کہلاتا ہے کہ اس میں نجاست مل جائے اور وہ پانی رُکا ہوا اور تھوڑی مقدار میں ہو قلیل دہ در دہ (دس ہاتھ لانبا دس ہاتھ چوڑا) سے کم کہلاتا ہے تو وہ نجاست گرنے ناپاک ہو جائے گا۔ خواہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر و نمایاں نہ بھی ہو یا پانی جاری (رواں) ہو اور اس میں اثر نجاست ظاہر ہو گیا ہو۔ اثر سے مقصود مزہ یا رنگ یا بُو ہے (کہ ان میں سے کسی کا پانی میں اثر ظاہر ہو تو اس سے وضو جائز نہ ہوگا)

پانی کی پانچویں قسم ماء مشکوک ہے (یعنی وہ پانی جس کی پاکی کے بارے میں شک ہو۔ وہ ایسا پانی کہلاتا ہے کہ اس میں سے گدھا یا خچر پی لے

تشریح و توضیح

قالغل ۱۷ اگر پانی کے تین اوصاف میں سے دو وصف برقرار موجود رہیں تو اس پانی سے وضو جائز ہوگا اور اگر دو وصف باقی نہ رہیں تو اس پانی سے وضو جائز نہ ہوگا۔

عشر فی عشر غیر جاری پانی کے وقوع نجاست سے نجس و ناپاک ہونے میں فقہا کا بہت اختلاف ہے جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ جاری پانی اسوقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا اثر ظاہر نہ ہو پس اصحاب ظواہر مطلقاً عدم نجاست کے قائل ہیں اگرچہ پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف متغیر ہو جائے گا یا سارے اوصاف میں تغیر ہو جائے مگر یہ مسلک عقل و نقل دونوں سے میل نہیں کھاتا اور شوافع کہتے ہیں کہ پانی قلتین (دو مٹکوں) کی مقدار ہو تو تاوقتیکہ پانی کے تینوں اوصاف میں کوئی وصف متغیر نہ ہو نجس نہیں ہوگا۔ ورنہ نجس ہو جائے گا۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ پانی اسوقت تک نجس نہیں ہوگا جب تک اس کے مزہ یا رنگ و بُو میں نجاست گر جانے کی وجہ سے تبدیلی نہ آجائے چاہے پانی کی مقدار قلتین سے کم ہو یا زیادہ۔ احنافؒ کہتے ہیں۔ کہ جاری پانی یا جو جاری پانی کے حکم میں ہو وہ تو نجس نہیں ہوگا لیکن اس کے علاوہ وقوع نجاست سے نجس ہو جائے گا خواہ پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف متغیر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور پانی ایک قلہ ہو یا دو قلے

اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ بڑا تالاب کہ جس کا ایک کنارہ دوسرے کنارہ کے ہلانے سے متحرک نہ ہو اگر اس کے کسی طرف نجاست گر جائے تو دوسری جانب سے وضو کرنا جائز ہے پھر اس کی مقدار دہ در دہ سے بیان کی گئی دہ در دہ کا مستدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص کنواں کھودے تو اس کے لئے کنویں کے ارد گرد چالیس ہاتھ کا حق ہے۔ پس اس کنویں کیلئے ہر جانب سے دس ہاتھ روک ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرا شخص اس دس ہاتھ کے احاطہ میں کنواں کھودنے کا ارادہ کرے تو اسے روکا جائے گا کیونکہ اس صورت

میں پہلے کنویں کا پانی دوسرے کیطرف کھنچ کر کم ہو جاتے گا۔ اور اگر کوئی شخص اس احاطہ کے اندر گڑھا کھودنا چاہے نجاستیں ڈالنے کے لئے تو اسے بھی منع کریں گے اسلئے کہ اس صورت میں نجاست اس پہلے کنویں تک پہنچ کر پانی کو ناپاک کردے اور وہ دردہ کے علاوہ میں نہیں رکیں گے۔

مشکوک الخ: کیونکہ یہ گھروں میں بندھے رہتے ہیں اور برتنوں وغیرہ میں پانی پیتے ہیں تو مزید سہولت نجاست کا حکم نہیں کیا گیا۔ البتہ اگر ضرورت نہ رہے اور ان کے مستعمل برتنوں اور پانی وغیرہ سے احتراز بآسانی ہو سکے تو ان کے جھوٹے کا حکم پھاڑنے والے درندوں کا سا ہوگا۔

(فصل) وَالْمَاءُ الْقَلِيْلُ اِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُوْنُ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ وَيُسَمّٰى سُؤْرًا اَلْاَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ آدَمِيٌّ اَوْ فَرَسٌ اَوْ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَالثَّانِيْ نَجِسٌ لَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُهٗ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ اَوِ الْخِنْزِيْرُ اَوْ شَيْءٌ مِنْ سِبَاعِ الْبَهَائِمِ كَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ وَالثَّالِثُ مَكْرُوْهٌ اِسْتِعْمَالُهٗ مَعَ وُجُوْدِ غَيْرِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ وَسِبَاعِ الطَّيْرِ كَالصَّقْرِ وَالشَّاهِيْنِ وَالْحِدَاةِ وَسَوَاكِنِ الْبُيُوْتِ كَالْفَارَةِ لَا الْعَقْرَبِ وَالرَّابِعُ مَشْكُوْكٌ فِيْ طَهُوْرِيَّتِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ غَيْرَهٗ تَوَضَّأَ بِهٖ وَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰى

ترجمہ: وہ تھوڑا پانی جسمیں سے کسی جاندار نے پی لیا ہو وہ چار اقسام پر مشتمل ہوگا۔ ایسا پانی جھوٹا کہلاتا ہے۔ (۱) طاہر مطہر (یعنی وہ خود پاک ہو اور اسمیں دوسرے کو پاک کرنیکی صلاحیت ہو) وہ ایسا پانی کہلاتا ہے۔ کہ جس میں سے آدمی یا گھوڑا یا ایسا جانور پی لے جس کا گوشت کھانا حلال ہو (اور لوگ اس کا گوشت کھاتے ہوں) (۲) نجس ایسا پانی جس کا استعمال ناجائز ہو وہ ایسا پانی ہے کہ جس میں سے کتا یا سور یا پھاڑنے والے درندوں میں سے کوئی درندہ مثلاً چیتا یا بھیڑیا پی لے (۳) ایسا پانی جسے استعمال کرنا دوسرے (صاف ستھرے) پانی کے موجود ہوتے ہوئے مکروہ ہو۔ وہ بلی اور آزاد پھرنے والی مرغی اور شکاری پرندوں مثلاً شکرہ، باز اور چیل اور گھروں میں رہائش پذیر جانوروں مثلاً چوہے کا جھوٹا ہے بچھو کا حکم ان سے الگ ہے

(۴) مشکوک پانی یعنی ایسا پانی کہ جس کے پاک ہونے نہ ہونے میں شک ہو اور وہ ایسا پانی ہے جو خچر اور گدھے کے پینے کے بعد بچا ہو لہٰذا اگر اس پانی کے علاوہ اور پانی میسر نہ ہو تو اس پانی سے وضو اور تیمم کر کے نماز ادا کرلے۔

تشریح و توضیح | **الکلب** الخ: کتے، سور اور پھاڑنے والے جانوروں کا جھوٹا اس وجہ سے حرام ہے

کہ جھوٹے میں لعاب کی آمیزش ضرور ہوتی ہے۔ اوران کا لعاب نجس ہے اور احادیث میں ہے کہ ان کا لعاب اگر کپڑے پر لگ جائے تو اسے دھونا اور پاک کرنا لازم ہے

سباع۔ پھاڑنے والا جانور مثلاً شیر اور بھیڑیا۔ **الھرۃ**۔ فارسی میں اسے گربہ اور اردو میں "بلی" کہتے ہیں۔

المخلاۃ۔ آزاد گھومنے والی اور غلاظت و نجاست کھانے والی مرغی یہ قید لگا کر ایسی مرغی مستثنیٰ کر دی جو ایک جگہ بند کر کے رکھی جائے اور وہیں کھالے۔ عدمِ اختلاط کی بنا پر اس کا جھوٹا مکروہ بھی نہیں۔

مکروہ۔ کیونکہ بلی، مرغی وغیرہ سے مفر ممکن نہیں اس لئے شرعاً سہولت عطا کی گئی اور ان کے جھوٹے کی حرمت کا حکم نہیں کیا گیا بلی کے بارے میں ارشاد ہے کہ اس کا جھوٹا نجس نہیں کیونکہ یہ تمہارے گھروں میں پھرنے والی ہے یہ حدیث موطا امام مالکؒ، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابو داؤد، نسائی، دارمی اور مسند ابو یعلیٰ وغیرہ میں موجود ہے

(فصلٌ) لَوِ اخْتَلَطَ اَوَانٍ اَكْثَرُهَا طَاهِرٌ تَحَرّٰى لِلتَّوَضُّؤِ وَالشُّرْبِ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهَا نَجِسًا لَا يَتَحَرّٰى اِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِى الثِّيَابِ الْمُخْتَلِطَةِ يَتَحَرّٰى سَوَاءٌ كَانَ اَكْثَرُهَا طَاهِرًا اَوْ نَجِسًا

(فصل) تُنْزَحُ الْبِئْرُ الصَّغِيْرَةُ بِوُقُوْعِ نَجَاسَةٍ وَاِنْ قَلَّتْ مِنْ غَيْرِ الْاَرْوَاثِ كَقَطْرَةِ دَمٍ اَوْ خَمْرٍ وَبِوُقُوْعِ خِنْزِيْرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ وَبِمَوْتِ كَلْبٍ اَوْ شَاةٍ اَوْ اٰدَمِيٍّ فِيْهَا وَبِانْتِفَاخِ حَيَوَانٍ وَلَوْ صَغِيْرًا وَمِائَتَا دَلْوٍ لَوْ لَمْ يُمْكِنْ نَزْحُهَا وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا دَجَاجَةٌ اَوْ هِرَّةٌ اَوْ نَحْوُهُمَا لَزِمَ نَزْحُ اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا فَارَةٌ اَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ عِشْرِيْنَ دَلْوًا وَكَانَ ذٰلِكَ طَهَارَةً لِلْبِئْرِ وَالدَّلْوِ وَالرِّشَاءِ وَيَدِ الْمُسْتَقِيْ وَلَا تَنْجُسُ الْبِئْرُ بِالْبَعْرِ وَالرَّوْثِ وَالْخِثْىِ اِلَّا اَنْ يَسْتَكْثِرَهُ النَّاظِرُ اَوْ اَنْ لَا يَخْلُوَ دَلْوٌ عَنْ بَعْرَةٍ وَلَا يُفْسِدُ الْمَاءَ خُرْءُ حَمَامٍ وَعُصْفُوْرٍ وَلَا بِمَوْتِ مَا لَا دَمَ لَهُ فِيْهِ كَسَمَكٍ وَضِفْدَعٍ وَحَيَوَانِ الْمَاءِ وَبَقٍّ وَذُبَابٍ وَزُنْبُوْرٍ وَعَقْرَبٍ وَلَا بِوُقُوْعِ اٰدَمِيٍّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ اِذَا خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ وَلَا بِوُقُوْعِ بَغْلٍ وَحِمَارٍ وَسِبَاعِ طَيْرٍ وَوَحْشٍ فِى الصَّحِيْحِ وَاِنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ اِلَى الْمَاءِ اَخَذَ حُكْمَهُ وَوُجُوْدُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيْهَا يُنَجِّسُهَا مِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا اِنْ لَمْ يُعْلَمْ وَقْتُ وُقُوْعِهٖ

ترجمہ: اگر ایسے برتن مخلوط ہو جائیں جن میں زیادہ تعداد میں پاک برتن ہوں تو وضو اور پینے کی خاطر

تحری (خوب غور وفکر) کرے گا۔ اور برتن زیادہ تعداد میں ناپاک ہوں تو اس صورت میں صرف پینے کی خاطر تحری کرے گا۔ اور مخلوط کپڑے خواہ ان میں سے پاک کی تعداد زیادہ ہو یا کم ناپاک کپڑوں کی تعداد بڑھی ہوئی ہو۔ بہرصورت تحری کا حکم ہوگا۔

(**فصل**) کنواں اگر چھوٹا ہو اور مینگنیوں کے علاوہ کوئی اور ناپاکی اس میں گر گئی ہو تو سارا پانی نکالا جائے گا۔ خواہ وہ ناپاکی کم ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے قطرۂ خون یا قطرۂ شراب

اگر کنویں میں سور گر جائے تو اس کا منہ پانی تک پہنچے اور اسے زندہ ہی نکال لیا گیا تب بھی سارا پانی نکالیں گے۔ اور کنویں میں کتا یا بکری یا آدمی گر کر مر جائے اور جانور خواہ چھوٹا ہو مگر پھول جائے تو سارا پانی نکالا جائے گا۔

اور اگر اس کنویں کا سارا پانی نہ نکالا جاسکتا ہو (یعنی کنواں سوتہ دار ہو) تو (اس صورت میں دو سو [۲۰۰] ڈول نکالے جائیں گے۔

اور اگر کنویں میں مرغی یا بلی یا ان دونوں جیسا کوئی جانور گر کر مر جائے تو لازم ہے کہ چالیس ڈول نکالے جائیں۔ اور اگر کنویں میں چوہا یا چوہے جیسی کوئی اور چیز گر کر مر گئی ہو تو بیس ڈول نکلنے لازم ہوں گے۔

اور مقررہ مقدار نکالنے پر کنواں اور ڈول اور رسی اور پانی کھینچنے والے کے ہاتھ سب پاک قرار دیئے جائیں گے اور مینگنی و لید و گوبر کنویں میں گرنے پر کنواں اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ دیکھنے والے کی نظر میں انکی تعداد کثیر نہ ہو یا یہ کہ ہر ڈول میں مینگنی آئے (تو ناپاکی کا حکم ہوگا)

کبوتر اور چڑیا کی بیٹ اور ایسے جانور کے مر جانے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا جسمیں (حقیقتاً) خون نہ ہو۔ مثلاً مچھلی اور مینڈک اور دوسرے آبی جانور، اور مکھی اور بھڑ اور بچھو۔ اور کنویں میں آدمی اور ایسا جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہو ان کے گر کر زندہ نکل آنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

اور صحیح قول کی رو سے خچر اور گدھے اور شکار کرنے والے پرندے اور وحشی جانور کے گر جانے سے ناپاک نہ ہوگا اور گرنے والے کا لعاب پانی میں مل جانے سے پانی کا حکم اس کے لعاب کا سا ہوگا۔

اور پانی میں مرا ہوا جانور ملے (اور وہ پھولا پھٹا نہ ہو) تو ایک دن اور ایک رات سے ناپاک قرار دیں گے (یہ اس صورت میں ہے کہ گرنے کا وقت معلوم ہو) اور اگر گرنے کے صحیح وقت کا علم نہ ہو اور جانور پھولا (پھٹا) ہوا ہو تو پانی تین دن اور تین رات سے ناپاک قرار دیں گے جبکہ اس کے گرنے کے وقت کا پتہ نہ ہو۔

تشریح وتوضیح | **البئر**۔ اگر ایسا کنواں جس میں نجاست گر گئی ہو یا کوئی جانور گر کر پھول یا پھٹ گیا ہو۔ یا آدمی یا بکری یا کتا گر کر مر گیا ہو اور سارا پانی نکالنا ممکن ہو تب تو سارا پانی نکالا جائے گا۔ اور

اگر سارا پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو اندازہ لگائیں گے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق ایسے دو آدمیوں کا قول معتبر ہوگا۔ جنہیں پانی سے متعلق بصیرت ہو۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دو سو سے تین سو تک ڈول نکالیں گے اور متوسط درجہ کا ڈول شرعًا معتبر ہے۔

بوقوع نجاسۃ۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نجاست مخففہ اور مغلظہ کے درمیان کوئی فرق نہیں اس لئے کہ تخفیف کا اثر تو کپڑوں میں ظاہر ہوتا ہے لہٰذا اگر پانی میں بکری پیشاب کردے جس کا کہ گوشت کھایا جاتا ہے تو یہ نجاست خفیفہ کے باوجود سارا پانی نکالا جائے گا۔ قاضی خان نے اسکی صراحت کی ہے اور یہ کہ قلیل وکثیر کے درمیان کوئی فرق نہیں یہاں تک کہ اگر ایک قطرہ بھی پیشاب یا خون یا شراب کا گر جائے تو سارا پانی نکالنا واجب ہوگا مگر مناسب یہ ہے کہ کل پانی نکالنے کی قید ان کے ساتھ لگائی جائے۔ جو ضرورۃً بھی معفو عنہ اور قابل درگذر نہیں۔

مثلاً اونٹ اور بکری کی مینگنی گر جانے پر پانی کے فاسد ہونے کا حکم بر بنائے ضرورت نہیں کیا جاتا کیونکہ ہوا کے ذریعہ بھی یہ کنوئیں میں گر جاتی ہیں اس لئے تا وقتیکہ یہ دیکھنے والے کی نظر میں کثیر نہ ہوں قابل معفو و درگذر ہیں

تحری۔ تسلّی کے وزن پر باب تفعل سے۔ اس کے معنی ہیں درست اور صحیح کی جستجو۔

الشرب اگر تین آدمیوں کو تین ایسے پانی کے برتن ملیں کہ ان میں سے ایک یقینی طور پر ناپاک ہو اور ان میں سے ہر ایک تحری کرے اور ہر ایک کی تحری میں ایک برتن (دوسرے سے الگ) آئے تو ان کی نماز تنہا تنہا جائز ہے۔

بخلاف کیونکہ ستر عورت کے لئے کپڑے کا کوئی قائم مقام نہیں اور پانی کا قائم مقام مٹی موجود ہے اس لئے دونوں کے حکم میں اس اعتبار سے فرق رہے گا۔

نزح عشرین۔ چوہا یا چڑیا یا ان جیسا چھوٹا جانور گر کر مر جائے اور بغیر پھولے پھٹے نکال لیا جائے تو بیس ڈول نکالنے لازم ہوں گے مستحب یہ ہے کہ بجائے بیس کے تیس ڈول نکال دیئے جائیں۔

فصل فی الاستنجاء

يَلْزَمُ الرَّجُلَ الِاسْتِبْرَاءُ حَتّٰى يَزُولَ اَثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهٗ عَلٰى حَسَبِ عَادَتِهٖ اِمَّا بِالْمَشْيِ وَالتَّنَحْنُحِ وَالِاضْطِجَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لَهُ الشُّرُوْعُ فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ الْبَوْلِ وَالِاسْتِنْجَاءُ سُنَّةٌ مِنْ نَجَسٍ يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ مَا لَمْ يَتَجَاوَزِ الْمَخْرَجَ وَاِنْ تَجَاوَزَ وَكَانَ قَدْرَ الدِّرْهَمِ وَجَبَ اِزَالَتُهٗ بِالْمَاءِ وَاِنْ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ افْتَرَضَ غَسْلُهٗ وَيَفْتَرِضُ غَسْلُ مَا فِي الْمَخْرَجِ عِنْدَ الِاغْتِسَالِ

مِنَ الجَنَابَةِ وَالحَيضِ وَالنِّفَاسِ وَاِن كَانَ مَافِي المخرج قَلِيلاً وَاَن يَستَنجِيَ بِحَجَرٍ مُنَقٍّ وغيرہ والغَسلُ بِالمَاءِ اَحَبُّ والافضل الجَمعُ بَينَ المَاءِ والحجر فَيَمسَحُ ثُمَّ يَغسِلُ ويجوز ان يقتصر عَلَى المَاءِ اَوِ الحَجَرِ وَالسُّنَّةُ انقاء المَحَلِّ وَالعَدَدُ فِي الاَحجَارِ مَندُوبٌ لَاسُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فيستنجي بثلاثةِ اَحجَارٍ ندباً ان حَصَلَ التَّنظِيفُ بِمَا دُونَهَا وَكَيفِيَّةُ الاِستِنجَاءِ اَن يَمسَحَ بِالحَجَرِ الاَوَّلِ من جِهَةِ المُقَدَّمِ اِلىٰ خَلفٍ وَبِالثَّانِي من خَلفٍ الىٰ قُدَّامٍ وبالثالث مِن قُدَّامٍ اِلىٰ خَلفٍ اِذَا كَانت الخُصيَةُ مُدَلَّاةً وَاِن كَانَت غَيرَ مُدَلَّاةٍ يَبتَدِئُ مِن خلفٍ الىٰ قُدَّامٍ والمَرأَةُ تَبتَدِئُ مِن قُدَّامٍ اِلىٰ خَلفٍ خشية تلويث فرجها ثُمَّ يغسل يدہٗ اَوَّلاً بِالمَاءِ ثُمَّ يَدلُكُ المَحَلَّ بِالمَاءِ بِبَاطِنِ اصبع او اصبعين او ثَلَاثٍ ان احتاج ويَصعَدُ الرَّجُلُ اُصبُعَهُ الوُسطىٰ عَلىٰ غيرها فى ابتداءِ الاِستِنجَاءِ ثُمَّ يَصعَدُ بنصرہٗ وَلَايقتصِرُ عَلىٰ اصبعٍ واحدة والمرأة تُصعِدُ بِنصرِهَا وَاَوسَطَ اصابعها معًا ابتداءً خشية حُصُولِ اللذة وَيُبَالِغُ فى التَّنظِيفِ حَتّٰى يَقطَعَ الرَّائِحَةَ الكَرِيهَةَ وَفِي اِرخَاءِ المتعدة ان لَم يَكن صَائِمًا فَاِذَا فَرَغَ غَسَلَ يَدَهٗ ثَانِيًا وَنَشَّفَ مقعدتہٗ قَبلَ القِيَامِ اِن كَانَ صَائِمًا

ترجمہ:- استنجا میں اس حد تک پاکی وصفائی لازم ہے کہ پیشاب کا اثر جاتا رہے اور قلبی اطمینان (کہ طہارت حاصل ہو گئی) اس کے مطابق جس کا وہ عادی ہو میسّر ہو جائے یا چلنے کے ذریعہ (اطمینان) ہو یا یا کھانس کر یا کروٹ وغیرہ (و پہلو) پر لیٹنے کے ذریعہ (حاصل یہ کہ اوّل جس طرح پاکی کا اطمینان کر سکتا ہو کر لے)

اس لئے اس وقت تک وضو کی ابتدا نا جائز ہے جب تک اسے یہ اطمینان حاصل نہ ہو جائے کہ پیشاب کا قطرہ آنا بند ہو گیا ہے۔ اور جس وقت تک نجاست پاخانہ اور پیشاب کے مخرج (نکلنے کے راستہ) سے تجاوز نہ کرے استنجا کرنا مسنون ہے (واجب نہیں)

اگر نجاست مخرج سے بڑھ گئی اور بقدر درہم ہو تو پانی سے اسے دور کرنا واجب ہے اور ایک درہم سے (یعنی ۳½ ماشہ سے) بڑھ گئی ہو تو اسے دھونا فرض ہے۔

اور ناپاکی اور حیض و نفاس کا غسل کرتے ہوئے مخرج میں لگی ہوئی نجاست کا دھونا بھی فرض ہوگا

خواہ وہ مخرج میں لگی ہوئی نجاست کم ہی کیوں نہ ہو۔ اور مخرج سے تجاوز نہ کرنیوالی نجاست صاف کرنے والے پتھر وغیرہ سے دور کرنا (اور اس سے استنجا کرنا) مسنون ہے اور باعث استحباب ہے کہ پانی سے دھویا جائے اور افضل یہ ہے کہ پانی اور پتھر دونوں سے استنجا کیا جائے یعنی (اول) پتھر سے استنجا۔ کرکے پانی سے دھولیں اور جائز ہے کہ محض پانی یا پتھر سے استنجا۔ کیا جائے۔ مسنون نجاست سے مخرج کو صاف کرنا ہے اور استنجا کے لیے پتھروں (ڈھیلوں) کی تعداد (طاق عدد) کی رعایت سنت مؤکدہ نہیں بلکہ (صرف) مستحب ہے پس اگر پاکی تین سے کم میں حاصل ہو جائے تو تین ڈھیلوں سے استنجا کرنا مستحب ہے استنجا اس طرح ہو کہ پہلا پتھر (ڈھیلا) آگے سے پیچھے کی طرف اور دوسرا پیچھے سے آگے کیطرف اور تیسرا آگے سے پیچھے کی جانب لے جائے یہ اس وقت ہے کہ (گرمی کے موسم وغیرہ کیوجہ سے) خصیے لٹکے ہوتے ہوں اور لٹکے ہوتے نہ ہونے کی صورت میں (موسم سرما وغیرہ کیوجہ سے) پیچھے سے آگے کی جانب سے استنجا کا آغاز کرے۔

اور عورت ہمیشہ اول بار کریگی یعنی آگے سے پیچھے کی طرف شرمگاہ کے نجاست سے ملوث ہونے کے اندیشہ کے باعث استنجا کریگی۔ اس کے بعد اول استنجا کرنے والا اپنا ہاتھ پانی سے دھوکر نجاست کی جگہ کو پانی سے ایک یا دو یا تین انگلیوں کے اندرونی حصوں کے ذریعہ ملے۔

اور مرد اپنی درمیانی انگلی استنجا کے آغاز میں دوسری انگلیوں سے اونچی کرلے پھر اس کے قریب کی انگلی (بنصر) کو ابھارے۔ اور محض ایک انگلی سے استنجا نہ کرے اور عورت درمیانی انگلی اور بنصر کو حصول لذت کے اندیشہ سے احتراز کی خاطر ایک ساتھ ابھارے اور بدبو کے زائل ہونے تک اچھی طرح پاکی وصفائی سے کام لے اور پاخانہ کے مقام کو ڈھیلا چھوڑدے (اور طہارت میں مبالغہ سے کام لے) بشرطیکہ روزہ سے نہ ہو پھر فراغت کے بعد ازسرنو اپنے ہاتھ دھوتے اور کھڑے ہونے سے پہلے پاخانہ کا مقام خشک کرے بشرطیکہ روزہ سے ہو (ورنہ خشک کرنا ضروری نہیں)

تشریح وتوضیح الاستبراء۔ قرض یا گناہ سے برأت طلب کرنا۔ یہاں مراد ہے پوری طرح قلبی اطمینان کے ساتھ پاکی وصفائی حاصل کرنا کہ دل میں ناپاکی کسی درجہ میں بھی برقرار رہنے کا خدشہ نہ رہے

الاستنجاء۔ استنجاء کرنا ہر حدث یعنی دونوں راستوں میں کسی راستہ سے نکلنے والے حدث کی بنا پر ہے۔ جو سونے اور ریح کے علاوہ ہو۔ اگر کوئی کہے کہ متن میں "یخرج من السبیلین" کی قید سے نوم (سونا) خود مستثنیٰ ہو گیا۔ اگرچہ اسکی قید نہ لگائی جائے پس سونے اور ریح کے علاوہ ہر حدث میں استنجا مسنون ہوگا۔ پس فصد وغیرہ میں بھی مسنون ہوگا۔ حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حدث کو "یخرج من السبیلین" کے ساتھ مقید کرنا اور سونے کا استثناء بے فائدہ نہیں کیونکہ یہ بھی اسی قبیل سے ہے اسلئے کہ نیند خود ناقض ہے

اور اس میں حدث کے دونوں راستوں سے نکلنے کا گمان ہے پتھر وغیرہ سے استنجاء کرنا یہاں تک کہ پاکی و صفائی حاصل ہو جائے کسی عدد کی قید کے بغیر مسنون ہے۔

مدلاة۔ یعنی گرمی کے موسم میں خصیے حرارت کے سبب نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور مخرج کے قریب پہنچ جاتے ہیں اس صورت میں پہلے پتھر سے پیچھے سے آگے کی طرف لے جانے میں تلویث کا کافی احتمال ہے اور دوسرے پتھر میں تلویث کا احتمال نجاست کم رہ جانے کی بناء پر بہت کم ہے یہ حکم صرف مرد کے ساتھ مخصوص ہے عورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے لئے ایک ہی حکم ہر موسم میں یکساں رہے گا۔

ارخاء المقعدة۔ یعنی مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر خوب اچھی طرح ایک یا دو یا تین انگلیوں کے اندرونی حصوں سے دھونا اور پتھروں کے استعمال و پاکی کے بعد مزید صفائی و نظافت کی خاطر پانی سے پاک کرنا مستحب ہے فرض یا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ اہل مسجد قبا کے بارے میں ان کا طرز عمل پسند کرتے ہوئے کہ وہ پانی بھی بعد میں استعمال کرتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا" (الآیۃ) ان لوگوں کا معمول یہ تھا کہ پاخانہ سے فراغت کے بعد اول پتھر (ڈھیلے) سے پاکی حاصل کرتے پھر پانی سے۔ یہ روایت ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ اور مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے رہا دونوں کے جمع ہونے کا مسنون ہونا تو یہ کثیر روایات سے ثابت ہے بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے اور میں اور میرے ساتھ ایک غلام پانی کا برتن اٹھائے ہوتے تو آپ پانی سے استنجاء فرماتے تھے۔

جامع ترمذی، مسند احمد، سنن بیہقی، مسند بزار اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عورتوں سے فرماتی تھیں کہ تم اپنے شوہروں کو حکم کرو کہ وہ پاخانہ یا پیشاب سے فارغ ہو کر پانی سے استنجاء کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔ اور مجھے خود ان سے کہتے ہوئے حجاب آتا ہے۔

قلبہ۔ یہ ملکر یا کھانس کر قطرہ نہ آنے کا اطمینان مرد کے لئے ہے۔ عورت کو اس کی احتیاج نہیں بلکہ وہ کچھ دیر توقف کر کے استنجاء کرے۔

لتنحنح۔ گلا صاف کرنا کھنکارنا۔

ولا یجوز۔ یعنی جب دل طہارت پر مطمئن ہو جائے استنجاء جائز ہے۔ شیطان اکثر دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے انکی خاطر دھیان نہ کرنا چاہیئے بلکہ دفع وہم اور دفع وساوس کی خاطر تہ بند یا پاجامہ پر پانی کے چھینٹے دے لینے چاہئیں تاکہ شک و شبہ سر نہ ابھارے۔

مسئلہ۔ خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے اگر نجاست مخرج سے تجاوز نہ کرے تو استنجاء سنتِ موکدہ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکثر مواظبت فرمائی ہے اور کبھی کبھی ترک کیا ہے۔

فصل لَا يَجُوزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلْاِسْتِنْجَاءِ وَاِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مَخْرَجَهَا وَزَادَ الْمُتَجَاوِزُ عَلٰى قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَا تَصِحُّ مَعَهُ الصَّلٰوةُ اِذَا وَجَدَ مَا يُزِيلُهُ وَيَحْتَالُ لِاِزَالَتِهِ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ عِنْدَ مَنْ يَرَاهُ وَيُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ لِاٰدَمِيٍّ اَوْ بَهِيْمَةٍ وَاٰجُرٍّ وَخَزَفٍ وَفَحْمٍ وَزُجَاجٍ وَجَصٍّ وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ كَخِرْقَةِ دِيْبَاجٍ وَقُطْنٍ وَبِالْيَدِ الْيُمْنٰى اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَدْخُلُ الْخَلَاءَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَبْلَ دُخُوْلِهِ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَسَارِهِ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَيُكْرَهُ تَحْرِيْمًا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبُنْيَانِ وَاسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمَهَبِّ الرِّيْحِ وَيُكْرَهُ اَنْ يَبُوْلَ اَوْ يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْجُحْرِ وَالطَّرِيْقِ وَتَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ وَالْبَوْلُ قَائِمًا اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ

ترجمہ۔ استنجا کی خاطر لوگوں کی موجودگی میں ستر کھولنا (اور بے پردہ ہونا) ناجائز ہے۔ اگر ناپاکی مخرج سے بڑھ گئی ہو اور یہ بڑھنا ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس ناپاکی کے ہونے کی صورت میں نماز پڑھنا درست نہ ہوگا جبکہ اس کو دور کرنیوالی چیز میسر ہو۔ اور وہ شخص جو اسے دیکھ رہا ہو اس کے سامنے ستر کھولے بغیر استنجا کی کوشش کرے۔

اور ہڈی اور آدمی یا جانور کے کھانے کی چیز اور پختہ اینٹ اور ٹھیکرے اور کوئلہ اور شیشہ اور گچ اور لائق احترام چیز مثلاً ریشمی روئی کے کپڑے اور بلا عذر دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ (مکروہ تحریمی) اور بیت الخلاء میں اول بایاں پاؤں داخل کرے۔ اور شیطان مردود سے پناہ طلب کرے۔ (یعنی داخل ہوتے وقت مثلاً یہ دعا پڑھے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“) اور بائیں یا دائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھ جائے اور بجز ضروری بات کے گفتگو نہ کرے اور بیت الخلاء میں قبلہ رُخ بیٹھنا اور اسکی طرف پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ مکان میں ہو (کہ اس بارے میں جنگل اور مکان کا ایک حکم ہے) اور سورج

اور چاند کی جانب رُخ کر کے بیٹھنا اور ہوا کے رُخ کی جانب منہ کر کے بیٹھنا باعثِ کراہت ہے۔
اور پیشاب پاخانہ پانی اور سائے اور سوراخ (سانپ وغیرہ کے بل) اور سرراہ اور پھل والے درخت کے نیچے اور بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا باعثِ کراہت (کراہت تحریمی) ہے
اور پاخانہ سے نکلتے وقت (اوّل) دایاں پیر نکالتے ہوئے کہے اے اللہ تو نے مجھ سے ناپاکی دُور کر دی اور مجھ کو عافیت (وراحت) عطا فرمائی۔

تشریح و توضیح زُجاج۔ زا کے پیش کے ساتھ۔ آئینہ۔ کانچ۔
جصّ۔ جیم کے زبر اور صاد کی تشدید کے ساتھ، گچ جیم کے زیر کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔
کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے محل و مقام نجاست کو نقصان پہنچنے اور زخم وغیرہ کا اندیشہ ہے اور اندیشۂ ضرر سے تحفظ ضروری ہے۔
دیباج۔ یائے معروف کے ساتھ۔ دیباہ و دیباجہ ریشمی منقش کپڑے کی ایک نوع قطن۔ قاف کے پیش کے ساتھ روئی ان دونوں سے استنجاء اضاعت مال اور سبب افلاس ہونے کی بنا پر مکروہ ہے۔
بالید الیمنیٰ۔ عینی شرح بخاری'' میں دائیں ہاتھ سے استنجاء مکروہ ہونے کی دو وجہیں لکھی ہیں ایک تو یہ کہ اس میں دائیں ہاتھ کی اہانت ہے دوسرے یہ کہ اگر کہا ہاتھ سے استنجاء کرے اور کھانا کھاتے وقت استنجے کی حالت یاد آ گئے تو اسکی وجہ سے کراہت محسوس ہو گی اور کھانا دشوار ہو جائے گا
استدبارھا۔ جس طرح پاخانہ پیشاب کرتے ہوئے قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے اسی طرح پیٹھ کرنا بھی مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم (قضائے حاجت کی خاطر) پاخانہ میں آؤ تو نہ قبلہ رخ بیٹھو اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرو
الجحر۔ سوراخ و بل میں پیشاب کرنیکی ممانعت اس حدیث سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔ یہ روایت ابوداؤد شریف میں موجود ہے۔

فَصْلٌ فِی الْوُضُوْءِ

اَرْكَانُ الْوُضُوْءِ اَرْبَعَةٌ وَهِیَ فَرَائِضُهُ الْاَوَّلُ غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّهٗ طُوْلًا مِنْ مَبْدَاِ سَطْحِ الْجَبْهَةِ اِلٰی اَسْفَلِ الذَّقْنِ وَحَدُّهٗ عَرْضًا مَا بَيْنَ شَحْمَتَیِ الْاُذُنَيْنِ وَالثَّانِیْ غَسْلُ يَدَيْهِ مَعَ مِرْفَقَيْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَيْهِ مَعَ كَعْبَيْهِ وَالرَّابِعُ مَسْحُ رُبُعِ رَاْسِهٖ وَسَبَبُهٗ اِسْتِبَاحَةُ مَا لَا يَحِلُّ اِلَّا بِهٖ وَهُوَ حُكْمُهُ الدُّنْيَوِیُّ وَحُكْمُهُ الْاُخْرَوِیُّ الثَّوَابُ فِی الْاٰخِرَةِ وَشَرْطُ وُجُوْبِهِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْاِسْلَامُ

وَقُدْرَةٌ عَلٰی اِسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْکَافِیْ وَوُجُوْدُ الْحَدَثِ وَعَدَمُ الْحَیْضِ وَالنِّفَاسِ وَضَیْقِ الْوَقْتِ وَشَرْطُ صِحَّتِہٖ ثَلَاثَۃٌ عُمُوْمُ الْبَشَرَۃِ بِالْمَاءِ الطَّھُوْرِ وَانْقِطَاعُ مَا یُنَافِیْہِ مِنْ حَیْضٍ وَنِفَاسٍ وَحَدَثٍ وَزَوَالُ مَا یَمْنَعُ وُصُوْلَ الْمَاءِ اِلَی الْجَسَدِ کَشَمْعٍ وَشَحْمٍ

ترجمہ:- ارکانِ وضو جو کہ فرائض وضو ہیں وہ چار ہیں۔ پہلے چہرہ کا دھونا فرض ہے اور طول میں اسکی حد پیشانی کی سطح کے آغاز سے (بالوں کے اُگنے کی جگہ سے) ٹھوڑی کے نچلے حصہ تک ہے اور چوڑائی میں اسکی حد دونوں کانوں کی لووں کے بیچ کا (کل) حصہ ہے اور وضو کا دوسرا فرض دونوں ہاتھ مع کہنیوں کے دھونا ہے۔ اور تیسرا فرض یہ ہے کہ دونوں پاؤں مع ٹخنوں کے دھوتے جائیں۔ اور چوتھا فرض وضو میں یہ ہے کہ سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کیا جائے

اور سببِ وضو (باعثِ وضو) ان اشیاء کو مباح و جائز کرنا ہے جو وضو ہی کے ذریعہ جائز ہوتی ہیں۔ اور یہ اس کا دنیوی اعتبار سے حکم ہے اور باعتبار آخرت اس کا حکم حصول ثواب ہے

وجوبِ وضو کی یہ شرائط ہیں (۱) عقل (۲) بالغ ہونا (۳) اسلام (۴) اتنے پانی پر قدرت جو وضو کے واسطے کافی ہو جائے (۵) حدث کا وجود (وضوء کا نہ ہونا) (۶) حیض نہ پایا جانا (۷) نفاس (بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو آنے والا خون) کا نہ پایا جانا (۹) وقت تنگ نہ ہونا۔

اور صحت وضو کی تین شرائط ہیں۔ (۱) دھوتے جانے والے عضو تک اچھی طرح پاک (وصاف) پانی پہنچانا (۲) اس شئے کا ختم ہونا جو منافی وضو ہو یعنی ماہواری اور نفاس وحدث (جنابت یعنی غسل واجب کرنیوالی ناپاکی) اور اس چیز کا (بدن پر) باقی نہ رہنا جو پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکنے والی ہو مثلاً موم اور چربی

تشریح و توضیح سورۃ مائدہ کی اس آیت "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ" (الآیۃ) کے ذریعہ تیمم اور غسل کا حکم واضح کیا گیا ہے۔ یہ آیت ۴ھ یا ۵ھ میں غزوہ بنی مطلق کے موقعہ پہ نازل ہوئی اور اسی موقعہ پر تیمم مشروع ہوا۔ رہے وضو اور غسل وہ فرضیت نماز ہی کے وقت سے مشروع تھے۔ لیکن ابھی تک ان کے متعلق واضح و صریح حکم قرآن کریم میں کچھ نازل نہ ہوا تھا۔ یہ حکم غیر مکلفین کو چھوڑ کر تمام مکلف مردوں اور عورتوں کے لئے ہے۔

اذا قمتم الی الصلوٰۃ۔ یعنی جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو، ادا کرنے کا قصد کرو۔ اور تمہارا وضو نہ ہو۔ "فاغسلوا وجوھکم" لے لیغسل کل منکم وجھہ اتم میں سے

ہر ایک اپنا چہرہ دھوتے۔

مسح ربع راس: مسح تر ہاتھ کے عضو تک پہنچانے کو کہتے ہیں وہ تری جو تر تن سے لی گئی ہو یا دھوئے جانے والے اعضا کو دھونے کے بعد ہاتھ میں باقی رہ جانے والی تری ہو وہ تری مسح کے لئے ناکافی ہوگی جو ہاتھ میں مسح کئے جانے والے اعضاء کے مسح کے بعد باقی رہتی ہے اور وہ تری کافی ہوگی جو بعض اعضاء سے لی جائے خواہ وہ عضو دھوتے جانے والا ہو یا مسح کئے جانے والا۔ احناف کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔

وضو: واؤ کے پیش کے ساتھ۔ واؤ کے زبر کے ساتھ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے وضو کیا جائے

(فصل) يَجِبُ غَسْلُ ظَاهِرِ اللِّحْيَةِ الكَثَّةِ فِي أَصَحِّ مَا يُفْتَى بِهِ وَيَجِبُ إِيصَالُ المَاءِ إِلَى بَشَرَةِ اللِّحْيَةِ الخَفِيفَةِ وَلَا يَجِبُ إِيصَالُ المَاءِ إِلَى المُسْتَرْسِلِ مِنَ الشَّعْرِ عَنْ دَائِرَةِ الوَجْهِ وَلَا إِلَى مَا انْكَتَمَ مِنَ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ الانْضِمَامِ وَلَوِ انْضَمَّتِ الأَصَابِعُ أَوْ طَالَ الظُّفْرُ فَغَطَّى الأَنْمُلَةَ أَوْ كَانَ فِيهِ مَا يَمْنَعُ المَاءَ كَعَجِينٍ وَجَبَ غَسْلُ مَا تَحْتَهُ وَلَا يَمْنَعُ الدَّرَنُ وَخُرْءُ البَرَاغِيثِ وَنَحْوُهَا وَيَجِبُ تَحْرِيكُ الخَاتَمِ الضَّيِّقِ وَلَوْ ضَرَّهُ غَسْلُ شُقُوقِ رِجْلَيْهِ جَازَ إِمْرَارُ المَاءِ عَلَى الدَّوَاءِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيهِمَا وَلَا يُعَادُ المَسْحُ وَلَا الغَسْلُ عَلَى مَوْضِعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِهِ وَلَا الغَسْلُ بِقَصِّ ظُفْرِهِ وَشَارِبِهِ

ترجمہ:۔ زیادہ صحیح ومفتی بہ قول کے مطابق یہ واجب ہے کہ ایسی ڈاڑھی جو گھنی ہو اس کے بیرونی حصہ کو دھویا جائے۔ اور واجب ہے کہ ڈاڑھی گھنی نہ ہو تو پانی کو ڈاڑھی کی کھال (اندرونی حصہ) تک پہنچایا جائے۔ اور وہ بال جو چہرہ کے دائرہ سے باہر (ٹھوڑی سے لٹکے ہوتے) ہوں ان تک واجب نہ ہوگا کہ پانی پہنچایا جائے اور ہونٹوں کا وہ حصہ جو دونوں ہونٹوں کے ملانے کے وقت پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اس کا وضو میں دھونا واجب نہیں اور اگر انگلیاں باہم (کسی وجہ سے) مل جائیں یا ناخن اسقدر لانبا ہو کہ پوروں کو پوشیدہ کرلے یا ناخن میں ایسی چیز لگ رہی ہو کہ پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنے مثلاً آٹا تو اس حصہ کا دھونا واجب ہوگا جو اس کے نیچے ہو اور میل اور مچھر وغیرہ کی بیٹ ہو تو یہ پانی پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنے گا (اور وضو صحیح ہو جائے گا۔) اور وہ انگوٹھی جو تنگ ہو اسے ہلانا واجب ہوگا (تاکہ اس کے نیچے پانی پہنچ سکے) اگر پیروں کی پھٹن کا دھونا نقصان دہ ہو تو پھٹن میں رکھی ہوئی دوا پر پانی بہانا کافی درست ہوگا (اور

اندر پانی پہنچانا واجب نہ ہوگا۔ بال مونڈنے کے بعد دوبارہ مسح اور دوبارہ دھونا واجب ہوگا بلکہ مونڈنے سے قبل کا دھونا اور مسح کافی ہوگا) اور اسی طرح (ناخن اور مونچھیں کاٹنے کے بعد (دوبارہ) دھونا واجب نہ ہوگا۔

تشریح وتوضیح | وَلَا یعاد۔ یعنی سر کے بال منڈوانے کی صورت میں مسح کا اعادہ اور ڈاڑھی منڈوانے کی شکل میں دھونے کا اعادہ واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح وضو کرنے کے بعد ناخن کتروا دیئے تو دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں۔ یہ حکم مجاہدؒ اور حمادؒ کے قول کے خلاف ہے۔ حماس کے قائل ہیں کہ ناخن یا مونچھ وضو کرنے کے بعد کترنے پر دوبارہ واجب ہے۔ امام محمدؒ کتاب الآثار میں ابراہیم نخعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک مسح کے بعد سر کے بال منڈوانے پر دوبارہ مسح واجب ہے۔

الکثۃ۔ کثیر، گھنی اور بھری ہوتی ڈاڑھی، گنجان ڈاڑھی

ویجب یہاں یجبُ " یفترض۔ کے معنی میں ہے یعنی دھونا فرض ہے۔

اصابع۔ اصبع کی جمع۔ انگلیاں۔

شارب۔ مونچھ

(فصل) یسنُّ فی الوضوءِ ثمانیۃَ عشرَ شیئًا غسلُ الیدینِ الی الرُّسغینِ والتسمیۃُ ابتداءً والسّواکُ فی ابتدائِہٖ ولو بالاصبع عند فقدہٖ والمضمضۃ ثلاثًا ولو بغرفۃ والاستنشاق بثلاث غرفات والمبالغۃُ فی المضمضۃ والاِستنشاق لغیر الصّائم وتخلیل اللحیۃ الکثّۃ بکفّ ماءٍ من اسفلھا وتخلیل الاصابع وتثلیثُ الغسل واستیعابُ الراس بالمسح مرّۃً ومسح الاُذُنَیْن ولو بماءِ الرّأسِ والدّلک والولاء والنیۃ والترتیب کما نصّ اللہ تعالیٰ فی کتابہٖ والبداءۃُ بالمیامن ورءوسِ الاصابع ومقدمُ الراس ومسح الرقبۃ لا الحلقوم وقیل انّ الاربعۃ الاخیرۃ مستحبۃ

ترجمہ:۔ وضو میں اٹھارہ اشیاء سنت ہیں (۱) پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھونا (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لینا وضو کے شروع میں (۳) وضو کے آغاز میں مسواک خواہ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی ہی سے کیوں نہ ہو۔ (۴) تین بار کلی خواہ ایک ہی چلو کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔ (۵) تین بار چلوؤں کے ذریعہ تین مرتبہ علیحدہ علیحدہ ناک میں پانی دینا (۶) کلی اور ناک میں پانی دینے میں مبالغہ کے ساتھ کام لینا بشرطیکہ روزہ نہ ہو اور روزہ میں مبالغہ سے اور خوب اچھی طرح پانی دینے سے احتراز کرے) (۷) اور گنجان ڈاڑھی میں ڈاڑھی کی نچلی طرف سے چلو میں پانی

لے کر خلال کرنا (۸) اور انگلیوں میں (باہم انگلیاں ڈال کر) خلال کرنا۔ (۹) اور تین بار دھونا (۱۰) سارے سر کا مسح ایک بار کرنا (۱۱) دونوں کانوں کا مسح اگرچہ سر کے باقی ماندہ پانی سے ہو (۱۲) رگڑنا (۱۳) بلاتاخیر کرنا (۱۴) نیت (۱۵) ترتیب یعنی وہ ترتیب جس کی صراحت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی (۱۶) اور داہنی جانب اور انگلیوں کے سروں کی جانب سے آغاز (۱۷) سر کے اگلے حصہ (پیشانی) سے آغاز (۱۸) اور گردن کا مسح، (داہنی جانب سے) کرنا حلق کا مسح نہ کرنا۔ کہا گیا ہے کہ بعد کی چار چیزیں مستحبات میں داخل ہیں۔

تشریح وتوضیح | یسن الخ سنت سے مراد سنت موکدہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کرنے والا ثواب پاتا ہے اور نہ کرنے والا لائق ملامت ٹھرتا اور گنا ہگار ہوتا ہے۔

ثلاثاً۔ اگر کوئی تین بار سے کم دھوئے تب بھی سنت تو ادا ہو جائے گی مگر وہ تارکِ کمالِ سنت کہلائے گا۔ اصحاب "السنن" کی ایک روایت میں بیدار ہونے والے کے بارے میں ہے "لیغسل مرتین او ثلاثاً (دو یا تین بار دھوئے)

التسمیة الخ اس میں تین قول ہیں (۱) مستحب ہے (۲) سنتِ موکدہ ہے اکثر فقہاء اس کے قائل ہیں (۳) واجب ہے امام ابن ہمامؒ نے "فتح القدیر" میں اسی کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے اصل اس بارے میں یہ حدیث ہے کہ جو وضو کرتے ہوئے اللہ کا نام نہ لے (بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا وضو نہیں یہ روایت ابوداؤد ترمذی، دارقطنی اور ابنِ ماجہ میں موجود ہے "بزار میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو شروع فرماتے وقت بسم اللہ پڑھا کرتے تھے بعض روایات سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے علاوہ "بسم اللہ العظیم" اور "الحمد للہ علی دین الاسلام" پڑھنا بھی ثابت ہے۔

السواک الخ وہ لکڑی جو دانتوں پر ملی جاتی ہے اصل اس بارے میں وہ قولی اور فعلی احادیث ہیں جو "صحاح ستہ" ترغیب مسواک کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ ہر نماز کے وقت دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرنا مستحب ہے۔

المضمضة الخ باعتبار لغت پانی کے حرکت دینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں پورے منہ میں پانی کا استیعاب ہے۔ اور ناک میں پانی دینا اور کلی کرنا صحاح ستہ" وغیرہ میں صحابہؓ سے مروی ہے۔

وتخليل اللحية الخ ڈاڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں ڈاڑھی کے درمیان کشادگی میں نیچے سے اوپر کی جانب داخل کرے اسی طرح کہ ہاتھ کی ہتھیلی خارج کی طرف ہو اور پشت وضو کرنے والے کی طرف۔ ڈاڑھی میں داہنی ہاتھ سے خلال کرنا مستحب ہے۔ ڈاڑھی میں خلال کرنا حضرت عمار و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے ترمذی میں مروی حدیث سے ثابت ہے اور حضرت ابنِ عمر و حضرت ابوایوب و

حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی حدیث سے جو سنن ابن ماجہ سنن نسائی اور سنن ابو داؤد میں ہے ثابت ہے۔ ابو داؤد کی حضرت انسؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لے کر تالو کے نیچے یعنی ڈاڑھی کے نچلے حصہ میں داخل فرماتے تھے

الاصابع - دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں خلال۔ خلال کی یہ کیفیت کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسائی جائیں پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح ہو کہ بائیں ہاتھ کی بنصر سے خلال کیا جائے دائیں پاؤں کی خنصر سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی خنصر پر ختم کرے۔

وتثلیث الغسلؒ اور تین مرتبہ دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اصل اس میں ابو داؤد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو فرمایا اور پھر ارشاد ہوا کہ یہ وضو ہے جس نے اس پر اضافہ کیا یا کم کیا تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا" نہایہ" میں ہے کہ اگر ایک بار وضو کیا ٹھنڈک یا پانی کی کمی کی وجہ سے یا ضرورت کے لئے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر عادت بنائی ہو تو گناہ ہے ورنہ نہیں۔ اور "خلاصہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ تین بار سے زیادہ بدعت ہے

واستیعاب الراس بالمسح مرۃً پورے سر کا ایک بار مسح صحیح روایات سے ثابت ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ ہتھیلیاں اور انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر انہیں پیچھے کی طرف اس طرح کھینچے کہ پورے سر کا استیعاب ہو جائے پھر انگلیوں سے کانوں کا مسح کرے۔

بماء الراس۔ یعنی کانوں کا مسح اس پانی سے کرے جو سر کے مسح کے لئے لیا گیا ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ" الاذنان من الراس "(کان سر ہی میں سے ہیں) ابن ماجہ، دارقطنی، الطبرانی، ابوداؤد، ترمذی، شرح معانی الآثار میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا پانی لئے بغیر سر کے پانی سے کانوں کا مسح فرمایا۔

والترتیب۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ مسنون ترتیب ہے جو آیت میں ذکر کی گئی یعنی پہلے چہرہ دھوئے پھر دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح کرے پھر پیروں کا مسح کرے مطلقاً ترتیب مراد نہیں۔

بالمیامن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو۔ ابو داؤد، ابن خزیمہ، ابن ماجہ اور ابن حبان میں یہ روایت موجود ہے دھونے میں دائیں جانب کی رعایت مراد عام ہے۔ خواہ دھونا حقیقی ہو یا حکمی یعنی مسح لہٰذا ہاتھ اور پاؤں کے مسح میں بھی تیامن اور دائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے۔

(فَصلٌ) مِن اٰدَابِ الوُضُوءِ اَربَعَۃَ عَشَرَ شَیئًا اَلجُلُوسُ فِی مَکَانٍ مُرتَفِعٍ وَاستِقبَالُ القِبلَۃِ وَعَدَمُ الاستِعَانَۃِ بِغَیرِہٖ وَعَدَمُ التَّکَلُّمِ بِکَلَامِ النَّاسِ

والجمعُ بَیْنَ نِیَّۃِ القَلبِ وفِعلِ اللِّسانِ وَالدُّعَاءِ بالمأثور والتَّسمیۃُ عند کُلِّ عُضوٍ وَادخالُ خنصرہٖ فی صِماخ اُذنیہ وتحریکُ خاتمہٖ الواسع والمضمضۃ والاستنشاق بالیدِ الیمنی والامتخاط بالیُسریٰ والتوضُّؤ قبل دخول الوقتِ لغَیرِ المعذُورِ والاتیانُ بالشہادتین بَعدَہٗ وان یشرب مِن فضل الوضوء قائمًا وان یَقولَ اللّٰھُمّ اجعلنی من التَّوّابِیْنَ واجعَلنِیْ من المُتَطَہِّرِیْنَ

ترجمہ:- وضو کے آداب میں سے چودہ اشیاء ہیں (۱) بلند مقام پر بیٹھنا (۲) قبلہ رُخ بیٹھنا (۳) دوسرے سے مدد طلب نہ کرنا (۴) دنیوی گفتگو (دورانِ وضو) نہ کرنا۔ (۵) قلبی ارادہ اور قول کو اکٹھا کرنا، دونوں بیک وقت جمع کرلینا (۶) صحیح احادیث سے منقول دعائیں پڑھنا (۷) ہر عضو دھوتے ہوئے بسم اللہ کہنا (۸) اپنی خنصر کانوں کے سوراخوں میں پہنچانا (۹) ایسی انگوٹھی ہلانا جو تنگ نہ ہو (۱۰) داہنے ہاتھ سے کلی اور ناک میں پانی پہنچانا (۱۲) بائیں ہاتھ سے ناک کی ریزش صاف کرنا (۱۲) وہ شخص جو معذور نہ ہو اسے وقت نماز سے پہلے وضو کرنا (۱۳) بعد وضو شہادتین پڑھنا (۱۴) وضو کا باقی ماندہ (پانی) بحالت قیام پینا۔ اور یہ کہنا "اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔

تشریح وتوضیح من آداب۔ ادب کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہو۔ اربعۃ عشر بعض کتابوں میں ساٹھ سے زیادہ آداب وضو ذکر کئے گئے ہیں۔

لغیر المعذور غیر معذور کی قید اس لئے لگائی کہ احناف کے نزدیک معذور کا وضو دخولِ وقت سے ٹوٹ جاتا ہے فضل۔ باقی ماندہ۔ وہ پانی جو وضو کرنے کے بعد باقی بچ جائے یہ پانی کھڑا ہو کر پینا باعثِ استحباب ہے۔

(فصل) ویکرہُ للمتوضّی ستۃ اشیاءَ الاسرافُ فی الماءِ والتقتیرُ فیہ وضربُ الوجہ بہ والتکلمُ بکلام النّاسِ والاستعانۃ بغیرہٖ مِن غیر عذرٍ وتثلیثُ المسحِ بماءٍ جدیدٍ

(فصل) الوُضوءُ علی ثلاثۃِ اقسامٍ الاول فرضٌ علی المحدث للصّلوٰۃ ولو کانَتْ نفلًا ولصلوٰۃ الجنازۃ وسجدۃ التّلاوۃ ولمسِ القُراٰن ولو اٰیۃً والثانی واجبٌ للطّواف بالکعبۃ والثالث مندوبٌ للنّومِ علٰی طہارۃ واذا استیقظ منہ وللمداومۃ علیہ وللوُضوءِ علی الوُضوءِ وبعد غِیْبَۃٍ وکذبٍ

ونمیمۃٍ وکل خطیئۃٍ وانشاد شعرٍ وقہقہۃٍ خارج الصلوٰۃ وغسل میتٍ وحملہٖ ولوقت کل صلوٰۃٍ وقبل غسل الجنابۃ وللجنب عند اکل وشربٍ ونومٍ ووطئ وللغضب وقرآنٍ وحدیثٍ وروایتہٖ ودراسۃ علمٍ واذانٍ واقامۃٍ وخطبۃ وزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووقوفٍ بعرفۃ وللسعی بین الصفا والمروۃ واکل لحم جزورٍ وللخروج من خلاف العلماء کما اذا مس امرأۃً

ترجمہ فصل اور وضو کرنیوالے کے لئے چھ اشیا باعث کراہت ہیں (۱) پانی میں فضول خرچی (۲) پانی کی مقدار کو ضرورت سے زیادہ کم کردینا (۳) پانی کی چہرے پر ضرب (اس طرح چہرے پر پانی ڈالنا کہ مارنے کا گمان ہو اور دور تک اسکی چھینٹیں جائیں (۴) دنیوی گفتگو (۵) عذر کے بغیر کسی اور سے مدد طلب کرنا (۶) نئے پانی کے ذریعہ تین بار مسح کرنا۔

فصل۔ وضو تین قسموں پر مشتمل ہے (۱) فرض بے وضو شخص پر خواہ وہ نفل نماز کی خاطر ہی کرے فرض ہے اور (اسی طرح) نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت قرآن کریم کو مس کرنیکی خاطر فرض ہے۔ خواہ ایک ہی آیت کو چھونا مقصود کیوں نہ ہو۔

وضو کی دوسری قسم واجب ہے۔ خانۂ کعبہ کے طواف کی خاطر وضو کرنا واجب ہے۔

وضو کی تیسری قسم مستحب ہے (۱) باوضو نیند کی آغوش میں جانے کے واسطے (۲) بیدار ہونے کے وقت (۳) دائمی طور پر باوضو رہنے کی خاطر (۴) وضو ہوتے ہوتے (تازہ) وضو کرنا (۵) غیبت کے کے بعد وضو کرنا (۶) جھوٹ بولنے کے بعد وضو (۷) چغلخوری کے بعد وضو (۸) ہر گناہ سرزد ہونے کے بعد وضو (۹) جنابت کے (ناپاکی کی یعنی جماع وغیرہ کی بنا پر واجب) غسل سے قبل وضو (۱۰) جس پر غسل جنابت واجب ہو اسے کھانے پینے، نیند کی آغوش میں سونے اور ہمبستری کے واسطے وضو کرنا (۱۱) بوقت غصہ وضو کرنا (۱۲) قرآن کریم حدیث شریف اور روایت حدیث اور علم دین پڑھنے کے موقعہ پر وضو (۱۳) اذان اقامت، خطبہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے موقعہ پر وضو (۱۴) عرفہ کے وقوف (ٹھہرنے) اور صفا ومروہ کی سعی کے درمیان وضو (۱۵) اونٹ کا گوشت تناول کرنے کے بعد وضو کرنا (۱۶) علماء (فقہا) کے اختلاف سے بچنے کی خاطر وضو۔ جیسے عورت کو چھو لینے پر وضو۔

تشریح وتوضیح | للصلوٰۃ | الخ۔ خواہ نماز فرض ہو یا نفل جب پڑھنے کا ارادہ ہو تو وضو کرنا یعنی چہرہ دھونا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا سر کا مسح اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا فرض ہے۔

ابن عمرؓ، نافعؒ کسائی، یعقوبؒ اور حفصؒ کی قرأت کے مطابق آیت کریمہ میں "وارجلکم" لام کے نصب کے ساتھ ہے۔

بکثرت احادیث میں دھونے کی فرضیت اور مسح کے ناکافی ہونے پر دلالت کرتی ہیں، اہل سنت والجماعت اس پر اجماع ہے اور جماعت سے نکلنے والا اور اجماع کے خلاف ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے صرف مسح کا قائل گمراہی کے گڑھے میں گرنے والا ہے۔

فرض سے مراد وہ امور ہیں جو وضو میں اس کے رُکن ہونے کی حیثیت سے ضروری ہیں کیونکہ وہ ایسی دلیلِ قطعی سے ثابت ہیں کہ جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

واضح رہے کہ ظاہر روایت کی رو سے اعضاء پر پانی بہنا شرط ہے اور اعضائے مغسولہ سے تقاطر کے بغیر وضو جائز نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ اسے شرط قرار نہیں دیتے شمس الائمہ کا ان دو اقوال کی روشنی میں تیسرا قول یہ ہے کہ سارے دھوئے جانے والے اعضاء میں پانی کا بہانا معتبر ہے البتہ رخسار اور کان کے درمیانی حصہ کو پانی سے تر کرنا بھی کافی ہے۔ تقاطر ضروری نہیں اور ہمارے اکثر فقہاؒ اس کے دھونے کو بھی واجب قرار دیتے ہیں، البتہ اگر کلفت ومشقت کا سامنا ہو تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق پانی سے تر کرنا بھی کافی ہے یہاں تین قول ہو گئے طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کا قول امام ابو یوسفؒ کا قول شمس الائمہؒ کا قول۔ ان اقوال میں سے مفتی بہ پہلا قول ہے۔

عام کتب فقہ سے ایک قطرہ کا بہنا کافی ہے اور بعض سے دو قطروں کا بہنا شرط معلوم ہوتا ہے

مس امرأة مرد کے عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا خواہ شہوت ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تقبیل فرمائی (چوما) پھر بغیر وضو کئے نماز کے لئے تشریف لے گئے یہ روایت ابن ماجہ ترمذی، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ اور نسائی وغیرہ میں موجود ہے اس روایت کی سند میں کوئی مجہول نہیں۔

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوئی تھی جب آپؐ سجدہ فرماتے تو مجھے چھوتے اور میں پاؤں سمیٹ لیتی اور آپؐ جب کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ یہ روایت بخاری، مسلم اور نسائی وغیرہ میں ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بلا حائل اور کپڑے کے بغیر عورت کو چھونا ناقض وضو ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بلا حائل کے چھونے پر اگر لذت وشہوت محسوس ہو تو ناقض وضو ہے ان کا مستدل یہ آیت ہے "اولامستم النساء"، احنافؒ فرماتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں "اللمس" سے مراد جماع وصحبت ہے

(فصل) ینقضُ الوضوءَ اثنا عشرَ شیئًا ماخرجَ مِن السَّبِیلَینِ اِلَّا ریحَ القُبُلِ فی الاصحِّ وینقضہ ولادۃ من غیر رُؤیۃِ دمٍ ونجاسۃٌ سائلۃٌ من غیرِھما کدمٍ وقیحٍ وقیءُ طعامٍ اوماءٍ اوعلقٍ اومِرَّۃٍ اذا ملأ الفمَ وھُوَ مالاینطبِقُ علیہِ الا بتکلُّفٍ علی الاصحّ ویجمعُ متفرّقُ القیئِ اذا اتحد سببُہٗ ودمٌ غلبَ علی البزاقِ اوساواہُ ونومٌ لم تتمکّن فیہ المقعدۃُ من الارضِ وارتفاعُ مقعدۃِ نائمٍ قبلَ انتباھِہٖ وان لم یسقط فی الظاھرِ واغماءٌ وجنونٌ وسُکرٌ وقھقھۃُ بالغٍ یقظانَ فی صلوٰۃٍ ذاتِ رکوعٍ وسجودٍ ولوتعمّد الخروجَ بھا مِنَ الصّلوٰۃِ ومسُّ فرجٍ بذکرٍ منتصبٍ بلاحائلٍ

(فصلٌ) عشرۃُ اشیاءَ لاتنقضُ الوضوءَ ظھورُ دمٍ لم یسل عن محلِّہٖ وسقوطُ لحمٍ من غیرِ سیلانِ دمٍ کالعرقِ المدنیِّ الذی یقال لہٗ رشتہ وخروجُ دودۃٍ من جرحٍ واُذُنٍ وانفٍ ومسُّ ذکرٍ ومسُّ امرأۃٍ وقیءٌ لایملأُ الفمَ وقیءُ بلغمٍ ولوکثیرًا وتمایلُ نائمٍ احتمل زوالَ مقعدتہ ونومُ متمکّنٍ ولومستندًا الی شیءٍ لواُزیلَ سقطَ علی الظاھرِ فیھما ونومُ مصلٍّ ولوراکعًا وساجدًا علی جھۃِ السُّنّۃِ واللّٰہُ الموفِّقُ

ترجمہ :- بارہ چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔ (۱) پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے نکلنے والی چیز البتہ زیادہ صحیح قول کی رو سے پیشاب کے راستہ سے نکلنے والی ہوا سے وضو نہیں ٹوٹتا (۲) خون دکھائی دیے بغیر (بھی) مطلقاً پیدائش سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (۳) پیشاب و پاخانہ کے راستہ کے علاوہ جسم کے دوسرے حصّے بہنے والی نجاست سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے خون اور پیپ (۴) اور کھانے یا پانی یا ٹکڑے (منجمد ہوا خون) یا صفرا کی قے منہ بھر کر ہو کہ تکلیف (ومشقت) کے بغیر منہ بند ہونا ممکن نہ ہو تو زیادہ صحیح قول کے مطابق وضو ٹوٹ جائے گا ۔ اور سبب کے ایک ہونے کی صورت میں متفرق قے یکجا کر کے اندازہ لگائیں گے (۵) اگر خون تھوک کی مقدار سے زیادہ یا اس کے مساوی ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا ۔ (۶) ایسا سونا کہ اسمیں پاخانہ کا مقام زمین پر نہ ٹھہرے (۷) سونے والے کے پاخانہ کا مقام بیدار ہونے سے قبل اوپر اٹھ جائے خواہ نہ گرے روایت کے ظاہر کی رو سے (تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا) (۸) بے ہوشی سے وضو ٹوٹ جائیگا (۹) پاگل پن ناقص وضو ہے (۱۰) نشہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (۱۱) اور رکوع وسجدہ والی نماز میں بالغ وبیدار

شخص کے قہقہہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ وہ قہقہہ کے ذریعہ نماز سے نکلنے ہی کا ارادہ کیوں نہ کرے۔ اور بلا حائل عورت کی شرمگاہ کے مرد کے منتشر آلہ تناسل سے مل جانے پر (اور چھونے پر) وضو ٹوٹ جائے گا۔

فصل :۔ دس اشیاء سے وضو نہیں ٹوٹتا (۱) گوشت کا ٹکڑا بغیر خون بہے گر جائے۔ جیسے عرقِ مدنی (ایک قسم کی بیماری) جسے رشتہ کہا جاتا ہے (تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا (۲) کیڑا زخم سے، کان سے، ناک سے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا (۳) آلہ تناسل کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا (۴) عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا (۵) وہ قے جو منہ بھر کر نہ ہو (۶) اور بلغم کی قے خواہ بلغم کثیر مقدار میں ہو (۷) نیند کی آغوش میں جانے والے کا اس طریقہ سے جھکنا کہ یہ احتمال ہو کہ مقعد کے زمین سے ہٹنے کا احتمال ہو (تو وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ صرف احتمال ہے یقینی صورت نہیں (۸) وہ سونے والا شخص جس کا مقعد زمین پر جما ہوا ہو (بیٹھ کر سو رہا ہو) خواہ وہ کسی ایسی شئے کے سہارے سے سو رہا ہو کہ اگر اسے ہٹا دیں گر جائے ظاہر روایت کے مطابق دونوں شکلوں میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم برقرار رہے گا۔ (۹) وہ شخص جو نماز پڑھ رہا ہو اس کا سونا خواہ مطابق سنت رکوع یا سجدہ ہی کی حالت میں کیوں نہ ہو۔

تشریح وتوضیح **وفی طعامٍ** الخ خواہ قے کھانے کے کچھ دیر بعد ہو یا فوراً ہو جائے بحوالہ حسنؒ امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ اگر قے کھانے کے فوراً بعد ہو گئی اور کھانے میں کوئی تغیر نہیں ہوا تو عدمِ تغیر کی وجہ سے یہ ناقض وضو نہیں۔ مگر یہ روایت مرجوح ہے اور راجح وظاہر روایت کے مطابق وہ نجس و ناپاک اور ناقض وضو ہے۔ کیونکہ نجاست اسمیں داخل ہو گئی۔ بخلاف بلغم کی قے کے کہ وہ ناقض وضو نہیں۔ اگرچہ منہ بھر کر ہو۔ کیونکہ وہ فی نفسہٖ پاک ہے اور اس کے ساتھ آنے والی نجاست قلیل وکم مقدار ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب کھانا جوفِ بطن تک پہنچ کر نکلے اگر دو مختلف چیزوں کی قے ہوئی مثلاً خون اور کھانا۔ یا خون اور بلغم کی تو اعتبار غالب کا ہے۔ اگر دونوں مساوی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ اعتبار ہو گا

او ماءً الخ اگر پانی پیا اور جوفِ بطن تک پہنچ کر نکلا تو ناقض وضو ہے خواہ وہ صاف ہی کیوں نہ ہو

او علق۔ اگر خون بستہ نہ ہو بلکہ بہنے والا ہو تو خواہ کم مقدار ہی میں کیوں نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا نہر الفائق اور ہدایہ" میں ہے کہ اگر بستہ خون کی قے ہو تو منہ بھر کر ہونے کا اعتبار ہو گا کیونکہ وہ پختہ سودا ہے" نہایہ" میں ہے کہ اگر جمے ہوئے اور نہ بہنے والے خون کی قے ہو تو تاوقتیکہ منہ بھر کر نہ ہو ناقض وضو نہیں اس لئے کہ یہ خون نہیں بلکہ سودائے محترقہ ہے یہ معدہ سے نکلتا ہے۔ اور معدہ سے نکلنے

والی چیز کا حکم یہ ہے کہ تاوقتیکہ منہ بھر کر اس کی قے نہ ہو ناقض وضو نہیں۔

اور ساجد ۲ الخ حدیث میں ہے کہ سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو واجب نہیں یہاں تک کہ پہلو پر سوتے۔ یہ روایت مسند احمد کی ہے اور حدیث میں ہے کہ بیٹھنے والے یا کھڑے رہنے والے یا سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو واجب نہیں ہوتا یہاں تک کہ کروٹ سے سوئے اس لئے کہ کروٹ سے لیٹنے پر جوڑ ڈھیلے پڑ جاتیں گے۔

بحالت سجدہ سونے میں احناف کے پانچ قول ہیں (۱) مطلقاً اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ظاہر مذہب و مسلک یہی ہے (۲) اگر نماز میں عمداً سوتے تو ناقض وضو ہے ورنہ نہیں۔ امام ابو یوسفؒ سے اسی طرح منقول ہے (۳) خارج نماز میں اس طرح سونا ناقض وضو اور نماز میں سونا ناقض وضو نہیں "صاحب منیہ" کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ (۴) ناقض وضو نہیں بشرطیکہ نماز کی ہیئت مسنونہ پر ہو خواہ داخل نماز ہو یا خارج نماز۔ اگر خارج نماز غیر مسنون ہیئت پر ہو تو ناقض وضو ہے۔ اسی طرح نماز میں غیر مسنون ہیئت پر ہو تو ناقض وضو ہے۔ حلبی نے "شرح منیہ" میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور شرنبلالیؒ کا بھی مختار قول یہی ہے (۵) اندرون نماز مطلقاً ناقض وضو نہیں اور خارج نماز اگر ہیئت مسنونہ پر نہ ہو تو ناقض وضو ہے ورنہ ناقض وضو نہیں "زیلعیؒ" کا رجحان اسی طرف ہے۔

فصل ما یوجب الاغتسال

يُفْتَرَضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ خُرُوجُ الْمَنِيِّ إِلَى ظَاهِرِ الْجَسَدِ إِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَقَرِّهِ بِشَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَتَوَارِي حَشَفَةٍ وَقَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوعِهَا فِي أَحَدِ سَبِيلَيْ آدَمِيٍّ حَيٍّ وَإِنْزَالُ الْمَنِيِّ بِوَطْءِ مَيْتَةٍ أَوْ بَهِيمَةٍ وَوُجُودُ مَاءٍ رَقِيقٍ بَعْدَ النَّوْمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذَكَرُهُ مُنْتَشِرًا قَبْلَ النَّوْمِ وَوُجُودُ بَلَلٍ ظَنَّهُ مَنِيًّا بَعْدَ إِفَاقَتِهِ مِنْ سُكْرٍ وَإِغْمَاءٍ وَبِحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَلَوْ حَصَلَتِ الْأَشْيَاءُ الْمَذْكُورَةُ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِي الْأَصَحِّ

وَيُفْتَرَضُ تَغْسِيلُ الْمَيِّتِ كِفَايَةً

ترجمہ:۔ فصل۔ وہ اشیاء جن کے باعث غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ان سات اشیاء میں سے اگر کوئی ایک چیز پائی جائے تو غسل واجب ہو جائے گا (۱) جسم کے بیرونی حصہ کی طرف منی کا نکلنا بشرطیکہ اس کے اپنے مستقر سے علیحدہ ہوتے وقت شہوت موجود ہو (اور) جماع و صحبت نہ ہو۔

(۲) حشفہ (آلہ تناسل کے مقام ختنہ کا) پوشیدہ ہو جانا۔ زندہ شخص کے دونوں راستوں (عورت کی پیشاب گاہ یا پاخانہ کے راستہ یا مرد کے پاخانہ کے راستہ) میں سے کسی راستہ میں
(۳) مردہ یا چوپایہ سے جماع کے باعث انزال ہو جانا (۴) نیند سے بیدار ہونے پر رقیق پانی نظر آنا بشرطیکہ نیند کی آغوش میں جانے سے قبل آلہ تناسل میں انتشار نہ ہو۔
(۵) نشہ دور ہونے اور بے ہوشی ختم ہونے کے بعد ایسی تری نظر آنا جس پر منی کا گمان ہو (۶) اور حیض و نفاس کے ساتھ (ان کے انقطاع پر) غسل واجب ہو گا۔ خواہ یہ ذکر کردہ چیزیں قبول اسلام سے قبل رونما ہوئی ہوں زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے
اور مردہ کو نہلانا فرض کفایہ ہے۔

تشریح و توضیح | بعد النوم الخ۔ عورت کو اگر تری جاگنے کے بعد نظر آئے تو خواہ احتلام یاد ہو یا نہ ہو ہر صورت میں غسل واجب ہو گا۔ کیونکہ حضرت ام سلیمؓ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ عورت پانی (تری) دیکھے تو اس پر غسل واجب ہو گا۔ (ترمذی، مسلم، بخاری)

وتواری حشفة۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نفس ادخال موجب غسل ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جب [illegible] اور حشفہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو (طحاوی)
بخاری و مسلم اور سنن میں اسی طرح مروی ہے حشفہ سے مراد آدمی اور جن کا حشفہ ہے پس اگر کوئی کسی جانور کی شرمگاہ میں دخول کرے تو تاوقتیکہ انزال نہ ہو غسل واجب نہ ہو گا "نہایہ" میں اسکی صراحت ہے اگر کسی شخص نے کسی جنیہ سے صحبت کی تو جنیہ پر غسل واجب ہو گا۔ "اکام المرجان فی احکام الجان" میں اسکی تصریح ہے۔

وبحیض ونفاس اگر خون منقطع ہونا غسل کا سبب ہو تو اگر خون بحالت کفر منقطع ہو اس کے بعد وہ اسلام قبول کرے اس صورت میں غسل واجب نہ ہو گا۔ کیونکہ عندالاحناف انقطاع کے وقت وہ کافر [illegible] نہیں تھی اور اسلام لاتے وقت سبب یعنی انقطاع نہیں پایا گیا۔ اسکے برعکس اگر کافر کو ناپاک ہونے کی وجہ سے غسل کی ضرورت ہو تو پھر اسلام قبول کر لے تو اس پر غسل جنابت واجب ہو گا اس لئے کہ یہ قائم و برقرار رہنے والا امر ہے لہذا وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی جنبی و ناپاک برقرار رہے گی اور انقطاع باقی و برقرار رہنے والا امر ہے پس دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

فَصْلٌ عَشَرَۃُ اَشْیَاءَ لَا یُغْتَسَلُ مِنْھَا

مَذِیٌ وَوَدِیٌ وَاحْتِلَامٌ بِلَا بَلَلٍ وَوِلَادَۃٌ مِنْ غَیْرِ رُؤْیَۃِ دَمٍ بَعْدَھَا فِی الصَّحِیْحِ وَاِیْلَاجٌ بِخِرْقَۃٍ مَانِعَۃٍ مِنْ وُجُوْدِ اللَّذَّۃِ وَحُقْنَۃٌ وَاِدْخَالُ اِصْبَعٍ وَنَحْوِہٖ فِیْ اَحَدِ السَّبِیْلَیْنِ وَوَطْءُ بَھِیْمَۃٍ اَوْ مَیْتَۃٍ مِنْ غَیْرِ اِنْزَالٍ وَاِصَابَۃُ بِکْرٍ لَمْ تُزِلْ بَکَارَتَھَا مِنْ غَیْرِ اِنْزَالٍ

ترجمہ:۔ فصل ۔ وہ دس اشیاء جو غسل کو واجب نہیں کرتیں ۔

(۱) مذی (۲) ودی (۳) تری کے وجود کے بغیر احتلام (ایسا بُرا خواب جس کے باعث انزال ہوا کرتا ہے (۴) صحیح قول کے مطابق ایسی (بچہ کی) پیدائش کہ اس کے بعد خون دکھائی نہ دے (۵) آلہ تناسل پر ایسا موٹا کپڑا لپیٹ کر دخول جسکی وجہ سے لذت حاصل نہ ہوسکے (۶) حقنہ (پاخانہ کے راستہ میں دوا پہنچانا اور اجابت کرانا (۷) انگلی وغیرہ کا دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستہ میں دخول (۸) چوپائے یا مردہ کے ساتھ جماع مگر شرط یہ ہے کہ انزال نہ ہو۔ (۹) بلا انزال کنواری عورت سے ایسی ہمبستری جس سے اسکی بکارت (کنوارپن کی علامت ایک باریک جھلی) زائل نہ ہو۔

تشریح وتوضیح مذی میم کے زیر اور ذال کے سکون کے ساتھ نیز اس کے زیر کے ساتھ وہ سفید رطوبت کہلاتی ہے جو بوقت شہوت نکلتی ہے یہ منی کی طرح کود کر اور قوت کے ساتھ نہیں نکلتی ۔

ودی ۔ دال کے سکون اور یا کی تخفیف کے ساتھ، وہ غیر بدبو دار اور غیر رقیق گدلا پانی کہلاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اگر ودی کا پیشاب کے بعد نکلنا معلوم ہو تو اسے نواقض وضو میں سے شمار کرنیکی کیا ضرورت ہے کیونکہ پیشاب کیوجہ سے وضو برقرار نہ رہے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ودی پیشاب کے بغیر بھی نکلتی ہے یا یہ کہ اس کا فائدہ سلس البول والے (یعنی مسلسل پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو) کیلئے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا وضو ودی سے ٹوٹ جاتا ہے اور پیشاب کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا ۔

احتلام:۔ احتلام انبیاءؑ کو ہونا محال ہے کیونکہ یہ شیطان کے اثر کے باعث ہوتا ہے اور انبیاءؑ اس سے محفوظ ہوتے ہیں ۔

فَصْلٌ یُفْتَرَضُ فِی الْاِغْتِسَالِ اَحَدَ عَشَرَ شَیْئًا

غَسْلُ الْفَمِ وَالْاَنْفِ وَالْبَدَنِ مَرَّۃً وَدَاخِلِ قُلْفَۃٍ لَا عُسْرَ فِیْ فَسْخِھَا وَالسُّرَّۃِ وَثَقْبٍ غَیْرِ مُنْضَمٍّ

وداخل المَضْفُوْرِ مِن شعرِ الرَّجُل مُطلقًا لا المَضْفُوْر مِن شَعْرِ المَرْأَةِ إن سَرَى الماءُ فی اُصُوْلِه وبشرة اللحية وبشرة الشارب والحاجب والفرج الخارج

(فصلٌ) يُسَن فی الاغتسال اثناعشر شَيئًا الابتداءُ بالتَّسميةِ والنية وغسل اليدين الی الرُّسغَين وَغسلُ نجاسةٍ لو كانت بانفرادِهَا وغسل فرجه ثم يتوضأ كوضوئه للصّلوٰةِ فيثلّث الغَسْلَ ويمسح الرَّأس ولكنه يُؤخّرُ غسلَ الرِّجلَين إنْ كَانَ يَقِفُ فی محل يجتمع فيه الماءُ ثم يفيض الماءَ علی بَدَنِه ثلاثًا ولو انغمس فی الماءِ الجاری او ما فی حكمه ومكث فقد اَكملَ السُّنّة ويبتدئ فی صبّ الماءِ بِرَاسه ويغسل بَعْدَهَا منكبهٗ الايمَن ثم الايسَرَ وَيَدْلِكُ جسده ويُوالِی غسلَهٗ

ترجمہ:۔ فصل۔ گیارہ اشیا غسل کے دائرہ فرض میں داخل ہیں (۱) منہ کے اندرونی حصہ کا دھونا (اور کلی کرنا) (۲) ناک میں پانی دینا (۳) ایک بار سارا جسم دھونا (۴) ختنوں میں کاٹی جانے والی کھال کے اندرونی حصہ کو دھونا بشرطیکہ کھال الگ کرنے میں زیادہ مشقت و تکلیف نہ ہو (۵) اس سوراخ کا دھونا جو ملا نہ ہو (۶) مرد کو مطلقًا اپنے گندھے ہوتے بالوں کے اندرونی حصہ کا دھونا۔ البتہ عورت کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ گیا ہو تو اسے گندھے ہوے بال (کھول کر) دھونا فرض نہ ہوگا۔

(۷) اس کھال کا دھونا جو ڈاڑھی کے نیچے اور مونچھوں کے نیچے ہو (۸) اس کھال کو دھونا جو بھووں کے نیچے ہے (۹) شرمگاہ کے بیرونی حصہ کا دھونا

فصل۔ وہ بارہ اشیاء جو غسل میں سنّت

(۱) اللہ کے نام سے آغاز (۲) نیّت (۳) دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا (۴) علیحدہ سے لگی ہوئی نجاست دھونا (۵) غسل کرنیوالے کو اپنی شرمگاہ دھونا (اگرچہ نجاست نہ لگی ہوتی ہو (۶) پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرنا۔ اور دھوتے جانے والے اعضا کو تین تین بار دھونا (۷)۔ سر کا مسح کرنا مگر پاؤں بعد میں دھونا بشرطیکہ ایسی جگہ کھڑے ہو کر غسل کر رہا ہو کہ وہاں (مستعمل) پانی جمع ہو جاتا ہو۔

(۸) پھر بدن پر تین بار پانی بہانا۔ اگر جاری یا حکمًا جاری پانی میں غوطہ لگایا اور کچھ دیر اس میں رکا رہا تو اس نے سنّت کی تکمیل کر لی (۹) پانی بہانے کا آغاز سر سے کرنا اور اس کے بعد دایاں مونڈھا پھر بایاں مونڈھا دھونا۔ اور اپنے سارے بدن کو ملنا (رگڑنا) (۱۰) مسلسل (بلا توقف) دھونا۔

تشریح وتوضیح | ودا خل قلفة الخ حاصل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک قلفہ ظاہر اعضا کے حکم میں ہے لہٰذا اس کے تحت نیچے کے حصہ کا دھونا فرض ہے اور وہاں تک پیشاب کا پہنچ جانا ناقض وضو ہے اگرچہ آلہ تناسل کے سوراخ سے پیشاب باہر نہ نکلا ہو اور بعض فقہا کے نزدیک ناقض وضو ہونے میں اس کا حکم ظاہر کا ہے اور وجوب غسل میں باطن کا حکم ہے "صاحب بدائع" نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے "صاحب ہدایہ" نے "مختارات النوازل" میں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ صاحب بحرؒ نے بوجہ حرج کے قلفہ کے نیچے کے دھونے کو ساقط قرار دیا ہے "صاحب نورالایضاح" "شرنبلالیؒ" فرماتے ہیں کہ اگر کھال کا الٹنا اور حشفہ کا ظاہر کرنا ممکن ہو تو اس کے تحت کا دھونا فرض ہے ورنہ نہیں

ثم یفیض الماء۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ پانی بہانے اور وضو کے درمیان ترتیب مسنون ہے لہٰذا اگر ترتیب سے پانی نہ ڈالا گیا تو دھونے کی سنت ادا نہ ہو گی اگرچہ حدث زائل ہو جائے یہ حکم غیر جاری پانی کا ہے لیکن رواں پانی میں اگر عضو ڈبو کر وضو اور دھونے کی مقدار ٹھیرا رہے تو سنت ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں "الدرر شرح الغرر" اور غنیہ میں اسی طرح ہے۔

بدن پر پانی بہانے کی کیفیت میں تین قول ہیں (۱) "مجتبیٰ" میں شمس الائمہ الحلوانی سے منقول ہے کہ اوّل اپنے داہنے مونڈھے پر تین مرتبہ اور پھر بائیں پر تین بار پانی ڈالے اس کے بعد سر اور سارے بدن پر (۲) "تاتارخانیہ" میں ہے کہ پہلے دائیں جانب تین مرتبہ پانی ڈالے پھر سر پر پھر بائیں جانب یہ تعریف صحیح بخاری وغیرہ میں ذکر شدہ متعدد احادیث کے مطابق ہے "حلبی"، "صاحب فتح القدیر"، صاحب بحرالرائق اور "صاحب النہر" نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(فصلٌ) وَآدَابُ الاِغْتِسَالِ هِيَ آدَابُ الْوُضُوْءِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ لِأَنَّهُ يَكُوْنُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَكُرِهَ فِيْهِ مَا كُرِهَ فِي الْوُضُوْءِ

(فصلٌ) يُسَنُّ الْاِغْتِسَالُ لِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَصَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَلِلْإِحْرَامِ وَلِلْحَاجِّ فِيْ عَرَفَةَ بَعْدَ الزَّوَالِ وَيُنْدَبُ الْاِغْتِسَالُ فِيْ سِتَّةَ عَشَرَ شَيْئًا لِمَنْ أَسْلَمَ طَاهِرًا وَلِمَنْ بَلَغَ بِالسِّنِّ وَلِمَنْ أَفَاقَ مِنْ جُنُوْنٍ وَعِنْدَ حِجَامَةٍ وَغَسْلِ مَيِّتٍ وَفِيْ لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ إِذَا رَآهَا وَلِدُخُوْلِ مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْوُقُوْفِ بِمُزْدَلِفَةَ غَدَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ وَعِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَلِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلٰوةِ كُسُوْفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَفَزَعٍ وَظُلْمَةٍ وَرِيْحٍ شَدِيْدَةٍ

ترجمہ ۔ فصل ۔ غسل کے آداب بعینہٖ وضو ہی کے آداب ہیں لیکن محض اتنا فرق ہے کہ نہانے والا قبلہ رُخ ہو کر نہ نہلائے اس لئے کہ بیشتر ستر کھلے ہونے کی صورت میں غسل کیا جاتا ہے اور جو جو اشیاء وضو میں باعثِ کراہت ہیں اندرون غسل خانہ بھی باعثِ کراہت ہیں۔

فصل ۔ غسل میں چار اشیاء سُنّت ہیں ۔

(۱) نمازِ جمعہ کے لئے (۲) نمازِ عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کے واسطے (۳) احرام کی خاطر (۴) بعد زوال حاجی کا عرفات میں غسل

اور سولہ موقعوں پر غسل باعثِ استحباب ہے۔

(۱) جس نے بحالتِ طہارت و پاکی اسلام قبول کیا ہو (۲) جو بلوغ کی عمر کو پہنچ کر بالغ ہوا ہو (۳) وہ شخص جسے پاگل پن سے افاقہ ہو گیا ہو (۴) پچھنے لگوالینے کے بعد غسل کرنا (۵) میت کو نہلانے کے بعد (خود نہلانے والے کو) غسل کرنا (۶) لیلۃ البرأت میں غسل کرنا (۷) لیلۃ القدر میں اسے دیکھ کر غسل کرنا (۸) مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخلہ کے وقت غسل (۹) وقوفِ مزدلفہ کیلئے دس، ذی الحجہ کی صبح ہونے پر غسل (۱۰) دخولِ مکہ مکرمہ کے وقت غسل (۱۱) طواف زیارت کی خاطر غسل (۱۲) نمازِ کسوف اور نماز استسقاء (طلب باراں) کے لئے غسل، (۱۳) گھبراہٹ اور تاریکی اور آندھی کے وقت غسل ،

تشریح و توضیح | صلوٰۃ الجمعۃ غسل واجب کے ذکر سے فارغ ہونے کے بعد مسنون غسل کا بیان شروع ہوا جمعہ کے لئے غسل سُنّتِ مؤکدہ ہے ۔ اصل اس بارے میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ و عرفہ کے دن غسل فرماتے تھے (احمد و طبرانی) اور "ترمذی" میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے غسل فرمایا ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کرنا چاہیئے (بخاری و ترمذی)

صلوٰۃ العیدین مستحب ہے کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھاتے اور مسواک کرے اور خوشبو لگائے اور اپنے کپڑوں میں جو سب سے اچھے ہوں پہنے ۔ اور عید گاہ کے راستہ میں تکبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا عید گاہ کی طرف جائے

بَابُ التَّيَمُّمِ

يَصِحُّ بِشُرُوطٍ ثَمَانِيَةٍ الاَوَّلُ النِّيَّةُ وَحَقِيقَتُهَا عَقْدُ القَلْبِ عَلَى الفِعلِ وَوَقتُهَا عِندَ ضَربِ يَدِهِ عَلَى مَا يَتَيَمَّمُ بِهِ وَشُرُوطُ صِحَّةِ النِّيَّةِ ثَلاثَةٌ الاِسلَامُ وَالتَّمِيزُ وَالعِلمُ بِمَا يَنوِيهِ وَيُشتَرَطُ لِصِحَّةِ التَّيَمُّمِ لِلصَّلوٰةِ بِهِ اَحَدُ ثَلَاثَةِ اَشيَاءَ اِمَّا نِيَّةُ

الطهارة او استباحة الصلوة اونية عبادة مقصودة لاتصح بدون طهارة فلا
يصلي به اذا نوى التيمم فقط اونواه لقراءة القرآن ولم يكن جنبا الثاني العذر
المبيح للتيمم كبعده ميلا عن ماء ولو في المصر وحصول مرض وبرد يخاف منه
التلف او المرض وخوف عدو وعطش واحتياج ولو لعجن لا لطبخ مرق ولفقد الة
وخوف فوت صلوة جنازة او عيد ولو بناء وليس من العذر خوف الجمعة والوقت
الثالث ان يكون التيمم بطاهر من جنس الارض كالتراب والحجر والرمل لا الحطب
والفضة والذهب الرابع استيعاب المحل بالمسح الخامس ان يمسح بجميع اليد
او باكثرها حتى لو مسح باصبعين لايجوز ولو كرر حتى استوعب بخلاف مسح الراس
السادس ان يكون بضربتين بباطن الكفين ولو في مكان واحد ويقوم مقام الضربتين
اصابة التراب بجسده اذا مسحه بنية التيمم السابع انقطاع ماينافيه من حيض او
نفاس او حدث الثامن زوال مايمنع المسح كشمع وشحم وسببه وشروط وجوبه
كما ذكر في الوضوء وركناه مسح اليدين والوجه وسنن التيمم سبعة
التسمية في اوله والترتيب والموالاة واقبال اليدين بعد وضعهما في التراب
وادبارهما ونفضهما وتفريج الاصابع وندب تاخير التيمم لمن يرجو الماء
قبل خروج الوقت ويجب التاخير بالوعد بالماء ولو خاف القضاء ويجب التاخير
بالوعد بالثوب او السقاء مالم يخف القضاء ويجب طلب الماء الى مقدار اربعمائة
خطوة ان ظن قربه مع الامن والا فلا ويجب طلبه ممن هو معه ان كان في
محل لا تشح به النفوس وان لم يعطه الا بثمن مثله لزمه شراؤه به ان كان
معه فاضلا عن نفقته ويصلي بالتيمم الواحد ماشاء من الفرائض والنوافل وصح
تقديمه على الوقت ولو كان اكثر البدن او نصفه جريحا تيمم وان كان اكثره صحيحا
غسله ومسح الجريح ولايجمع بين الغسل والتيمم وينقضه ناقض الوضوء
والقدرة على استعمال الماء الكافي ومقطوع اليدين والرجلين اذا كان
بوجهه جراحة يصلي بغير طهارة ولايعيد

ترجمہ:۔ تیمم کے درست ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں

(۱) نیت: نیت کسی کام کے کرنے پر قلبی پختہ ارادہ کا نام ہے اس کا وقت ہاتھ تیمم کرنے والی چیز پر مارنے وقت ہے۔ صحت نیت تین شرطوں پر مشتمل ہے (۱) اسلام (۲) تمیز رکھے ہوتے کی پہچان اور فہم (۳) نیت کردہ کا علم اور اس سے واقفیت

نماز کے لئے تیمم کے صحیح ہونے کی شرط ان تین اشیأ میں کسی ایک کا پایا جانا ہے (۱) طہارت و پاکی کے حصول کی نیت (۲) یا یہ نیت کہ نماز جائز ہو جاتے (۳) عبادتِ مقصودہ کی نیت کہ وہ طہارت کے بغیر صحیح و درست نہ ہوگا۔ لہذا جس شخص کے ذریعہ محض تیمم مقصد ہو یا نیتِ تیمم تلاوت قرآن کی خاطر ہو در آنحالیکہ وہ جنبی (ناپاک) نہ ہو تو اسے اس تیمم سے نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔

دوسرے ایسے عذر کا پایا جانا کہ اس کی بنا پر تیمم کرنا درست ہو جیسے پانی سے ایک میل دُور ہونے کی بنا پر قدرت حاصل نہ ہو خواہ شہر ہی میں (یہ مسافت) کیوں نہ ہو یا بیماری کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو یا سردی کا اندیشہ ہو کہ پانی استعمال کرنے پر ہلاکت یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا تشنگی کا اندیشہ ہو یا آٹا گوندھنے کی خاطر پانی کی احتیاج ہو (اور پانی کی صرف اتنی مقدار ہو کہ اس سے آٹا گوندھا جا سکے) البتہ شوربہ پکانے کی احتیاط اس حکم میں داخل نہیں، یا آلہ (مثلاً ڈول اور رسی) نہ ہو یا جنازہ کی نماز نہ ملنے کا اندیشہ ہو یا نمازِ عید نہ ملنے کا خوف ہو خواہ بناءً ہو (یعنی نماز عید یا وضو شروع کرے پھر وضو ٹوٹ جائے) اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرے گا تو نماز فوت ہو جائیگی تو اس کے لئے تیمم کر کے باقی نماز میں شرکت درست ہے

اور جمعہ اور وقتیہ نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم درست نہیں (کیونکہ ان کا بدل موجود ہے) تیسرے یہ کہ تیمم ایسی پاک شے سے کرے جس کا شمار زمین کی جنس میں ہو مثلاً مٹی اور پتھر اور ریت لکڑی۔ اور سونے چاندی سے (اگر وہ ڈھلے ہوتے اور مٹی و غبار سے پاک صاف ہوں تو) جائز نہیں اور چوتھے یہ کہ استیعاب ہو یعنی ہر متعین جزو حصہ تک ہاتھ پہنچانا شرط ہے۔)

پانچویں یہ کہ مسح پورے ہاتھ یا ہاتھ کے زیادہ حصہ سے ہو حتیٰ کہ (محض) دو انگلیوں سے مسح کرے تو مسح جائز قرار نہ دیں گے۔ خواہ بار بار مسح کے ذریعہ پورے عضو پر یہ انگلیاں کیوں نہ پھیری ہوں (البتہ) سر کے مسح کا حکم اس مسح کے برعکس ہے۔

چھٹے یہ کہ تیمم دو ضربوں میں سے ہتھیلیوں کے اندرونی حصّہ کے ذریعہ ہو خواہ یہ دونوں ضربیں ایک ہی مقام پر ہوں (مثلاً ایک ہی ڈھیلے پر دو ضربیں ہوں) اور جسم (چہرہ اور ہاتھوں) پر لگی ہوتی مٹی کے اوپر بہ نیتِ تیمم دو بار ہاتھ پھیرے تو یہی ہاتھ پھیرنا دو ضربوں کے قائم مقام ہو جاتے گا۔ (اور تیمم درست ہو گا)

ساتویں یہ کہ حیض (ماہواری) یا نفاس (پیدائش کے بعد عورت کو آنے والا خون) یا حدث منافی تیمم اشیاء منقطع ہوں
آٹھویں یہ کہ مسح کو روکنے والی اشیاء مثلاً موم اور چربی تیمم کئے جانے والے اعضا پر موجود نہ ہوں
سبب تیمم اور اس کے وجوب کی شرائط اسی قسم کی ہیں جیسی باب الوضو میں ذکر کی جا چکیں
تیمم کے ارکان (کہ ان کے بغیر تیمم صحیح نہیں ہوتا) دونوں ہاتھوں اور چہرہ کا مسح ہے
تیمم میں آٹھ چیزیں مسنون ہیں (۱) آغاز تیمم کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا (۲) ترتیب (کا خیال) (۳) تسلسل (وقفہ و تاخیر کے بغیر دونوں ارکان کی ادائیگی) (۴) مٹی میں دونوں ہاتھ رکھ کر آگے بڑھا کر پیچھے کی جانب لانا (۵) دونوں ہاتھ جھاڑے جائیں (۶) تیمم کرتے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا
وقت نکلنے سے قبل جسے پانی ملنے کی توقع ہو اس کے لئے باعث استحباب ہے کہ تیمم مؤخر کرے اور اگر (کوئی) پانی کا وعدہ کرلے تو واجب ہے کہ تیمم مؤخر کردے تاوقتیکہ اندیشہ قضا نہ ہو۔ اور (اسی طرح) کپڑے کے وعدہ پر (جس شخص کے پاس کپڑا نہ ہو) یا پانی نکالنے کا آلہ (رسی وغیرہ) نہ ہونے کی صورت میں تاوقتیکہ قضا کا اندیشہ نہ ہو تیمم کو مؤخر کرنا واجب ہوگا۔
اور پانی کی جستجو چار سو قدم کی مقدار تک لازم ہے مگر شرط یہ ہے کہ امن (راستہ مامون ہونے کے ساتھ) پانی کے قرب کا خیال ہو ورنہ واجب نہ ہوگی۔
اور وہ شخص جو اپنے پاس پانی رکھتا ہو (وضو کی خاطر) اس سے پانی مانگنا واجب ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ ایسے مقام پر ہو کہ وہاں لوگ پانی دینے میں (افراط آب کی بنا پر کنجوسی سے کام نہ لیتے ہوں اور اگر پانی رکھنے والا پانی کی مثلی قیمت کے بغیر دینے پر آمادہ نہ ہو اور اس کے پاس خرچ سے زائد رقم موجود (بھی) ہو تو اسے پانی خریدلینا واجب ہے۔
اور ایک بار تیمم کرکے جتنے فرض اور نفلیں پڑھنا چاہے پڑھنا درست ہے۔
اور تیمم کا وقت (وقت نماز) سے قبل کرلینا درست ہے اگر جسم کا زیادہ یا آدھا حصہ مجروح ہو تو (اس صورت میں) تیمم کرلے اور اگر جسم کا زیادہ حصہ صحیح سالم ہو تو غیر زخمی حصہ جسم دھونے اور مجروح حصہ کا مسح کرے۔ اور دھولے اور تیمم کو اکٹھا نہ کرے (مثلاً ایک عضو دھولے اور دوسرے کا تیمم کرلے)
ناقض وضو اشیاء سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی کی اتنی مقدار کے استعمال کرنے پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا جس سے وضو ہو سکتا ہو۔
وہ شخص جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوئے ہوں اگر اس کا چہرہ مجروح ہو تو وہ بلا طہارت

کے نماز پڑھے گا اور اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔

تشریح وتوضیح | کبعدہ میلاعن ماءالخ: پانی سے ایک میل دور ہونے کی بنا پر قدرت حاصل نہ ہو تو تیمم جائز ہے میل تہائی فرسخ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک تین ہزار پانچ سو گز سے چار ہزار گز تک ہوتا ہے ظاہر روایت کے مطابق یہی حکم ہے۔ حسنؒ کی روایت کے مطابق دو میل جانے والی راہ سے دور ہو تو تیمم جائز ہے۔ اور ایک میل کی اس راہ سے دوری پر ہو جس طرف سے جانے کا ارادہ نہ ہو تو تیمم جائز ہے کہ اس ایک میل کی مسافت کی آمد و رفت میں دو میل ہو جاتے۔

او المرض یعنی اگر اس کا اندیشہ ہو کہ پانی کے استعمال سے مرض میں زیادتی ہو جائے گی اور پانی نقصان دہ ثابت ہو گا تب بھی تیمم کرنا درست ہے کیونکہ بدنی نقصان کا درجہ مالی نقصان سے بڑھا ہوا ہے اور شرعاً زیادہ مالی نقصان ہونے پر بھی تیمم کرنے اور ترکِ وضو کی اجازت ہے مثلاً پانی قیمتاً مل سکتا ہو مگر اتنے پانی کی قیمتِ مثلی سے زیادہ پر پانی مل سکتا ہو تو اس صورت میں اختیار ہے کہ وہ پانی نہ خریدا جائے اور تیمم کر لیا جائے۔

وعطش۔ اگر اس کا اندیشہ ہو کہ یہ قلیل المقدار پانی وضو میں استعمال کرنے پر باقی نہ رہے گا اور وضو کرنے والا یا اس کے ساتھی پیاسے مر جائیں گے تو تحفظ نفس کو مقدم قرار دیتے ہوئے تیمم کرنا مباح و جائز ہو گا۔

صلوٰۃ جنازۃ او عید الخ یعنی جب جنازہ آ جائے اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرے گا تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو تحقق عجز کی بنا پر اس کیلئے تیمم کرنا جائز ہو گا۔ تیمم کے جواز کے لئے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ شرط ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو۔

اگر نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحٰی کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز عیدین پڑھ لینا جائز ہے خواہ تیمم کرنے والا صحیح اور تندرست ہو اور پانی پر اسے قدرت حاصل ہو اس میں بلا عذر تیمم کی اجازت کی وجہ یہ ہے کہ نماز عیدین اگر فوت ہو جائیں تو اس کے قائم مقام نہ ہونے کی بنا پر قضا ممکن نہیں تو اس صورت میں پانی پر قدرت عدم قدرت ہی شمار ہو گی لیکن اگر نماز عیدین متعدد جگہ اور مختلف اوقات میں ہو اور وضو کرنے پر کسی خاص امام کے پیچھے نماز فوت ہو رہی ہو مگر دوسری جگہ مل سکتی ہو تو اس شکل میں تیمم درست نہ ہو گا بلکہ وضو کر کے دوسری مسجد میں جانا چاہئے۔ اصل اس بات میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سلام کا جواب دینے کے لئے پیشاب سے فارغ ہو کر تیمم فرمایا اور اس کے سلام کا جواب دیا (بخاری ومسلم) اور تیمم کا جواز نماز جنازہ فوت ہونے کے خطرہ پر ثابت ہے

اس طرح کی روایت ابن ابی شیبہ، نسائی، طحاوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موجود ہے طحاوی نے حضرت حسنؒ اور ابراہیم وعطاءؒ وابن شہابؒ وغیرہ سے اور بیہقی و "دارقطنی" نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے ان تمام روایات سے ان چیزوں میں تیمم کا جواز ثابت ہوتا ہے جن کا فوت ہونے پر کوئی قائم مقام نہ ہو۔

خوف الجمعۃ والوقت الخ حاصل یہ ہے کہ تیمم کے جواز کے لئے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ شرط ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو اور رہی نماز جمعہ اور وقتیہ نمازیں ان کا قائم مقام موجود ہے لہٰذا یہاں وہ عجز باقی نہ رہا تو اصل نہ ملنے کی صورت میں نماز ظہر پڑھی جائے گی۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ فرض الوقت ظہر ہے مگر جمعہ کی وجہ سے اس کے ساقط کرنے کا امر کیا گیا۔

"والوقت" سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وقتیہ سے مراد وہ فرائض اور واجبات ہیں جن کی قضا کی جاتی ہے۔ ورنہ نماز کسوف وخسوف اور تراویح بھی وقتیات ہیں کہ انہیں بھی وقت مقررہ پر ادا کیا جاتا ہے۔

من جنس الارض الخ یہ فرق بیان کرنے کے لئے کن چیزوں کا شمار زمین کی جنس میں ہے اور کن اشیاء کا شمار زمین کی جنس میں نہیں ہے زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ شے جو آگ میں جل کر راکھ بن جائے مثلاً درخت لکڑی، اور ہر وہ چیز جو آگ کی تپش سے پگھل کر نرم ہو جاتے مثلاً لوہا اور سونا چاندی اور ہر وہ چیز جسے زمین کھالے مثلاً گندم، جو اور سارے بیج اور ان کا شمار زمین کی جنس میں نہیں اور ان چیزوں پر اگر غبار نہ ہو تو تیمم جائز نہ ہوگا۔

امام شافعیؒ صرف مٹی ہی سے تیمم جائز قرار دیتے ہیں ان کا مستدل یہ حدیث ہے کہ "زمین ہمارے لئے پاک کر دی گئی ہے" یہ حدیث مسلم، ابن حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ میں موجود ہے اور امام ابویوسفؒ کا یہ قول کہ تیمم ریت سے درست ہے یہ دراصل امام شافعیؒ کا قدیم قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا مستدل یہ آیت کریمہ "فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا" ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پاک زمین ہے۔ اور احادیث میں ہے کہ "جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا"

وصح تقدیمہ علی الوقت الخ تیمم نماز کے وقت میں بالاتفاق صحیح ہے اور وقت سے پہلے بھی درست ہے امام شافعیؒ کے نزدیک وقت سے پہلے جائز نہیں یہ اختلاف فقہ کے اس اصول پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک مٹی ضرورتاً پانی کے قائم مقام ہے اور احنافؒ کے نزدیک مطلقاً قائم مقام ہے۔ لہٰذا اگر دو برتنوں میں پانی ہو ایک میں پاک اور دوسرے میں ناپاک اور نماز

پڑھنے والے کو اس کا علم نہ ہو کہ پاک کس برتن میں ہے اور ناپاک کس برتن میں تو احنافؒ کے نزدیک اسکے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور امام شافعیؒ وضو کا حکم فرماتے ہیں

احنافؒ کی دلیل یہ ارشادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مٹی مسلمان کے لئے پاک کرنیوالی ہے اگرچہ دس برس گذر جائیں، اگر اپنے رفیق سے جس کے پاس پانی ہو طلب کر لے اور وہ انکار کر دے تو تیمم جائز ہے حتیٰ کہ اگر منع کرنے کے بعد وہ نماز پڑھ لے پھر پانی والا اسے پانی دیدے تو اب اس کا وضو ٹوٹ جائے گا مگر وہ پڑھی ہوئی نماز نہ لوٹائے گا۔

اور رفیق سے پانی مانگے بغیر بھی وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہو جائے گی اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک درست نہ ہوگی " ہدایہ میں اسی طرح ہے۔

ناقض الوضوء الخ کیونکہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو جو اصل کا حکم ہے وہی اس کے قائم مقام اور نائب کا ہو گا۔ اور جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم کے بھی ٹوٹ جانے کا حکم ہو گا

والقدرۃ الخ۔ یہاں قدرت سے مراد قدرت شرعیہ ہے اس قید سے وہ پانی نکل گیا جو بطور غصب لیا جائے یا وہ پانی جو امانتاً ہو اسلئے کہ اسکا استعمال جائز نہیں لہذا تیمم بھی اس پانی کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔

الکافی الخ اس کے اطلاق میں اس طرف اشارہ ہے کہ ادنیٰ طہارت کا اعتبار ہو گا پس اگر پانی مل جائے اور اس سے ہر عضو دو مرتبہ یا تین تین مرتبہ دھویا اور مثلاً اس دو دو تین تین مرتبہ دھونے کی وجہ سے ایک پاؤں نہ دھو سکا اور اس کے لئے پانی کم رہ گیا تو راجح قول کے مطابق تیمم ٹوٹ جائے گا کیونکہ اگر وہ ایک ایک مرتبہ دھونے پر اکتفا کرتا تو یہ پانی سارے اعضاء کے لئے کافی ہو جاتا۔

بابُ المسحِ علی الخفّین

صحّ المسحُ علی الخفّین فی الحدثِ الاصغرِ للرّجالِ والنّساءِ ولو کانا من شیءٍ ثخینٍ غیرِ الجلدِ سواءٌ کان لھما نعلٌ من جلدٍ اَوْ لا ویُشترطُ لجوازِ المسحِ علی الخفّین سبعۃُ شرائطَ اوّلُ لبسُھما بعدَ غسلِ الرّجلین ولو قبلَ کمالِ الوضوءِ اِذا اتمّہٗ قبلَ حصولِ ناقضٍ للوضوءِ والثّانی سترُھما للکعبین والثّالث امکانُ متابعۃِ المشیِ فیھما فلا یجوزُ علی خفٍّ من زجاجٍ اوخشبٍ اوحدیدٍ والرّابعُ خلوُّ کلٍّ منھما عن خرقٍ قدرَ ثلاثِ اصابعَ من اصغرِ اصابعِ القدمِ والخامس

استمساكهما على الرجلين من غير شد والسادس منعهما وصول الماء إلى الجسد والسابع أن يبقى من مقدم القدم قدر ثلاث أصابع من أصغر أصابع اليد فلو كان فاقدًا مقدم قدمه لا يمسح على خفه ولو كان عقب القدم موجودًا ويمسح المقيم يومًا وليلة والمسافر ثلاثة أيام بلياليها وابتداء المدة من وقت الحدث بعد لبس الخفين وإن مسح مقيم ثم سافر قبل تمام مدته أتم مدة المسافر وإن أقام المسافر بعد ما يمسح يومًا وليلة نزع وإلا يتم يومًا وليلة وفرض المسح قدر ثلاث أصابع من أصغر أصابع اليد على ظاهر مقدم كل رجل وسننه مد الأصابع مفرجة من رؤوس أصابع القدم إلى الساق وينقض مسح الخف أربعة أشياء كل شيء ينقض الوضوء ونزع خف ولو بخروج أكثر القدم إلى ساق الخف وإصابة الماء أكثر إحدى القدمين في الخف على الصحيح ومضي المدة إن لم يخف ذهاب رجله من البرد وبعد الثلاثة الأخيرة غسل رجليه فقط ولا يجوز المسح على عمامة وقلنسوة وبرقع وقفازين:

(فصل) إذا افتصد أو جرح أو كسر عضوه فشده بخرقة أو جبيرة وكان لا يستطيع غسل العضو ولا يستطيع مسحه وجب المسح على أكثر ما شده به العضو وكفى المسح على ما ظهر من الجسد بين عصابة المفتصد والمسح كالغسل فلا يتوقت بمدة ولا يشترط شد الجبيرة على طهر ويجوز مسح جبيرة إحدى الرجلين مع غسل الأخرى ولا يبطل المسح بسقوطها قبل البرء ويجوز تبديلها بغيرها ولا يجب إعادة المسح عليها والأفضل إعادته وإذا رمد وأمر أن لا يغسل عينه أو انكسر ظفره وجعل عليه دواء أو علكا أو جلدة مرارة وضره نزعه جاز له المسح وإن ضره المسح تركه ولا يفتقر إلى النية في مسح الخف والجبيرة والرأس

ترجمہ:۔ موزوں پر مسح حدث اصغر (بے وضو ہونے کی صورت میں) مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے صحیح ہے۔ خواہ چمڑے کے علاوہ کسی موٹے کپڑے کے ہی کیوں نہ ہوں، دونوں موزوں

کے تلے چمڑے کے ہوں یا نہ ہوں

موزوں پر مسح درست ہونے کے واسطے سات باتیں شرط ہیں

(۱) دونوں موزے دونوں پاؤں دھونے کے بعد پہنے جائیں۔ خواہ وضو کی تکمیل سے قبل پہنے ہوں مگر شرط یہ کہ وضو کو توڑنے والی بات پیش آنے سے قبل وضو مکمل کر چکا ہو۔

(۲) موزے دونوں ٹخنوں کو چھپالیں

(۳) وہ موزے پہن کر مسلسل چلنا ممکن ہو لہذا اگر موزے کانچ یا لکڑی یا لوہے کے ہوں تو ان پر مسح درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔

(۴) دونوں موزے پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر پھٹے ہوئے نہ ہوں

(۵) بلا باندھے ان کا پاؤں پر ٹھہر جانا۔

(۶) موزوں کا بدن (پاؤں تک) پانی نہ پہنچنے دینا۔

(۷) ہاتھ کی انگلیوں میں سے تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر پاؤں کے اگلے حصہ کا برقرار رہنا لہذا اگر پاؤں کا اگلا حصہ موجود نہ ہو تو موزوں پر مسح درست نہ ہوگا خواہ برقرار ہو۔

مقیم کو ایک دن ایک رات مسح کرنا اور مسافر کو تین روز و شب مسح کرنا درست ہوگا۔

مسح کی مدت کا آغاز موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جانے کے وقت سے ہوگا۔ اگر مقیم مسح کر کے مدتِ مسح پوری ہونے سے قبل سفر کرے تو وہ (اس صورت میں) مسافر کے مسح کی مدت مکمل کرے اور اگر مسافر ایک روز و شب کے بعد مقیم ہو جائے تو موزے اتار دے اور اگر مقیم کی مدتِ مسح (ایک دن رات) پوری نہ ہوئی ہو تو ایک روز و شب مکمل کرے مسح میں ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر ہر پاؤں کے اگلے حصہ کے اُوپر والے حصہ پر مسح فرض قرار دیا گیا ہے اور مسنون یہ ہے کہ ہاتھ کی تین (تر) انگلیاں کشادہ کر کے پیر کی انگلیوں کے سرے سے پنڈلی کی طرف (تین خط) کھینچے

چار چیزوں سے (ان میں سے کسی ایک کے پائے جانے پر) مسح ٹوٹ جاتا ہے (۱) ہر وہ شے جو ناقض وضو ہو وہ اسے بھی توڑنے والی ہوگی۔ (۲) موزہ اتارنا اگرچہ پاؤں کا زیادہ حصہ نکل کر موزہ کی پنڈلی میں کیوں نہ آگیا ہو۔ (۳) صحیح قول کے مطابق دونوں پیروں میں سے ایک پیر کے اکثر حصہ پر پانی پہنچ جائے (تو مسح جاتا رہے گا) (۴) مدتِ مسح کا ختم ہو جانا مگر شرط یہ ہے کہ سردی (کی شدت) کی بنا پر پاؤں کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور آخر کی تین (یعنی حدث کے علاوہ) کے بعد محض دونوں پاؤں کا دھونا ہے۔ مسح عمامہ، ٹوپی، برقعہ اور دستانوں پر ناجائز ہے۔

فصل ۔ اگر فصد کھلوائے یا کوئی عضو زخمی ہو جاتے یا ٹوٹ جائے اور اسکی وجہ سے اس پر کوئی کپڑا یا پٹی باندھی ہو اور اس عضو کے دھونے پر قدرت حاصل نہ ہو اور نہ اس پر تر ہاتھ پھیرنا ممکن ہو تو (اس صورت میں) اس شے کے زائد حصہ پر جس کے ذریعہ مجروح عضو باندھا ہو مسح واجب ہے۔

اور فصد کھلوانے والے کی پٹی کے درمیان جسم (عضو) کا جو حصہ ظاہر و کھلا ہوا ہو اس پر مسح کافی ہوگا اور مسح کا حکم غسل کا سا ہے پس اسکی توقیت کسی مدت کے ساتھ نہ ہوگی (کہ وہ مدت گزرنے پر مسح درست نہ رہے) اور نہ یہ شرط ہے کہ پٹی طہارت پر (یعنی بعد الوضو) ہی باندھی جائے۔

اور یہ جائز ہوگا کہ دونوں پیروں میں سے ایک پیر کی پٹی پر مسح کیا جائے اور دوسرا دھو یا جائے اور زخم اچھا ہونے سے قبل پٹی گر گئی تو اس مسح کے باطل ہونے کا حکم نہ ہوگا اور یہ جائز ہوگا کہ اس پٹی کی جگہ دوسری پٹی باندھ دی جائے۔ اس بدلنے سے اعادۂ مسح واجب نہ ہوگا البتہ اعادہ مسح افضل ہے اور آنکھیں دکھنے (آشوب چشم) کی بناء پر اگر آنکھیں نہ دھونے کا حکم کیا گیا ہو یا ناخن ٹوٹ جائے اور اس کے اوپر دوا یا (ایک چبایا جانے والا گوند) یا پتے کی جھلی رکھ دی جائے اور اس کے لئے اس کا اتارنا ضرر رساں ہو تو اس کے لئے (اسی پر) مسح جائز ہے اور اگر مسح بھی نقصان دہ ہو تو اسے بھی ترک کر دے۔

موزوں اور پٹی اور سر کے مسح میں ضرورتِ نیت نہ ہوگی۔

تشریح و توضیح | بَابُ المسح الخ موزوں پر مسح کرنے کے احکام تیمم کے بعد دونوں کی باہمی مناسبت کیوجہ سے ذکر کئے گئے کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی جگہ نائب و قائم مقام اور بدل ہے اور کچھ شرائط کے ساتھ مقید ہے۔ کیونکہ تیمم کا ثبوت قرآن کریم سے اور مسح کا ثبوت سُنت سے ہے لہٰذا تیمم کا ذکر مسح سے مقدم رکھا گیا

دورِ صحابہؓ میں مسح علی الخفین کی روایت بوجہ کثرت کے حدِ تواتر کو پہنچ گئی۔ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ "الازہار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترہ"، میں مسح خفین سے متعلق احادیث ذکر کی ہیں جس سے حدِ تواتر کی نشان دہی ہوتی ہے۔

فی الحدث الاصغر الخ یعنی مسح خفین (موزوں پر مسح) ان لوگوں کے لئے درست نہیں جن پر غسل واجب ہے۔ مثلاً حیض والی عورت اور وہ عورت جسے نفاس کا خون آرہا ہو اور وہ جسے احتلام ہوا ہو "ترمذی"، میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں امر فرمایا کہ دورانِ سفر ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں۔ مگر جنابت پیش

ابھلتے تو اتار دیں،

"نسائی" اور "ابن ماجہ" میں اسی طرح کی روایت ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جنابت جیمیں غسل کی ضرورت ہوتی ہے، عادتاً بار بار نہیں ہوتی لہذا نکالنے میں مضائقہ نہیں۔ اس کے برعکس حدث اصغر (وضو ٹوٹنا) بار بار ہوتا ہے اور وضو کی ضرورت پیش آتی ہے تو شرعاً دفع حرج کی بناپر اسمیں مسح کا حکم ہوا

ثخینین الخ جورب اگر سخت ہو تو مسح درست ہے یعنی ایسے ہوں کہ باندھے بغیر رُک سکیں یہ پاؤں میں سردی دور کرنے کے لیے پہنے جاتے ہیں یہ اگر سلا ہوا ہو تو جورب اور بغیر سلا ہو تو خف کہلاتا ہے یہ کبھی بالوں کا اور کبھی چمڑے کا بنایا جاتا ہے اور کبھی کرباس وغیرہ کا اور شرائط کے پائے جانے کی صورت میں ان سب پر مسح جائز ہے

یوماً ولیلۃ الخ شیخ الاسلام نے "بلسوط" میں امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک مسح کی مدت مسافر کے حق میں غیر موقت ہے اور موزے طہارت وپاکی کی صورت میں پہنے پر جب تک چاہے مسح کرے۔

وقت حدث سے مقیم کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین رات ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے گا، اور مسافر تین دن اور تین رات۔ اس سے ذکر کردہ مدت میں مسح کا جواز معلوم ہوا اور حدث سے پہلے مسح کی ضرورت ہی نہیں۔ لہذا وہ مدت جس میں مسح کی ضرورت ہوتی ہے وہ حدث کے وقت سے ذکر کردہ مدت ہے۔

قدر ثلاث اصابع الخ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ سنت موزوں پر خطوط اور لکیروں ونشانات کی شکل میں مسح کرنا ہے اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پیشاب سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ اور موزوں پر مسح فرمایا۔ اور دایاں دست مبارک دائیں موزہ پر رکھا اور بایاں دست مبارک بائیں موزہ پر رکھا پھر دونوں کے بالائی حصہ پر ایک مرتبہ مسح فرمایا۔ گویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں موزوں پر دیکھ رہا ہوں

"ابن ماجہ" میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو وضو کر کے موزے دھو رہا تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا، ہمیں اس طرح مسح کا حکم ہوا

پھر آپ نے موزوں کے اگلے حصہ سے پنڈلی کی طرف مسح فرمایا اور انگلیاں کشادہ رکھیں۔

ومضی المدۃ الخ یعنی مدتِ مذکورہ گزر جائے خواہ اس مدت کے اندر مسح نہ بھی کیا ہو۔ مثلاً موزے پہننے کے بعد حدث لاحق ہو پھر حدث کے بعد مدّتِ مسح گذر جائے اور وہ مسح نہ کرے تو اب اس کے لئے موزوں پر مسح کرنا درست نہ ہوگا۔ "فتاویٰ قاضی خاں"، "مختارات النوازل" "اور" والوالجیہ وغیرہ میں ہے کہ اگر مسافر کی مدّتِ مسح ختم ہو جائے لیکن سردی کی شدت کیوجہ سے پاؤں کے ضائع ہونے کا موزے اتارنے کی صورت میں خوف ہو تو اس کے لئے مسح کرنا جائز ہے

ولو بخروج اکثر القدم الخ اس میں اشارہ ہے کہ پاؤں کے اکثر حصہ کا نکلنا بھی ناقض مسح ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ موزہ نکالنے ہی کی نیت ہو لیکن اگر نکالنے کی نیت نہ ہو تو بالاتفاق مسح باطل نہ ہوگا

ویجوز مسح جبیرۃ الخ۔ پٹی کے اُوپر مسح کرنا جائز ہے "

جبیرۃ۔ جیم کے زبر کے ساتھ۔ اس کی جمع جبائر آتی ہے "جبائر" ان لکڑیوں کو کہا جاتا ہے جو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے کیلئے باندھی جاتی ہیں اس کے جواز کی اصل "ابو داؤد شریف" کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے کہ ہم ایک سفر کے لئے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص پتھر لگنے سے زخمی ہوگیا اس نے رفقاء سے کہا کیا تیمم کی رُخصت و اجازت پاتے ہو تو انہوں نے کہا جب کہ تو پانی پر قادر ہے تو تیرے لئے تیمم کی رُخصت نہیں پاتے انہوں نے دھویا تو ان کا انتقال ہوگیا۔ پھر ہم خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کے بارے میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسے قتل کر دیا اللہ انہیں ہلاک کرے جب واقف نہ تھے تو پوچھا کیوں نہیں کیونکہ ناواقفیت کے مرض کا علاج پوچھ لینا ہے۔ اس کے لئے تیمم کافی تھا یا زخم پر کپڑا باندھ کر اس پر مسح کرکے باقی حصۂ جسم کو دھولیتا

وان ضرہ الخ "محیط میں ہے کہ اگر ان ہڈیوں کو جوڑنے والی پٹیوں پر مسح نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا جائے تو اس صورت میں مسح کا ترک کر دینا جائز ہے

بَابُ الحَيضِ وَالنِّفَاسِ وَالاِسْتِحَاضَةِ

يَخرُجُ مِنَ الفَرجِ حَيضٌ وَنِفَاسٌ وَاسْتِحَاضَةٌ فَالحَيضُ دَمٌ يَنفُضُهُ رَحِمٌ بَالِغَةٍ

لأدائها ولا حبل ولم تبلغ سن الاياس واقل الحيض ثلاثة ايام واوسطه
خمسة واكثره عشرة والنفاس هو الدم الخارج عقيب الولادة واكثره
اربعون يوما ولا حد لاقله والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة ايام
او زاد على عشرة في الحيض وعلى اربعين في النفاس واقل الطهر الفاصل
بين الحيضتين خمسة عشر يوما ولا حد لاكثره الا لمن بلغت
مستحاضة ويحرم بالحيض والنفاس ثمانية اشياء الصلوة والصوم
وقراءة اية من القرأن ومسها الا بغلاف ودخول مسجد والطواف
والجماع والاستمتاع بما تحت السرة الى تحت الركبة واذا انقطع الدم
لاكثر الحيض والنفاس حل الوطء بلا غسل ولا يحل ان انقطع لدونه
لتمام عادتها الا ان تغتسل او تتيمم وتصلي او تصير الصلوة دينا
في ذمتها وذلك بان تجد بعد الانقطاع من الوقت الذي انقطع الدم
فيه زمنا يسع الغسل والتحريمة فما فوقها ولم تغتسل ولم تتيمم
حتى خرج الوقت وتقضي الحائض والنفساء الصوم دون الصلوة ويحرم
بالجنابة خمسة اشياء الصلوة وقراءة اية من القرأن ومسها الا بغلاف
ودخول مسجد والطواف ويحرم على المحدث ثلاثة اشياء الصلوة والطواف
ومس المصحف الا بغلاف ودم الاستحاضة كرعاف دائم لا
يمنع صلوة ولا صوما ولا وطئا وتتوضاء المستحاضة ومن به عذر كسلس
بول واستطلاق بطن لوقت كل فرض ويصلون به ماشاءوا من
الفرائض والنوافل ويبطل وضوء المعذورين بخروج الوقت فقط ولا
يصير معذورا حتى يستوعبه العذر وقتا كاملا ليس فيه انقطاع
بقدر الوضوء والصلوة وهذا شرط ثبوته وشرط دوامه وجوده
في كل وقت بعد ذلك ولو مرة وشرط انقطاعه وخروج صاحبه
عن كونه معذورا خلو وقت كامل عنه

باب الحیض والنفاس والاستحاضۃ

ترجمہ:- عورت کی فرج (پیشاب گاہ) سے نکلنے والے تین خون ہیں (۱) حیض (۲) نفاس (۳) استحاضہ۔ حیض بالغہ عورت کے رحم سے آنے والے خون کا نام ہے کہ نہ اسے کوئی بیماری ہو نہ وہ حاملہ ہو، اور نہ نا اُمیدی (خون بند ہونے) کی عمر ہوتی ہو۔ حیض کی کم سے کم مدت تین دن (اور تین رات) اور درمیانی مُدّت پانچ روز اور زیادہ سے زیادہ مدت دس روز ہے۔

اور نفاس بچہ کی پیدائش کے بعد آنے والے خون کا نام ہے زیادہ سے زیادہ اسکی مدت چالیس دن ہے۔ اور اس کے کم کی کوئی حد نہیں، اور تین روز سے کم آنے والا یا دس روز سے زیادہ آنے والا خون حیض میں اور چالیس دن سے زیادہ آنے والا خون استحاضہ قرار دیا جائے گا۔ دو حیضوں کے درمیان فصل پیدا کرنیوالے طہر کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے اور زیادہ مدت کی کوئی تحدید نہیں۔ البتہ وہ عورت جو استحاضہ کے ساتھ بالغہ ہوئی ہو۔

حیض و نفاس کے دوران آٹھ چیزیں حرام ہیں (۱) نماز پڑھنا (۲) روزہ رکھنا (۳) قرآن کریم کی (کسی) آیت کی تلاوت۔

(۴) قرآن شریف کو مس کرنا مگر غلاف کے ساتھ (یعنی ایسے جزدان وغیرہ کے ذریعہ چھونا جو قرآن شریف سے الگ ہو۔ اس کے ساتھ سلا ہوا یا قرآن شریف کی چولی نہ ہو (۵) مسجد میں داخل ہونا۔ (۶) طواف کرنا (۷) (شوہر کا) ہمبستر ہونا (۸) زیر ناف سے گھٹنہ تک کے حصے نفع اٹھانا اور لطف اندوز ہونا۔

اور اگر خون حیض و نفاس کی اکثر مدت (یعنی دس روز اور چالیس روز) میں بند ہوا ہو تو عورت کے غسل کئے بغیر بھی (شوہر کو) اس سے ہمبستری حلال ہے۔ اور اگر عورت کا خون عادت کے مطابق یہ مدت پُوری ہونے سے قبل بند ہوا ہو۔ البتہ اگر وہ نہالے (یا نہلانے پر عدم قدرت کے باعث تیمم کرکے نماز پڑھ لے یا اس پر نماز لازم ہوگئی ہو (تو ہمبستری درست ہے) اسکی شکل یہ ہے کہ خون بند ہوجانے کے بعد جس وقت سے خون رُکا ہو۔ اتنا وقت مل جائے کہ اس کے لئے نہانا اور تحریمہ ہوسکے یا ان دونوں سے زیادہ کی وقت میں وسعت ہو اور اس کے باوجود وہ نہ نہائے نہ تیمم کرلے حتیٰ کہ اس نماز کا وقت جاتا رہے

وہ عورت جسے حیض و نفاس آرہا ہو۔ ان پر روزہ کی قضا لازم ہوگی، نماز کی لازم نہ ہوگی۔
بحالت جنابت پانچ اشیا حرام ہیں (۱) نماز (۲) قرآن کریم کی کسی آیت کی تلاوت (۳) غلاف کے بغیر قرآن شریف کو چھونا (۴) مسجد میں داخل ہونا (۵) طواف کرنا
بے وضو پر تین اشیا ممنوع (وحرام) قرار دی گئی ہیں (۱) نماز پڑھنا (۲) طواف کرنا (۳) غلاف کے بغیر قرآن شریف کو چھونا۔
خون استحاضہ کا دائمی نکسیر کے حکم میں ہے کہ اسکی وجہ سے نہ نماز پڑھنا ممنوع ہے اور نہ روزہ اور نہ وطی (ہمبستری)
مستحاضہ اور وہ شخص جو صاحب عذر ہو جیسے مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے کی بیماری اور پاپیٹ کا جاری (دست وغیرہ مسلسل آنا) ان کا حکم یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت وضو کر کے اس وقت کے اندر جتنے فرض و نفل پڑھے جائیں پڑھ لیں۔
ان معذورین کا وضو محض وقت کے اختتام کے ساتھ جاتا رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس عذر کے علاوہ کوئی اور وضو کو توڑنے والی چیز اندرون وقت ظاہر نہ ہو) اور معذور اس وقت تک شمار نہ ہوگا جب تک یہ عذر پورے وقت پر محیط نہ ہو کہ وضو اور نماز کے لئے بھی انقطاع نہ ہو سکے (اور اس قدر وقت بھی نہ ملے کہ اس عذر سے صحت یابی کی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکے) عذر کے ثابت ہونے کے لئے اسے شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور عذر کے دائمی ہونے کی یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ اس کے بعد ہر وقت نماز کے اندر یہ عذر موجود و برقرار ہو خواہ (ہر وقتِ نماز میں) ایک ہی بار ہو۔ اور عذر کے ختم ہونے اور عذر والے کا عذر ختم ہونے کی (اور اسے معذور قرار دینے کی) شرط یہ ہے کہ ایک نماز کے کامل وقت میں یہ عذر نہ پایا جائے۔

تشریح و توضیح | **باب الحیض** الخ اس باب میں وہ تین خون بیان کئے گئے ہیں۔ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں

لا داءبھا الخ وہ خون جو رحم کے علاوہ سے آتے اسے حیض قرار نہ دیں گے۔
وتقضی الحائض والنفساء الخ یعنی ایام حیض و نفاس کے روزوں کی قضا ہے نمازوں کی قضا نہیں۔ مسلم شریف ،، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض آتا تو ہمیں روزہ کی قضا کا حکم ہوتا۔ اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا (بخاری ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور از وجوب صوم میں یہ ہے کہ وہ تو صرف ایک مہینہ کے رکھنے لازم

ہیں، اسکے برعکس نماز کہ وہ ہر روز بار بار پڑھی جاتی ہے، اس بنا پر نماز کی قضا میں حرجِ عظیم ہے خاص طور پر جب کہ مدتِ حیض دس روز ہو۔ لہذا شریعت نے سہولت کی خاطر ان دنوں کی نماز معاف کر دی۔

دُخول مسجد الخ بحالتِ حیض مسجد میں جانا بھی حائضہ کے لئے ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "مسجد" میں داخلہ جُنبی (جسے ناپاکی کی بنا پر غسل کی ضرورت ہو) اور حائضہ کے لئے حلال قرار نہیں دیا گیا (ابوداؤد) ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مسجد جنبی اور حائضہ کے لئے حلال نہیں۔ اور اطلاق میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ داخلہ مطلقاً ممنوع ہے۔ خواہ قیام کے طور پر ہو یا مسجد سے گزر جاتے۔ اور تمام مسجدوں کا حکم برابر ہے البتہ عیدگاہ اور جنازہ گاہ اس سے مستثنیٰ نہیں اس لئے کہ ان میں جنبی کا داخل ہونا اور مساجد کی طرح ممنوع نہیں ہے "بحرالرائق" وغیرہ میں اسکی تفصیل موجود ہے۔

الطواف الخ۔ طواف بھی بحالتِ حیض و نفاس ممنوع ہے۔ خواہ فرض ہو جیسے طوافِ زیارت یا نفل

لا یمنع صلوٰۃ الخ۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایامِ حیض میں نماز مت پڑھ اس کے بعد اکثر مدتِ حیض (دس روز) گذرنے پر غسل کر کے نماز پڑھے۔ اور ہر نماز کے لئے وضو کر۔ اور ایک روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ اگرچہ خون کا قطرہ چٹائی پر ہو (یہ روایت ابو داؤد، مسند احمد، ابن ماجہ، مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند بزار اور ابن ابی شیبہ وغیرہ میں موجود ہے۔

"سنن ابوداؤد" کی روایت میں ہے کہ حضرت حمنہ بنت جحش رض کو استحاضہ کا خون آتا تھا اور ان کے شوہر ان سے ہمبستر ہوتے تھے۔

ویصلون الخ حاصل اس کا یہ ہے کہ معذور مثلاً اگر ظہر کے اوّل وقت میں وضو کرے تو اس کے لئے اس وضو سے ظہر کے وقت کے آخر تک امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک نماز جائز ہے پھر ظہر کا وقت ختم ہو جانے کے ساتھ اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

بَابُ الْاَنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ اِلٰى قِسْمَيْنِ غَلِيْظَةٍ وَخَفِيْفَةٍ فَالْغَلِيْظَةُ كَالْخَمْرِ وَالدَّمِ

المسفوح ولحم الميتة واهابها وبول ما لا يؤكل ونجو الكلب ورجيع السباع ولعابها وخرء الدجاج والبط والاوز وما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الانسان واما الخفيفة فكبول الفرس وكذا بول ما يؤكل لحمه وخرء طير لا يؤكل وعفي قدر الدرهم من المغلظة وما دون ربع الثوب او البدن وعفي رشاش بول كرءوس الابر ولو ابتل فراش او تراب نجسان من عرق نائم او بلل قدم وظهر اثر النجاسة في البدن والقدم تنجسا والا فلا كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر ولا ينجس ثوب رطب بنشره على ارض نجسة يابسة فتندت منه ولا بريح هبت على نجاسة فاصابت الثوب الا ان يظهر اثرها فيه ويطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها ولو بمرة على الصحيح ولا يضر بقاء اثر شق زواله وغير المرئية بغسلها ثلاثا والعصر كل مرة وتطهر النجاسة عن الثوب والبدن بالماء وبكل مائع مزيل كالخل وماء الورد ويطهر الخف ونحوه بالدلك من نجاسة لها جرم ولو كانت رطبة ويطهر السيف ونحوه بالمسح واذا ذهب اثر النجاسة عن الارض وجفت جازت الصلاة عليها دون التيمم منها ويطهر ما بها من شجر وكلأ قائم بجفافه وتطهر نجاسة استحالت عينها كان صارت ملحا او احترقت بالنار ويطهر المني الجاف بفركه عن الثوب والبدن ويطهر الرطب بغسله

(فصل) يطهر جلد الميتة بالدباغة الحقيقية كالقرظ وبالحكمية كالتتريب والتشميس الا جلد الخنزير والآدمي وتطهر الذكاة الشرعية جلد غير الماكول دون لحمه على اصح ما يفتى به وكل شيء لا يسري فيه الدم لا ينجس بالموت كالشعر والريش المجزوز والقرن والحافر والعظم ما لم يكن به دسم والعصب نجس في الصحيح ونافجة المسك طاهرة كالمسك واكله حلال والزباد

طاهرٌ تصحّ صلوٰۃٌ متطیبٍ بہ

بابُ الانجاس والطہارۃ عنہا

ترجمہ :- نجاستیں اور نجاستوں سے پاک ہونا۔

نجاست دو قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ۔ غلیظہ مثلاً شراب اور بہنے والا خون اور مردار کا گوشت اور اسکی (بغیر دباغت دی ہوئی) کھال اور نہ کھائے جانے والے جانوروں کا پیشاب اور پھاڑنے والے جانوروں (شیر وغیرہ) اور کتے کا پاخانہ اور ان (ذکر کردہ) جانوروں کا لعاب، مرغابی، بطخ، اور مرغی کی بیٹ اور ایسی اشیاء کہ ان کے جسم انسان سے نکلنے پر وضو باقی نہیں رہتا۔

اور نجاستِ خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور ان پرندوں کی بیٹ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ ایک درہم (۴½ ماشہ) کے بقدر نجاست غلیظہ معاف ہے (کہ اس کے لگے ہوتے ہونے کی صورت میں نماز ہو جائے گی) اور ربع سے کم کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی ہو تو معاف ہے۔ اور پیشاب سوئی کے ناکوں کے برابر پڑ جائے تو معاف ہے (اس کا دھونا واجب نہیں)

اور اگر سونے والے کے پسینہ سے مٹی یا بستر تر ہو جائیں یا قدم کی تری سے یہ دونوں چیزیں بھیگ جائیں اور نجاست کا اثر جسم اور قدم میں ظاہر ہو تو دونوں کے ناپاک ہونے ورنہ ناپاک نہ ہونے کا حکم ہوگا جیسے وہ خشک پاک کپڑا نجس نہیں ہوتا جسے نجس تر کپڑے میں لپیٹ دیا جانے (اور پاک کپڑے پر اسکی تری آجائے مگر اس قدر تری نہیں کہ نچوڑنے پر قطرے ٹپکے (تو اس پر نماز درست ہے) یا تر کپڑا ناپاک خشک زمین پر بچھایا جائے کہ زمین اس سے بھیگ جائے (تو کپڑا نجس نہ ہوگا) اور اس ہوا کیوجہ سے بھی نجس نہ ہوگا۔ جو کسی ناپاکی پر چلے اور کپڑے تک پہنچے البتہ اگر نجاست کا اثر کپڑے پر عیاں ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

اور دکھائی دینے والی نجاست (بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو) عین نجاست دور کرنے سے پاکی کا حکم ہوگا۔ خواہ وہ ایک بار ہی کے دھونے سے ختم ہو جائے۔ اگرچہ اس کا اثر باقی رہ جائے کہ اس کا زائل کرنا دشوار ہو۔ اور وہ نجاست جو دکھائی نہ دے اسے تین بار دھوئیں گے اور

ہر مرتبہ نچوڑیں گے۔

جسم اور کپڑے کی نجاست سے پانی اور ہر ایسی بہنے والی چیز کے ذریعہ پاکی حاصل ہو جاتے گی جو نجاست زائل کرنے والی ہو۔ مثلاً سرکہ اور گلاب (وغیرہ) اور موزہ وغیرہ پر اگر جرم والی نجاست لگ جاتے تو رگڑنے سے پاک ہو جائے گا۔ اگرچہ نجاست گیلی کیوں نہ ہو۔

اور تلوار وغیرہ پونچھنے (اور کپڑے وغیرہ کے ذریعہ صاف کرلے سے) پاک ہو جاتے گی۔

اور زمین سے نجاست کا اثر ختم ہو جاتے اور زمین سوکھ گئی ہو تو زمین پاک ہو جائے گی۔ اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہوگا (مگر) تیمم اس سے جائز نہیں ہو گا۔ اور درخت اور زمین پر اُگی ہوئی گھاس زمین کے خشک ہو جانے سے پاک قرار دیئے جائیں گے۔

اور وہ نجس شئے جس کی ذات میں انقلاب آجاتے مثلاً (گدھا نمک دان میں گر کر) نمک بن جاتے یا آگ میں جل جاتے (مثلاً نجس چیز راکھ بن جاتے) تو وہ پاک قرار دی جاتے گی۔

اور خشک منی کپڑے اور بدن پر سے کھرچ دیں تو کپڑے اور بدن کے پاک ہونے کا حکم ہو گا اور تر ہو تو دھونے سے بدن اور کپڑا پاک ہو گا۔

فصل: دباغت دی ہوئی مردار کی کھال پاک ہو جاتے گی۔ دباغت حقیقیہ ہو۔ مثلاً وہ کھال جو کیکر کی مانند درخت کے پتوں کے ذریعہ دباغت دی گئی ہو۔ اور (خواہ) دباغت حکمیہ ہو مثلاً کھال پر مٹی مل گئی ہو اور (پھر اسے) دھوپ میں سکھایا گیا ہو۔ مگر آدمی اور خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی ناپاک رہے گی (آدمی کی کھال تکریم کے باعث اور خنزیر کی نجس لعین ہونے کی وجہ سے) اور شرعی طریقہ سے حرام جانور ذبح کرنے سے زیادہ صحیح اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور اس کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔

اور جانور کے جسم کی ہر ایسی شئے جس میں خون سرایت نہ کرے وہ اس کے مرنے سے نجس ہو گی جیسے (یہ پانچ چیزیں) (۱) بال (۲) کٹے ہوتے پر (۳) سینگ (۴) کھر (۵) وہ ہڈی جس پر کوئی چکناہٹ باقی نہ ہو (پاک ہے) اور صحیح قول کی رو سے پٹھا نجس ہے اور مشک کی مانند نافہ مشک (بھی) پاک اور اس کا کھانا حلال (قرار دیا گیا) ہے۔ اور زباد (ایک قسم کی خوشبو جو ایک جانور سے حاصل کی جاتی ہے اور یہ جانور بلی کی مانند اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے۔ اور اس جانور کو بھی الزباد سے سور الزباد اور مد قط الزباد" کہا جاتا ہے۔) ظاہر ہے اسے لگا کر نماز پڑھنا درست ہے۔

تشریح وتوضیح | **وبکل مائع** الخ یعنی نمازی کا بدن کپڑے اور جگہ پاک نہ ہو تو رقیق (بہنے والی) چیز سرکہ، گلاب وغیرہ سے پاک کرسکتے ہیں "بہنے والی" کی قید لگا کر نہ بہنے والی پاک چیزوں سے احتراز مقصود ہے مثلاً برف، اولہ، اور "مزیل" کی قید لگا کر ان چیزوں سے احتراز مقصود ہے جن سے نجاست زائل نہ ہوتی ہو مثلاً دودھ اور تیل وغیرہ کہ ان میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مطلق طہارت صرف پانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ دوسری بہنے والی اشیاء سے نہیں۔

ویطہر السیف ونحوہ بالمسح الخ یعنی تلوار وغیرہ مثلاً آئینہ اور ہڈی اگر انہیں پاک چیز سے رگڑ کر نجاست کا اثر زائل کردیا جائے تو انہیں پاک قرار دیا جائے گا۔

ویطہر المنیّ الجاف بفرکہ الخ یعنی خشک منی رگڑ کر صاف کرنے سے پاکی حاصل ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھو دیتی تھی (یہ روایت مسلم شریف میں موجود ہے۔)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی (مسلم شریف میں یہ بھی روایت ہے۔)

"دار قطنی" اور "بیہقی" کی روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی اس کے تر ہونے کی صورت میں دھوتی تھی اور خشک ہونے کی صورت شکل میں رگڑ دیتی تھی

القرظ سلم کا درخت جو کیکر کے درخت کی مانند ہوتا ہے۔ اسی سے "القراظ" آتا ہے سلم کے درخت کی پتیوں کا بیچنے والا۔

التشمیس ۔ دھوپ میں خشک کرنا۔ کہا جاتا ہے۔ "تبسط الشیٔ فی الشمس" اس نے چیز کو دھوپ میں پھیلایا

لاینجس بالموت کالشعر الخ۔ "فتح القدیر" میں ہے کہ مردار کی ہڈیوں صوف اور سینگوں اور بالوں سے انتفاع میں مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہ سب پاک ہیں " ولا باس ببیع عظام المیتۃ عصبہا وصوفہا وقرنہا وشعرہا والانتفاع بذلک کلہ لانہا طاہرۃ الخ (فتح القدیر ص ۲۰۳ ج ۵)

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا حکم پھاڑنے والے درندوں کا سا ہے لہٰذا اسکی ہڈی کی بیع اور اس سے انتفاع کتے کی طرح جائز ہے۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے

ہاتھی دانت کے دو کنگن خریدے ، اور لوگوں کے لئے بلانکیر اس کا استعمال ظاہر ہو گیا۔ بعض نے اسکی بیع کے جواز پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے "بخاری" میں ہے امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مردار کی ہڈیوں کا حکم ہاتھی وغیرہ کا سا ہے۔ میں نے علمائے سلف کو پایا کہ وہ انکی ہڈیوں سے کنگھی کرتے اور ان سے تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

امام ابن سیرینؒ اور ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں مضائقہ نہیں،
(فتح القدیر صـ۲۰۴ ج ۵)

كتاب الصلوٰة

يُشْتَرَطُ لِفَرْضِيَّتِهَا ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ الْاِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَتُؤْمَرُ بِهَا الْاَوْلَادُ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَتُضْرَبُ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ وَاَسْبَابُهَا اَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِاَوَّلِ الْوَقْتِ وُجُوْبًا مُوَسَّعًا وَالْاَوْقَاتُ خَمْسَةٌ وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اِلٰى قُبَيْلِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلٰى اَنْ يَصِيْرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ اَوْ مِثْلَهُ سِوٰى ظِلِّ الْاِسْتِوَاءِ وَاخْتَارَ الثَّانِيَ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبَيْنِ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنِ ابْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمِثْلِ اَوِ الْمِثْلَيْنِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبِ مِنْهُ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهِ وَالْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ اِلَى الصُّبْحِ وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِلتَّرْتِيْبِ اللَّازِمِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا عَلَيْهِ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ فَرْضَيْنِ فِيْ وَقْتٍ بِعُذْرٍ اِلَّا فِيْ عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ بِشَرْطِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْاِحْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيْمٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمُزْدَلِفَةَ وَلَمْ يَجُزِ الْمَغْرِبُ طَرِيْقَ مُزْدَلِفَةَ وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ لِلرِّجَالِ وَالْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيْلُهُ فِي الشِّتَاءِ اِلَّا فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيْهِ وَتَاْخِيْرُ الْعَصْرِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَتَعْجِيْلُهُ فِيْ يَوْمِ الْغَيْمِ وَتَعْجِيْلُ الْمَغْرِبِ اِلَّا فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ

فيؤخر فيه وتاخير العشاء إلى ثلث الليل وتعجيله في الغيم وتاخير الوتر إلى آخر الليل لمن يثق بالانتباه

(فصل) ثلاثة اوقات لا يصح فيها شيئ من الفرائض والواجبات التي لزمت في الذمة قبل دخولها عند طلوع الشمس إلى ان ترتفع وعند استوائها إلى ان تزول وعند اصفرارها إلى ان تغرب ويصح اداء ما وجب فيها مع الكراهة كجنازة حضرت وسجدة آية تليت فيها كما صح عصر اليوم عند الغروب مع الكراهة والاوقات الثلاثة يكره فيها النافلة كراهة تحريم ولو كان لها سبب كالمنذور وركعتي الطواف ويكره التنفل بعد طلوع الفجر باكثر من سنته وبعد صلوته وبعد صلوة العصر وقبل صلوة المغرب وعند خروج الخطيب حتى يفرغ من الصلوة وعند الاقامة الا سنة الفجر وقبل العيد ولو في المنزل وبعده في المسجد وبين الجمعين في عرفة ومزدلفة وعند ضيق وقت المكتوبة ومدافعة الاخبثين وحضور طعام تتوقه نفسه وما يشغل البال ويخل بالخشوع

ترجمہ :- تین چیزوں کو نماز کی فرضیت کے لئے شرط قرار دیا ہے (۱) اسلام (۲) بالغ ہونا (۳) عقل (صاحب ہوش وحواس ہونا) سات برس کی عمر کو تو نماز پڑھنے کا حکم کرے اور دس برس کی عمر ہو تو (نماز نہ پڑھنے پر لکڑی سے نہیں بلکہ ہاتھ سے مارے۔ نماز فرض ہونے کے اسباب اس کے اوقات ہیں، نماز کا وجوب اس کے اوّل وقت میں ہو جاتا ہے اور آخری وقت تک پڑھی جا سکتی ہے

اوقات نماز پانچ ہیں۔ (۱) نماز فجر کے وقت کی ابتدا صبح صادق سے ہوتی ہے اور سورج نکلنے سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

(۲) ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کا سایہ اصل سایہ کے علاوہ دوگنا ہونے تک باقی رہتا ہے۔ امام طحاویؒ کا اختیار کردہ قول دوسرا ہے۔ امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (۳) اور عصر کا وقت ایک مثل یا دو مثل پر اضافہ سے سورج غروب ہونے تک ہے۔

(۴) مغرب کا وقت مفتیٰ بہ قول کے مطابق سورج غروب ہونے کے بعد سے سُرخ شفق کے غروب ہونے تک ہے۔

(۵) وقتِ عشاء و وتر شفق (سرخی یا سفیدی) کے غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک ہے۔ اور وتر عشاء پر مقدم لازم ترتیب کی بنا پر مقدم نہیں کریں گے۔ اور جنہیں ان دونوں کا وقت نہ ملے اس پران دونوں (نماز عشاء و وتر) کا وجوب (بھی) نہ ہوگا۔

اور کسی عذر کیوجہ سے دو فرض ایک وقت میں جمع نہ ہوں گے (کہ ایک فرض کے وقت میں دو فرض ادا کیے جائیں، البتہ امام المسلمین (یا اس کے قائم مقام) اور احرام کی شرط کے ساتھ حاجیوں کے لئے عرفات میں ظہر و عصر کو اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع کرنا (اور ایک وقت میں دو فرض نمازیں ادا کرنا) درست ہے

اور نماز مغرب اس دن راہِ مزدلفہ میں پڑھنا جائز ہے اور مردوں کے لئے اسفار ہونے پر فجر کی نماز کا آغاز مستحب ہے اور گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں اور موسم سرما میں جلدی مستحب ہے، البتہ ابر چھایا ہوا ہو تو (بلا تخصیص موسم) تاخیر مستحب ہے۔

اور عصر کی نماز اس وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے کہ آفتاب میں تغیّر نہ آئے اور ابر ہو تو جلدی باعثِ استحباب ہے اور نمازِ مغرب میں جلدی مستحب ہے البتہ ابر چھایا ہوا ہو تو مؤخر کرنا مستحب ہے اور عشاء کی نماز میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور جس روز بادل ہو جلدی کرنا باعث استحباب ہے اور جسے جاگنے کا یقین ہو اسے وتر آخری شب تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ (اور بیداری کا یقین نہ ہو تو عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لے)

فصل ۔ نماز کے تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں کسی ایسے فرض اور واجب کا ادا کرنا درست نہیں جس کا وجوب ان اوقات کے آنے سے پہلے ہو چکا ہو (وہ تین اوقات یہ ہیں) (۱) طلوع آفتاب کا وقت حتیٰ کہ وہ اونچا (اور روشن) ہو جائے (۲) عین نصف النہار کے وقت حتیٰ کہ وہ ڈھل جائے (۳) اور سورج کے غروب ہونے کے وقت حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔

اور جن فرائض کا وجوب ان مکروہ اوقات میں سے کسی مکروہ وقت میں ہوا ہو اور ان کا ادا کرنا ان اوقات میں بکراہت صحیح ہوگا مثلاً جنازہ جو ان اوقات میں سے کسی وقت میں آئے۔

اور تین اوقات میں نفل نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ ان نوافل کا کوئی سبب ہی کیوں نہ ہو مثلاً ایسی نفلیں جن کی (انہیں اوقات میں ادا کرنے کی) نذر کی گئی ہو۔ اور دو رکعات طواف۔

اور طلوعِ فجر کے بعد سُنّت فجر کے علاوہ نفل نماز پڑھنا باعث کراہت ہے اور فرض نماز فجر و عصر کے بعد اور نمازِ مغرب سے قبل نفل پڑھنا باعثِ کراہت ہے۔

اور امام کے خطبۂ جمعہ کے لئے نکلنے کے بعد سے اس کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک نفل نماز مکروہ ہے۔ اقامت کے وقت فجر کی سنتوں کے علاوہ نماز نفل مکروہ ہے اور نمازِ عید سے قبل خواہ گھر ہی میں کیوں نہ ہو اور نماز کے بعد مسجد میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے

اور عرفہ و مزدلفہ میں اکٹھی پڑھی جانے والی دو نمازوں کے درمیان نفل نماز باعثِ کراہت ہے اور نمازِ فرض کا وقت اگر تنگ ہو جائے اور پاخانہ و پیشاب کے وقت اور کھانا سامنے ہونے کی صورت میں کہ نفس اسکی طرف راغب ہو، اور ہر ایسی شئے کے سامنے ہوتے ہوئے کہ دل اسکی طرف راغب و متوجہ ہو اور خشوع میں جس کے باعث خلل واقع ہوتا ہو نفل نماز مکروہ ہے۔

تشریح و توضیح الیٰ ان یصیر ظل کل شئ الخ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی مشہور فارسی کتاب "مالابد منہ" میں سایۂ اصلی کی شناخت کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ ہموار زمین پر ایک دائرہ بنالو اور دائرہ کے بالکل بیچ میں قطر دائرہ کے چوتھائی سے بڑی نوکیلے سر کی ایک لکڑی گاڑ دو۔ جب سورج طلوع ہوگا تو اس لکڑی کا سایہ دائرہ سے بالکل باہر ہوگا۔ جوں جوں سورج چڑھے گا سایہ کم ہوتا ہوا دائرہ کے اندر داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ دائرہ کے محیط پر جب سایہ پہنچے اور اندر داخل ہونا شروع ہو تو محیط پر اس جگہ ایک نشان لگا دو جہاں سے سایہ اندر داخل ہو رہا ہے پھر دوپہر بعد یہ سایہ بڑھ کر دائرہ کے محیط سے نکلنا شروع ہو جائے گا۔ جس جگہ محیط سے یہ سایہ باہر نکلے اس جگہ بھی محیط پر نشان لگالو۔ پھر جو ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے ایک کہلائے گا اور جو سایہ کہ اس خط پر پڑے گا۔ وہ سایہ اصلی کہلائے گا۔

ووقت العصر الخ یعنی عصر کی نماز خواہ سردی ہو یا گرمی دونوں موسموں میں مستحب یہ ہے کہ ذرا تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ البتہ بادل ہو تو اسمیں مستحب وقت کی تعیین میں مغالطہ بھی ممکن ہے اور اس کا احتمال ہے کہ کہیں مکروہ وقت نہ ہو جائے اسلئے تعجیل بھی بہتر ہے۔ بحوالہ امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ نماز عصر میں تاخیر تعجیل سے مستحب ہے نماز ایسے وقت پڑھو کہ آفتاب صاف چمک رہا ہو اور اس میں تغیر نہ ہوا ہو۔ کوفہ میں اصحاب عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسی پر عمل تھا۔ حضرت امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو نمازِ عصر تاخیر سے پڑھتے دیکھا۔

والعشاء والوتر الخ عشا کی نماز تاخیر تہائی رات تک بلا رعایت موسم مستحب ہے کیونکہ حدیث شریف میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں نماز عشا تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا اور ایک روایت میں نصف کے الفاظ ہیں۔ یہ روایت "ترمذی"، ابن ماجہ"، "ابوداؤد"، "بزار" وغیرہ میں موجود ہے۔ اس تاخیر کا راز یہ ہے کہ جماعت کثیر ہو۔ اور یہ کہ نماز عشا کے بعد دنیوی باتیں نہ کریں۔

"صحاح ستہ" میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے قبل سونے اور نماز عشا کے بعد دنیوی گفتگو سے منع فرماتے تھے۔

"نماز وتر" اگر خود پر اعتماد اور جاگنے کا اطمینان ہو تو آخر رات تک مؤخر کرنے کو مستحب قرار دیا ہے "حدیث شریف" میں ہے کہ اپنی رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے اور حدیث میں ہے کہ جسے آخر رات میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو تو اسے رات کے اول حصہ میں نماز وتر پڑھنا چاہیے اور جو آخر رات میں اُٹھنے کا خواہشمند ہو اور اٹھ سکتا ہو تو رات کے آخر میں وتر پڑھے اور اس طرح وتر پڑھنا افضل ہے۔ یہ روایت مسلم شریف اور "مسند احمد" میں موجود ہے۔

ثلاث اوقات لایصح الخ ان اوقات میں کسی طرح کی نماز جائز نہیں خواہ نماز فرض ہو یا نفل اور خواہ نماز جنازہ ہو۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس سے منع فرماتے تھے کہ ہم تین اوقات میں نماز پڑھیں اور ہم اپنے مردوں کو دفن کریں۔ جب سورج طلوع ہو حتی کہ روشن و بلند ہو جائے اور نصف النہار کے وقت حتی کہ زوال ہو جائے اور غروب آفتاب کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے عدم جواز سے یہاں کراہت تحریمی مراد ہے۔

وکرہ النفل بعد طلوع الفجر الخ یعنی طلوع صبح صادق کے بعد فجر کے سنتوں کے علاوہ سنن و نوافل نہ پڑھنی چاہئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے طلوع کے بعد صرف دو رکعات پڑھ کر فرض پڑھا کرتے تھے۔ "مسلم شریف" وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

عند اخروج الخطیب الخ نفل نماز امام کے خطبہ کے لئے نکلنے کے وقت مکروہ ہے خواہ تحیۃ المسجد اور جمعہ کی سنتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم امام کے خطبہ کے لئے نکلنے کے وقت نماز پڑھنے اور گفتگو کو مکروہ سمجھتے تھے (یہ روایت مصنف

ابن شیبہ میں ہے
"موطا امام محمدؒ" میں حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ امام کا خطبہ جمعہ کے لئے نکلنا نماز کو منقطع کر دیتا ہے۔ اور اسکی گفتگو کو قطع کر دیتی ہے۔

بابُ الاذان

سُنَّ الاذانُ والاقامةُ سُنّةً مؤكّدةً للفرائضِ ولو منفردًا اداءً وقضاءً سفرًا او حضرًا للرجالِ وكُرِها للنساءِ ويُكبّرُ فی اوّلهٖ اربعًا ويُثنّی تكبيرَ آخرهٖ كباقی الفاظهٖ ولا ترجيعَ فی الشهادتينِ والاقامةُ مثلهٗ ويزيدُ بعدَ فلاحِ الفجرِ الصلوٰةُ خيرٌ من النومِ مرّتينِ وبعدَ فلاحِ الاقامةِ قد قامتِ الصلوٰةُ مرّتينِ ويتمهّلُ فی الاذانِ ويُسرِعُ فی الاقامةِ ولا يُجزئُ بالفارسيةِ وان علمَ انّهٗ اذانٌ فی الاظهرِ ويُستحبُّ ان يكونَ المؤذّنُ صالحًا عالمًا بالسنّةِ واوقاتِ الصلوٰةِ وعلٰی وضوءٍ مستقبلَ القبلةِ الّا ان يكونَ راكبًا وان يجعلَ اصبعيهِ فی اذنيهِ وان يحوّلَ وجهَهٗ يمينًا بالصلوٰةِ ويسارًا بالفلاحِ ويستديرُ فی صومعتهٖ ويفصلُ بينَ الاذانِ والاقامةِ بقدرِ ما يحضرُ الملازمونَ للصلوٰةِ معَ مراعاةِ الوقتِ المستحبِّ وفی المغربِ بسكتةٍ قدرَ قراءةِ ثلاثِ آياتٍ قصارٍ او ثلثِ خطواتٍ ويثوّبُ قولهٖ بعدَ الاذانِ الصلوٰةَ الصلوٰةَ يا مصلّينَ ويُكرهُ التلحينُ واقامةُ المحدثِ واذانهٗ واذانُ الجنبِ وصبیٍّ لا يعقلُ ومجنونٍ وسكرانٍ وامرأةٍ وفاسقٍ وقاعدٍ والكلامُ فی خلالِ الاذانِ وفی الاقامةِ ويُستحبُّ اعادتهٗ دونَ الاقامةِ ويُكرهانِ لظهرِ يومِ الجمعةِ فی المصرِ ويؤذّنُ للفائتةِ ويقيمُ وكذا الاولٰی الفوائتِ وكُرِهَ تركُ الاقامةِ دونَ الاذانِ فی البواقی ان اتّحدَ مجلسُ القضاءِ واذا سمعَ المسنونَ منهُ امسكَ وقالَ مثلَهٗ وحوقلَ فی الحيعلتينِ وقالَ صدقتَ وبررتَ او ما شاءَ اللهُ عندَ قولِ المؤذّنِ الصلوٰةُ خيرٌ من النومِ ثمّ دعا بالوسيلةِ فيقولُ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

ترجمہ :۔ اذان اور اقامت پانچوں فرض نمازوں کے لئے مردوں کے واسطے سنت موکدہ ہیں خواہ کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور یہ نماز اداءً پڑھی جارہی ہو یا قضاءً بحالت سفر پڑھی جائے یا بحالت قیام (حضر) عورتوں کے واسطے اذان واقامت کہنا باعث کراہت ہے

آغاز اذان میں چار بار اللہ اکبر اور اذان کے اختتام پر باقی الفاظ کی مانند دو بار اللہ اکبر کہے گا، اور شہادتین میں ترجیع نہ ہوگی۔ اور اقامت اذان کی مانند ہے۔

اور فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" دو بار کہے اور اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو بار "قد قامت الصلوٰۃ" کا اضافہ کرے۔ اور اذان رُک رُک کر (ذرا سکون کے ساتھ) کہی جائے اور اقامت میں جلدی کرے۔ اور فارسی (یا بجز عربی کے کسی دوسری زبان) میں اذان دینا کافی نہ ہوگا۔ خواہ اس کے اذان ہونے کا علم بھی ہو، زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے

موذن کا صالح عالم بالسنۃ واوقات نماز ہونا اور اس کا باوضو قبلہ رُخ ہونا باعث استحباب ہے البتہ اگر موذن احتیاج کے باعث سوار ہو تو اور بات ہے (اور اسکا اس صورت میں قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں) اور شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں میں دے لے اور موذن اپنا چہرہ "حی علی الصلوٰۃ" میں دائیں طرف اور "حی علی الفلاح" میں بائیں طرف پھیرے۔

اور موذن کے لئے اپنے صومعہ میں (اذان دینے کی جگہ میں) کھڑے رہ کر چہرہ گھمانا ممکن نہ ہو تو (گھوم کر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہہ لے)

اور اذان واقامت کے درمیان اتنا فصل کیا جائے۔ کہ جماعت میں پابندی کے ساتھ شریک حاضر ہونے والے آجائیں لیکن نماز کے مستحب وقت کا خیال و رعایت ضروری ہے اور مغرب میں اذان واقامت کے درمیان تین چھوٹی آیات کی تلاوت کے وقت کی مقدار یا تین قدم چلنے کے بقدر توقف کرے۔ اور تثویب (متاخرین فقہا نے اسے مستحسن قرار دیا ہے، عند الاحناف اب ممنوع ہے) جیسے یہ کہنا "اے لوگو نماز نماز" اور "تلحین"، باعث کراہت ہے اور بے وضو شخص کا اذان واقامت کہنا مکروہ ہے اور جنبی شخص (جس پر غسل واجب ہو) کا اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

اور ناسمجھ بچہ اور پاگل اور نشہ میں مدھوش اور عورت اور فاسق اور بیٹھے ہوے کا اذان دینا باعثِ کراہت ہے۔ اور باعثِ کراہت ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان گفتگو کی جائے جس اذان کے دوران گفتگو ہوئی ہو مستحب یہ ہے کہ اسے لوٹایا جائے مگر اقامت نہ لوٹائی جائے اور اندرونِ شہر نماز ظہر کی خاطر جمعہ کے دن اذان واقامت دونوں باعث کراہت ہیں۔

اور فوت شدہ نماز کے لئے بھی اذان دی جائے گی۔ اور اقامت کہی جائے گی اور فوت شدہ نمازوں میں پہلی کے لئے اذان اور اقامت کہے۔

اور قضا کرنے کی مجلس ایک ہو تو اقامت کا ترک کرنا باعثِ کراہت ہے۔ باقی میں اذان کا ترک کرنا باعثِ کراہت نہیں۔

مسنون طریقہ پر اذان ہو رہی ہو تو اسے سن کر ٹھہر جائے اور جو کلمات مؤذن کہے یہ دہراتا رہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کا جواب "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کے ساتھ دے اور مؤذن کے الصلوٰۃ خیر من النوم" کا جواب "صدقت وبررت" یا "ماشاء اللہ" سے دے پھر دعا تے وسیلہ کرتے ہوئے کہے "یا اللہ اس آواز اور نماز کے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (وعدہ فرمودہ) وسیلہ فضیلت بخش دے اور ان کو مقام محمود عطا فرما جو تیرا وعدہ فرمودہ ہے۔

تشریح وتوضیح سنۃ الخ اذان کی اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو مسلمانوں کے لئے اوقاتِ نماز پہچاننے کا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ اس کے مطابق اوقاتِ نماز پہچان کر نماز کے لئے حاضر ہو سکیں تو حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک شخص کو اذان اور اقامت کے کلمات سکھاتے دیکھا انہوں نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خواب سچا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی۔ یہ واقعہ طویل اور مختصر طور پر ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور طحاوی وغیرہ میں مذکور ہے۔

للفرائض الخ یعنی مردوں کے لئے پانچ نمازوں اور جمعہ کے واسطے اذان مسنون ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے اذان اور اقامت کا حکم نہیں، خواہ وہ باجماعت ہی نماز کیوں نہ پڑھیں۔

اوقضاء الخ - یعنی جس طرح اداء نماز کے لئے اذان مسنون ہے۔ اسی طرح قضا کے واسطے بھی

مسنون ہے جیسے ثابت ہے کہ جب ایک سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نمازِ فجر کے وقت سو گئے اور اسکی قضا کا ارادہ کیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ باجماعت نماز ادا فرمائی۔

مستقبل القبلة الخ قبلہ رُخ اذان دینا مسنون ہے اگر کوئی شخص ترک کر دے اور قبلہ رُخ اذان نہ دے بلکہ سمت بدل جائے تب بھی مقصود حاصل ہونے کی بنا پر اذان تو درست ہو جائے گی۔ مگر یہ عمل کراہت سے خالی نہیں "ہدایہ" میں اسی طرح ہے۔ قبلہ رُخ اذان دینے کی اصل حضرت عبد اللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ انہوں نے خواب میں ایک شخص کو اذان کی تعلیم دیتے دیکھا کہ وہ قبلہ رُخ اذان دے رہا تھا۔

وان یجعل اصبعیه فی اذنیه الخ اذان دیتے ہوئے شہادت کی انگلیاں کانوں میں دے لینی چاہئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس کا امر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اس عمل سے تیری آواز زیادہ بلند ہو گی۔ یہ روایت ابن ماجہ میں ہے یہ امر استحباباً ہے۔

صبی لا یعقل الخ جس طرح پاگل اور مست کی اذان مکروہ ہے اسی طرح غیر ذی شعور بچہ اور ایسے شخص کی اذان مکروہ ہے جس کی عقل میں فتور ہو کیونکہ بلا فہم واختیار اُنکی اذان پرندکی آواز کے مانند ہو گی۔ "بحر الرائق" اور "بنایہ" میں اسی طرح ہے۔

الصلوٰة خیر من النوم الخ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ "الصلوٰة خیر من النوم" کا محل اذان پوری کرنے کے بعد ہے۔ "موطا" میں امام محمدؒ کے کلام کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے مگر یہ قول مرجوح ہے اور صحیح یہی ہے کہ اذانِ فجر میں "حی علی الفلاح" کے بعد اس کا محل ہے اور یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فعل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے "ابن ماجہ" اور "طبرانی" وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

بابُ شُرُوطِ الصَّلوٰةِ وَاَرْكَانِهَا

لَا بُدَّ لِصِحَّةِ الصَّلوٰةِ مِن سبعةٍ وَعِشْرِيْنَ شيئًا الطَّهَارَةُ مِنَ الحدث وَطَهَارَةُ الجَسَدِ والثوب والمكانِ مِن نجسٍ غَيْرِ معفوٍّ عَنْهُ حَتّٰى مَوضِعِ القَدَمَينِ وَاليَدَينِ والرُّكبتَينِ والجبهة على الاصحِّ

وستر العورة ولا يضر نظرها من جيبه واسفل ذيله واستقبال القبلة فللمكي المشاهد فرضه اصابة عينها ولغير المشاهد جهتها ولو بمكة على الصحيح والوقت واعتقاد دخوله والنية والتحريمة بلا فاصل والاتيان بالتحريمة قائما قبل انحنائه للركوع وعدم تاخير النية عن التحريمة والنطق بالتحريمة بحيث يسمع نفسه على الاصح ونية المتابعة للمقتدى وتعيين الفرض وتعيين الواجب ولا يشترط التعيين في النفل والقيام في غير النفل والقراءة ولو اية في ركعتي الفرض وكل النفل والوتر ولم يتعين شئ من القران لصحة الصلوة ولا يقرء المؤتم بل يستمع وينصت وان قرأ كره تحريما والركوع والسجود على ما يجد حجمه وتستقر عليه جبهته ولو على كفه او طرف ثوبه ان طهر محل وضعه وسجد وجوبا بما صلب من انفه وبجبهته ولا يصح الاقتصار على الانف الا من عذر بالجبهة وعدم ارتفاع محل السجود على موضع القدمين باكثر من نصف ذراع وان زاد على نصف ذراع لم يجز السجود الا لزحمة سجد فيها على ظهر مصل صلوته ووضع اليدين والركبتين في الصحيح ووضع شئ من اصابع الرجلين حالة السجود على الارض ولا يكفي وضع ظاهر القدم وتقديم الركوع على السجود والرفع من السجود الى قرب القعود على الاصح والعود الى السجود والقعود الاخير قدر التشهد وتاخيره عن الاركان واداءها مستيقظا ومعرفة كيفية الصلوة وما فيها من الخصال المفروضة على وجه يميزها من الخصال المسنونة او اعتقاد انها فرض حتى لا يتنفل بمفروض والاركان من المذكورات اربعة القيام والقراءة والركوع والسجود وقيل القعود الاخير مقدار التشهد وباقيها شرائط بعضها شرط لصحة الشروع في الصلوة وهو ما كان خارجها وغيره شرط لدوام صحتها

ترجمہ :۔ نماز کے درست ہونے کے واسطے ستائیس اشیاء لازم ہیں حدث (نجاست حقیقی اور حکمی سے) پاک ہونا، بدن کا پاک ہونا اور نماز پڑھنے کی جگہ کی اتنی نجاست سے پاکی جو ناقابلِ معافی ہے یعنی پاؤں اور ہاتھ اور دونوں گھٹنوں اور پیشانی کے مقام کا پاک ہونا زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے اور جتنا حصہ بدن کا چھپانا واجب ہے۔ اس کا چھپانا اور شرمگاہ پر دامن کے نیچے یا گریبان سے نظر ڈالنا نقصان دہ (مفسدِ صلوٰۃ) نہیں۔

اور قبلہ رُخ ہونا پس مکہ مکرمہ کے باشندے پر خاص بیت اللہ سیدھ اور غیر مکی پر اسکی سمت کی سیدھ واجب ہے خواہ وہ مکہ مکرمہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے اور وقت نماز اور دخولِ وقت کا یقین، اور نیت اور تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا) کسی فعل کے بغیر، اور رکوع کے واسطے جھکنے سے قبل بحالتِ قیام تکبیر تحریمہ کی ادائیگی۔ اور تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت (یعنی اوّل نیت پھر اللہ اکبر کہنا) اور اس طریقہ سے تکبیر تحریمہ کی زبان سے ادائیگی کہ وہ خود اسے سن سکے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور مقتدی امام کی اقتدیٰ کی نیت کرے۔ اور نمازِ فرض و واجب میں معین نماز کی نیت فرض ہے اور نمازِ نفل کے اندر تعیین شرط قرار نہیں دی گئی نفل کے سوا دوسری نمازوں (جو فرض ہوں یا واجب ان) کے اندر فرض ہے) دو رکعات فرض، سب نفلوں کی رکعات اور رکعات وتر میں (سورہ فاتحہ کے علاوہ) خواہ ایک (بڑی) آیت ہی کیوں نہ ہو فرض ہے صحتِ نماز کے واسطے قرآن شریف میں کوئی سورۃ یا آیت متعین نہیں (کہ اس کی ہی تلاوت متعین طور پر ضروری ہو)

مقتدی کچھ نہ پڑھے گا۔ بلکہ خاموش رہ کر سنے گا۔ اگر مقتدی نے کچھ پڑھا تو وہ مکروہِ تحریمی کا ارتکاب کرے گا۔ اور رکوع و سجدہ ایسی چیز پر فرض ہے جو حجم دار ہے اور اس پر ماتھا ٹک جائے۔ خواہ کپڑے کی ایک جانب (زائد و فاضل کپڑے) یا ہتھیلی کے اوپر ہی سجدہ کیوں نہ کرے۔ مگر اس کے رکھنے کا مقام پاک ہونا شرط ہے۔

اور ماتھے اور ناک کے سخت حصہ کے ذریعہ سجدہ کرنا واجب ہے اور سجدہ میں فقط ناک پر اکتفا صحیح نہ ہوگا۔ البتہ کسی عذر (زخم وغیرہ کیوجہ سے) ماتھا نہ ٹیک سکے تو ناک پر بھی اکتفا درست ہے۔

سجدہ کرنے کا مقام پیروں کے مقام سے آدھے ذراع سے اونچا نہ ہو آدھے ذراع سے زیادہ ہونے کی صورت میں سجدہ درست نہیں ہوگا۔ البتہ ازدحام ہو (اور سجدہ کے لئے بھیڑ کی بنا پر لوگوں پیٹھوں کے علاوہ جگہ نہ ملے) تو اسی کی نماز پڑھنے والے (مثلاً وہ نماز ظہر پڑھ رہا ہے تو وہ بھی نماز ظہر ہی پڑھ رہا ہو) کی پیٹھ پر سجدہ کر لینا درست ہوگا۔

اور بحالتِ سجدہ دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں سے صحیح قول کے مطابق زمین پر رکھے یہ کافی نہ ہوگا۔ کہ صرف پاؤں کی پشت رکھ دی جائے

اور رکوع سجدہ سے پہلے کیا جائے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق سجدہ سے بیٹھنے کے قریب تک اٹھے اور دوسرے سجدہ کی جانب لوٹے۔ اور بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کرے اور قعدۂ اخیرہ سارے ارکان کے بعد کرے۔ اور نماز بحالتِ بیداری ادا کرے

اور کیفیتِ نماز اور اس کے فرائض و مسنونات سے اس طرح پہچاننے کہ ایک کی دوسرے سے تمیز کرسکتا ہو۔ یا سب کے فرض ہونے کا اقرار ہو تاکہ فرائض بنیت نفل نہ ادا کرے (اور اس سے محفوظ رہے) ذکر کردہ فرائض نماز میں سے چار ارکان نماز میں (یعنی) قیام، قرآت، رکوع، سجدہ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ بھی رکن میں داخل ہے

اور ان کے علاوہ باقی کا شمار شرائط میں ہے بعض آغاز نماز کی صحت کے واسطے شرط۔ وہ خارج نماز اشیاء ہیں۔ اور ان کے علاوہ صحتِ نماز کو برقرار رکھنے کے واسطے شرط قرار دی گئی ہیں۔

تشریح و توضیح | والمکان الخ یعنی قدمین اور موضع سجود کے بقدر جگہ پاک ہونا لازم ہے

وستر العورۃ۔ عورۃ۔ عین کے زبر کے ساتھ۔ وہ عضو جس کا چھپانا واجب ہے۔ وجوب ستر کے حکم کا مستدل یہ ارشاد باری ہے۔ "خذوا زینتکم عند کل مسجد" (الآیۃ) یہاں زینت سے مراد کپڑے ہیں۔

واستقبال القبلۃ الخ یعنی غیر مکی کے لئے جہت کعبہ کا استقبال لازم ہے۔
ارشادِ ربانی ہے "فَوَلِّ وجهك شطر المسجد الحرام" (الآیۃ)

والنیۃ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد۔

والتحریمۃ۔ نماز پڑھنے والے پر وہ فعل جو جنس نماز سے نہ ہو حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی پاکی ہے اور اس کی تحریمہ (نماز کے علاوہ چیزوں کو حرام کرنے والی) تکبیر اور اس کی تحلیل (حلال کرنے والی چیز) سلام ہے (یہ روایت ترمذی میں وغیرہ میں موجود ہے) اور تحریمہ کی فرضیت ارشادِ ربانی "وربك فكبر" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مواظبت سے ثابت ہے

تحریمہ میں "اللہ اکبر" کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور تعلیماً اور فعلاً منقول ہے "معجم الطبرانی"، "صحیح ابن خزیمہ" اور "سنن ابن حبان"، وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے

اسی بنا پر تصریح کی ہے کہ خاص طور سے اس لفظ کا اختیار کرنا سُنّت مؤکدہ ہے
اگر کوئی شخص بجائے عربی کے فارسی میں کہے۔ یا "سبحان اللہ" اور "الحمدللہ" کہے تو مکروہ ہے "ذخیرہ" اور "ظہیریہ" میں اسکی صراحت ہے۔
اوّل ہاتھ اٹھائے پھر تکبیر کہے "ہدایہ میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے اور "مبسوط" میں اسے ہمارے اکثر مشائخ (فقہائے احناف) کا قول قرار دیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ یہ روایت "بخاری شریف" اور "سنن اربعہ" میں موجود ہے۔ یہ قول تین اقوال میں سے ایک ہے دوسرا قول وہ ہے جسکی طرف ماتن قدوریؒ نے اشارہ کیا ہے۔ اور قاضی خان نے اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانے اور تکبیر دونوں ساتھ ساتھ ہوں۔
اس قول کی موافقت میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کے ساتھ دست مبارک اٹھاتے دیکھا (یہ روایت مسند احمد، ابوداؤد اور بیہقی میں ہے)
اور تیسرا قول یہ ہے کہ اول تکبیر کہے پھر ہاتھ اٹھائے۔ اسکی تائید "ابوداؤد" کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر تک اٹھاتے، پھر اسی حال میں تکبیر کہتے کہ دونوں ہاتھ اسی طرح ہوتے تھے حاصل یہ ہے کہ تینوں صورتیں درست ہیں مگر اولیٰ پہلا ہی قول ہے۔
علیٰ ظاہر الخ یعنی مصلی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب بھیڑ زیادہ ہو (اور زمین پر سجدہ نہ کرسکے) تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کرلے (بیہقی میں یہ ارشاد موجود ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرما کر سجدہ کیا پھر سجدوں میں طوالت کی اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو بعضوں نے بعضوں کی پیٹھ پر سجدے کئے

(فَصْلٌ) تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلٰى لِبْدٍ وَجْهُهُ الْاَعْلٰى طَاهِرٌ وَالْاَسْفَلُ نَجِسٌ وَعَلٰى ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَبِطَانَتُهُ نَجِسَةٌ اِذَا كَانَ غَيْرَ مُضَرَّبٍ وَعَلٰى طَرَفٍ طَاهِرٍ وَاِنْ تَحَرَّكَ الطَّرَفُ النَّجِسُ بِحَرَكَتِهٖ عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَوْ تَنَجَّسَ اَحَدُ طَرَفَيْ عِمَامَتِهٖ فَاَلْقَاهُ وَاَبْقَى الطَّاهِرَ عَلٰى رَاسِهٖ وَلَمْ يَتَحَرَّكِ النَّجِسُ بِحَرَكَتِهٖ جَازَتْ صَلٰوتُهُ وَاِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوْزُ وَفَاقِدُ مَا يُزِيْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ يُصَلِّيْ

معها ولا إعادة عليه ولا على فاقدِ ما يستر عورته ولو حريرا او حشيشا او طينا فان وجده ولو بالإباحة وربعه طاهر لا تصح صلوته عاريا وخير ان طهر اقل من ربعه وصلوته في ثوب نجس الكل احب من صلوته عريانا ولو وجد ما يستر بعض العورة وجب استعماله ويستر القبل والدبر فان لم يستر إلا احدهما قيل يستر الدبر وقيل القبل وندب صلوة العاري جالسا بالإيماء مادا رجليه نحو القبلة فان صلى قائما بالإيماء او بالركوع والسجود صح وعورة الرجل ما بين السرة ومنتهى الركبة وتزيد عليه الامة البطن والظهر وجميع بدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها وقدميها وكشف ربع عضو من اعضاء العورة يمنع صحة الصلوة ولو تفرق الانكشاف على اعضاء من العورة وكان جملة ما تفرق يبلغ ربع اصغر الاعضاء المنكشفة منع وإلا فلا ومن عجز عن استقبال القبلة لمرض او عجز عن النزول عن دابته او خاف عدوا فقبلته جهة قدرته وأمنه ومن اشتبهت عليه القبلة ولم يكن عنده مخبر ولا محراب تحرى ولا إعادة عليه لو اخطأ وان علم بخطئه في صلوته استدار وبنى وان شرع بلا تحر فعلم بعد فراغه انه اصاب صحت وان علم باصابته فيها فسدت كما لو لم يعلم إصابته اصلا ولو تحرى قوم جهات وجهلوا حال إمامهم تجزئهم

ترجمہ :- نماز اس نمدہ کے اوپر درست ہے جس کا بالائی حصہ پاک اور نچلا حصہ نجس ہو اور نماز اس پاک کپڑے پر درست ہے جس کا لطانہ نجس یعنی اگر استر سِلا ہوا نہ ہو تو اس پر نماز درست ہے اور ایسا فرش (وغیرہ) جس کا ایک کنارہ نجس ہو اس پر نماز صحیح ہے خواہ ایک کنارہ کو ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلتا ہی کیوں نہ ہو صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اگر نماز پڑھنے والے کے عمامہ کا ایک کنارہ نجس ہو جائے اور وہ نجس کنارہ کو ڈال کر (باقی ماندہ) پاک کنارہ سر پر ہی رہنے دے اور نجس کنارہ اس کے ہلنے سے نہ ہلے تو (اس صورت میں) نماز درست

ہو گی۔ اور ہلنے کی شکل میں نماز درست نہیں ہو گی۔

اور اگر نجاست دور کرنے والی کوئی چیز موجود نہ ہو تو (بصورت مجبوری) نجاست لگی ہوئی ہونے کے باوجود (اسی طرح) نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ اور اس صورت میں اس پر دوبارہ نماز پڑھنی واجب نہ ہو گی۔ اور اس پر بھی دوبارہ نماز پڑھنی واجب نہ ہو گی جسے ستر چھپانے والی کوئی چیز ریشم یا مٹی یا گھاس میسر نہ ہو پس اگر اسے کوئی چیز میسر ہو جائے اگرچہ بطور اباحت ہی کیوں نہ ہو (کہ اس کا مالک دوسرا ہو اور اس نے اجازت استعمال عطا کر دی ہو) اور اس کا کم از کم ایک ربع (چوتھائی) طاہر ہو تو اس صورت میں اسے برہنہ نماز پڑھنا درست نہ ہو گا۔ اور چوتھائی سے کم طاہر ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے والے کو برہنہ نماز پڑھنے یا اسکے ساتھ نماز پڑھنے کا اختیار ہو گا۔

اور برہنہ نماز پڑھنے کے مقابلہ میں یہ افضل ہے کہ اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے جو سارا ناپاک ہو۔ اور اگر اتنا کپڑا (وغیرہ) میسر ہو کہ اس کے ذریعہ کچھ حصہ چھپ سکتا ہو تو اس کے اوپر یہ واجب ہے کہ اسے استعمال کرے اور اگلی اور پچھلی شرمگاہ چھپائے پس اگر اسقدر میسر ہو کہ دونوں میں سے صرف ایک کو چھپایا جا سکتا ہو تو ایک قول کے مطابق وہ پچھلی شرمگاہ اور ایک قول کے مطابق اگلی شرمگاہ کو چھپائے گا۔

اور جس کے پاس کپڑے نہ ہوں اسے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا مستحب (وافضل) ہے اس طرح کہ دونوں پاؤں قبلہ رخ پھیلا لے۔ اگر برہنہ شخص بحالت قیام اشارہ یا رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے تب بھی درست ہو جائے گی۔

مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک چھپانا واجب ہے۔

اور لونڈی (باندی) کے واسطے بھی یہی حکم ہے البتہ اس کے لئے پیٹھ اور پیٹ کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ اور آزاد عورت کا سارا بدن چہرہ اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے علاوہ ستر میں داخل ہے (کہ ان کا چھپانا لازم ہے) اور جو عضو کہ ستر میں داخل ہے اگر اس کا چوتھائی کھل جائے تو نماز درست نہ ہو گی۔ اگرچہ یہ کھلنا چھپائے جانے والے اعضا میں متفرق طریقہ سے ہو لیکن اگر مجموعی طور پر یہ کھلنا کھلے ہوئے اعضا میں سے چھوٹے عضو کے بقدر رہو تو درست نہ ہو گی ورنہ درست ہو جائے گی۔

اور وہ شخص جو کسی بیماری کی وجہ سے قبلہ رخ نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا اس کے لئے اپنی سواری سے اترنا ممکن نہ ہو یا اسے دشمن کا خطرہ ہو تو اس کا قبلہ وہی قرار دیا جائے گا جس طرف وہ نماز پڑھنے پر قادر ہو اور اسی طرف وہ مامون ہو۔ اور جسے جہت قبلہ معلوم نہ ہو اور ایسا شخص بھی نہ ہو جس سے

پوچھ سکے اور نہ محراب ہی موجود ہو (کہ اس سے پتہ چل جاتے) تو تحری اور غور وفکر کر کے (جس طرف قبلہ کا یقین ہو) نماز پڑھ لے۔

اور اگر نماز پڑھنے کے بعد غلطی کا علم بھی ہو تب بھی اعادہ نہیں کرے گا۔ اور اگر دوران نماز اسے قبلہ کا علم ہوگیا تو گھوم جائے اور پچھلی پڑھی ہوئی نماز پر باقی نماز پڑھ لے (از سر نو نیت نہ کرے) اگر اس صورت میں بلا تحری (اور غور و فکر کے نماز شروع کی تو صحیح سمت قبلہ میں پڑھنے پر نماز درست ہو گی۔ اور اگر دوران نماز ہی صحیح سمت قبلہ کا علم ہوگیا تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا جس طرح کہ اسے اپنی نماز کے درست ہونے کا بالکل علم نہ ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اور اگر مقتدیوں میں سے ہر ایک نے اپنے امام کے حال کے علم کے بغیر تحری کر کے نماز پڑھی (درانحالیکہ وہ اس کے پیچھے ہی نماز پڑھ رہے ہوں آگے نہ بڑھے ہوں) تو ان کی نماز درست ہو جاتی ہے

تشریح و توضیح ولم یتحرك النجس الخ کیونکہ اگر ایک کنارے کے ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے تو عمامہ کے چھوٹا ہونے کی علامت ہوگی۔ اور دونوں کناروں کا حکم ایک کنارہ کا سا ہو گا۔ اور گویا نجس کپڑے پر نماز پڑھنا لازم آئے گا۔

وان علم الخ یعنی دوران نماز پڑھنے والے کو اپنی غلطی کا علم ہو جائے جیسے تاریکی دور ہونے اور ستارے روشن ہو جانے کے سبب جہت قبلہ کی شناخت ہو جائے یا دوران نماز کوئی اطلاع دینے والا اطلاع دے تو اس کے بعد نماز پڑھنے والے پر صحیح جہت کی طرف گھوم کر باقی نماز ادا کرنا واجب ہے البتہ اس پر از سر نو پوری نماز پڑھنا اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں۔ کیونکہ عاجز اور ناواقف ہونے کی صورت میں جہت تحری فرض ہے تحول اور گھوم جانے کی اصل یہ ہے کہ جب قبلہ بیت المقدس کی جگہ کعبہ مقرر ہوا تو صحابہ کرام دوران نماز جہت شام سے جہت مکہ کی طرف گھوم گئے اور باقی نماز جہت کعبہ میں ادا کی (یہ روایت بخاری شریف اور مسلم شریف میں موجود ہے۔

وان علم باصابته فیها الخ کیونکہ نماز کے اختتام پر پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کیا جائیگا جیسا کہ نماز پڑھنے کے بعد غلطی کے علم پر حکم ہے

وجهلوا حال امامهم الخ یعنی کچھ لوگ تاریک رات میں باجماعت نماز ادا کریں اور تاریکی کی وجہ سے امام کی صحیح جہت کا علم نہ ہو البتہ آواز سے اتنی شناخت ہو کہ امام ان لوگوں سے پیچھے نہیں بلکہ آگے ہے۔

(فصل) فی واجب الصلوٰۃ وھو ثمانیۃ عشر شیئاً قراءۃ الفاتحۃ وضمّ سورۃ او ثلاث آیات فی رکعتین غیر متعیّنتین من الفرض وفی جمیع رکعات الوتر والنفل وتعیین القراءۃ فی الاولیین وتقدیم الفاتحۃ علی سورۃ وضمّ الانف للجبھۃ فی السجود والاتیان بالسجدۃ الثانیۃ فی کل رکعۃ قبل الانتقال لغیرھا والاطمینان فی الارکان والقعود الاول وقراءۃ التشھد فیہ فی الصحیح وقراءتہ فی الجلوس الاخیر والقیام الی الثالثۃ من غیر تراخ بعد التشھد ولفظ السلام دون علیکم وقنوت الوتر وتکبیرات العیدین وتعیین التکبیر لافتتاح کل صلوٰۃ لا العیدین خاصۃ وتکبیرۃ الرکوع فی ثانیۃ العیدین وجھر الامام بقراءۃ الفجر واولیی العشائین ولو قضاء والجمعۃ والعیدین والتراویح والوتر فی رمضان والاسرار فی الظھر والعصر وفیما بعد اولیی العشائین ونفل النھار والمنفرد مخیّر فیما یجھر کمتنفل باللیل ولو ترک السورۃ فی اولیی العشاء قراءھا فی الاخریین مع الفاتحۃ جھراً ولو ترک الفاتحۃ لا یکررھا فی الاخریین

ترجمہ:- اٹھارہ اشیاء واجباتِ نماز میں داخل ہیں۔

(۱) سورۃ فاتحہ کی تلاوت

(۲) غیر معین دو رکعاتِ فرض اور وتر و نفل کی ساری رکعات میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی ایک سورۃ یا تین آیات کا پڑھنا۔

(۳) پہلی دو رکعات کے اندر قرآت کی تعیین۔

(۴) سورۃ فاتحہ (دوسری) سورۃ سے پہلے پڑھنا۔

(۵) سجدہ پیشانی و ناک سے کرنا (صرف ایک پر اکتفا نہ کرنا)

(۶) ہر رکعت میں دوسرے سجدہ کی ادائیگی دوسری رکعت کی جانب منتقل ہونے سے قبل کرنا۔

(۷) ٹھیر ٹھیر کر ارکان کی ادائیگی۔

(۸) قعدہ اولیٰ

(۹) صحیح قول کے مطابق قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھنا

(۱۰) قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا۔
(۱۱) تشہد کے بعد دیر کئے بغیر تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہونا
(۱۲) علیکم نہیں بلکہ (صرف) لفظ "السلام" کہنا۔
(۱۳) اندرونِ وتر دعائے قنوت۔
(۱۴) عیدین کی (چھ زائد) تکبیریں
(۱۵) خاص طور پر نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ ہی کے واسطے نہیں بلکہ ہر نماز کے آغاز کیلئے لفظ تکبیرات کی تعیین
(۱۶) نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ کی رکعتِ ثانیہ میں تکبیرِ رکوع
(۱۷) امام کا نماز فجر اور مغرب و عشا کی پہلی دو رکعات میں جہراً قرآت کرنا۔ خواہ وہ قضا ہی کیوں نہ پڑھی جائیں۔ (یعنی باجماعت قضا کی جاتے) اور نماز جمعہ اور نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ اور رمضان شریف میں اندرونِ رکعات وتر جہراً پڑھنا اور ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشا کی بعد والی رکعات اور دن میں پڑھی جانے والی نوافل میں آہستہ قرآت کرنا اور نماز تنہا پڑھنے والا شخص جہری نمازوں میں مختار ہے کہ خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھ لے جیسے بوقتِ شب نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے اگر پہلی دو رکعاتِ عشاء میں سورۃ کی تلاوت نہ کی ہو تو بعد والی دو رکعات میں مع فاتحہ کے جہراً قرآت کرلے اور پہلی دو رکعات میں (صرف) سورۃ فاتحہ ترک کردے تو بعد کی دو رکعات میں مکرر نہ پڑھے (بلکہ سجدہ سہو آخر میں کر کے اس ترک کی تلافی کرلے۔)

تشریح وتوضیح | **فی واجب الصلوٰۃ الخ** یعنی جس کا لزوم دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ وہ بحق عمل فرض کے مساوی ہے۔ البتہ اس کا منکر کافر قرار نہیں دیا جاتا اور اس کے سہواً ترک پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔

قراۃ الفاتحۃ الخ حدیث شریف میں ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔ اسکے علاوہ اور روایات صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) میں موجود ہیں۔

وضم سورۃ حدیث شریف میں ہے کہ اسکی نماز (کامل) نہیں ہوتی جس نے سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور سورۃ نہیں پڑھی (ترمذی، ابن ماجہ) اگر کسی نے تین چھوٹی آیات یا تین آیتوں کے بقدر ایک آیت کی تلاوت کی تو ترکِ واجب کی کراہت تحریمی سے نماز پڑھنے والا نکل گیا۔

و القعود الاول - یہاں " اولیٰ " سے وہ قعدہ مراد ہے جو آخری نہ ہو کیونکہ بعض وقت دو قعدے واجب ہوتے ہیں، مثلاً مسبوق چار رکعات والی نماز میں تین قعدے کرتا ہے جن میں اوّل کے دو قعدے واجب ہوتے ہیں اور آخر قعدہ فرض ہوتا ہے (بحر الرائق میں اسی طرح ہے) اور قعدہ اولیٰ کے فرض نہ ہونے بلکہ واجب ہونے کی دلیل وہ روایت ابو داؤد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سہواً قعدہ اولی ترک فرمایا اور سہو کی بنا پر سجدہ سہو کیا لہٰذا اگر قعدہ اولیٰ فرض ہوتا تو سجدہ سہو کافی نہ ہوتا اور نماز ہی باطل ہو جاتی۔

امام کرخیؒ اور امام طحاویؒ قعدہ اولیٰ کو سنت کہتے ہیں مگر صحیح قول وجوب کا ہے جیسا کہ "ظہیریہ" اور "منح الغفار" میں صراحت ہے "بدائع" میں ہے کہ اکثر مشائخ (فقہاء) اس وجہ سے اس کو سنت سے موسوم کرتے ہیں کہ اس کا وجوب فعلاً سنت سے ثابت ہے۔

وتعیین القراءۃ فی الاولیین الخ یعنی چار رکعات اور تین رکعات والی فرض نماز میں پہلی دو رکعات کی قرآت کے لئے تعیین۔ رہی دو رکعات والی فرض نماز تو ان دونوں رکعات میں قرآت فرض ہے اسی طرح نوافل اور وتر کی تمام رکعات میں قرآت فرض ہے پس اگر پہلی دو رکعات میں قرآت ترک کر کے اخیر کی دو رکعتوں میں قرآت کی تو سجدہ سہو واجب ہو گا۔

وجہر الامام الخ پس اگر مثلاً نماز فجر میں بجائے جہراً کے سراً قرآت کی اور نماز ظہر میں بجائے سراً کے جہراً قرآت کی تو سجدہ سہو واجب ہو گا۔

اس کی توضیح کتب اصول میں اس طرح کی گئی ہے کہ فرض سے مراد یہ ہے کہ جس کا لزوم دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا منکر کافر ہے اور اس کا ترک کرنیوالا مستحق عقاب وسزا ہو گا۔ اور واجب وہ ہے جس کا لزوم دلیل ظنی مثلاً خبر احاد سے ثابت ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا ترک کرنیوالا مستحق عقاب وسزا اور اس کا منکر کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ یہ فرق عند الاحناف ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں

(فصل) فی سُنَنِهَا وَهِیَ إِحدیٰ وَخَمسُونَ رَفعُ الیَدَینِ لِلتَّحرِیمَةِ حِذَاءَ الأُذُنَینِ لِلرَّجُلِ وَالأَمَةِ وَحِذَاءَ المَنکِبَینِ لِلحُرَّةِ وَنَشرُ الأَصَابِعِ وَمُقَارَنَةُ إِحرَامِ المُقتَدِی لِإِحرَامِ إِمَامِهِ وَوَضعُ الرَّجُلِ یَدَهُ الیُمنیٰ عَلَی الیُسریٰ تَحتَ سُرَّتِهِ وَصِفَةُ الوَضعِ أَن یَجعَلَ بَاطِنَ کَفِّ الیُمنیٰ عَلَی ظَاهِرِ کَفِّ الیُسریٰ مُحَلِّقًا بِالخِنصَرِ وَالإِبهَامِ عَلَی الرُّسغِ وَوَضعُ المَرأَةِ

يديها على صدرها من غير تحليق والثناء والتعوذ للقراءة والتسمية أول كل
ركعة والتأمين والتحميد والإسرار بها والاعتدال عند التحريمة من
غير طأطأة الرأس وجهر الإمام بالتكبير والتسميع وتفريج القدمين
في القيام قدر أربع أصابع وأن تكون السورة المضمومة للفاتحة من طوال
المفصل في الفجر والظهر ومن أوساطه في العصر والعشاء ومن قصاره
في المغرب لو كان مقيما ويقرأ أي سورة شاء لو كان مسافرا وإطالة الأولى
في الفجر فقط وتكبيرة الركوع وتسبيحه ثلاثا وأخذ ركبتيه بيديه
وتفريج أصابعه والمرأة لا تفرجها ونصب ساقيه وبسط ظهره وتسوية
رأسه بعجزه والرفع من الركوع والقيام بعده مطمئنا ووضع
ركبتيه ثم يديه ثم وجهه للسجود وعكسه للنهوض وتكبير السجود
وتكبير الرفع منه وكون السجود بين كفيه وتسبيحه ثلاثا ومجافاة
الرجل بطنه عن فخذيه ومرفقيه عن جنبيه وذراعيه عن الأرض
وانخفاض المرأة ولزقها بطنها بفخذيها والقومة والجلسة بين
السجدتين ووضع اليدين على الفخذين فيما بين السجدتين كحالة
التشهد وافتراش رجله اليسرى ونصب اليمنى وتورك المرأة والإشارة
في الصحيح بالمسبحة عند الشهادة يرفعها عند النفي ويضعها عند الإثبات
وقراءة الفاتحة فيما بعد الأوليين والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم
في الجلوس الأخير والدعاء بما يشبه ألفاظ القرآن والسنة لا كلام
الناس والالتفات يمينا ثم يسارا بالتسليمتين ونية الإمام الرجال
والحفظة وصالح الجن بالتسليمتين في الأصح ونية المأموم إمامه
في جهته وإن حاذاه نواه في التسليمتين مع القوم والحفظة وصالح
الجن ونية المنفرد الملائكة فقط وخفض الثانية عن الأولى
ومقارنته لسلام الإمام والبداءة باليمين وانتظار المسبوق
فراغ الإمام

ترجمہ:۔ نماز کی سنّتوں کی تعداد اکیاون ہے

(۱) مرد اور باندی کو بوقت تحریمہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے مقابل تک اٹھا لینا اور آزاد عورت کا دونوں شانوں کے مقابل تک اٹھانا۔

(۲) انگلیاں کشادہ کرنا۔

(۳) امام کے ساتھ ساتھ (بلا تاخیر) مقتدی کا تکبیر تحریمہ کہنا

(۴) مرد کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ رکھنے کی شکل یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کے اوپر اس طرح رکھے کہ انگوٹھے اور خنصر (چھنگلیا) کا حلقہ بنالے۔

(۵) عورت حلقہ بناتے بغیر دونوں ہاتھ سینہ کے اوپر رکھے۔

(۶) ثناء پڑھنا۔

(۷) بوقتِ قرأت تعوّذ (اعوذ باللہ) کی تلاوت۔

(۸) ہر رکعت کے آغاز میں بسم اللہ کی تلاوت۔

(۹) آمین کہے۔

(۱۰) تحمید (ربّنا لک الحمد) کہے

(۱۱) ثناء، تعوّذ و بسم اللہ آہستہ کہے۔

(۱۲) بوقت تحریمہ سر جھکائے بغیر سیدھے کھڑے رہنا

(۱۳) امام تکبیر جہراً کہے۔

(۱۴) تسمیع جہراً کہے۔

(۱۵) بحالتِ قیام دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کے بقدر کشادگی۔

(۱۶) سورۃ فاتحہ کے ساتھ ملائی جانے والی سورۃ کا نمازِ فجر و ظہر میں طوالِ مفصل میں سے اور نمازِ عصر و عشا میں اوساطِ مفصل میں سے اور نمازِ مغرب میں قصارِ مفصل میں سے ہونا مگر شرط یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا مقیم ہو۔ اور مسافر ہونے کی صورت میں جو سورۃ مرضی ہو پڑھ لے۔

(۱۷) نمازِ فجر کی صرف پہلی رکعت کے اندر لمبی قرأت کرنا۔

(۱۸، ۱۹) تکبیر و تسبیح رکوع تین بار پڑھنا۔

(۲۰) اور رکوع میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کشادہ کرلے۔

(۲۱) اور عورت انگلیوں کو کشادہ نہ کرے۔

(۲۲) دونوں پنڈلیاں کھڑی رکھے۔
(۲۳) پیٹھ برابر رہے۔
(۲۴) سر سرین کے برابر رکھے۔
(۲۵ و ۲۶) رکوع اطمینان سے کرنے کے بعد اُٹھے
(۲۷) اور سجدہ کی خاطر اوّل دونوں گھٹنے، اس کے بعد ہاتھ، اس کے بعد چہرہ زمین پر رکھے۔
(۲۸) سجدہ سے اُٹھتے وقت اس کا عکس کرے
(۲۹) سجدہ میں جاتے ہوتے تکبیر کہنا۔
(۳۰) سجدہ سے اُٹھتے ہوتے تکبیر کہنا۔
(۳۱) دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرنا۔
(۳۲) سجدہ میں تین بار تسبیح (سبحان ربی الاعلیٰ) پڑھنا۔
(۳۳) اور مرد اپنا پیٹ اپنی دونوں رانوں اور کہنیاں پہلوؤں اور کلائیاں زمین سے علیحدہ رکھے۔
(۳۴) اور عورت اعضا کو سمیٹے اور پیٹ رانوں سے ملاتے۔
(۳۵) قومہ
(۳۶) اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھے
(۳۷) اور حالت تشہد کی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت ہاتھ رانوں پر رکھے۔
(۳۸) اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں کھڑا رکھے۔
(۳۹) اور عورت اپنے بائیں سرین پر دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر بیٹھے۔
(۴۰) اور عورت اپنے بائیں سرین پر دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر بیٹھے۔ اور صحیح قول کے مطابق کلمۂ شہادت کے وقت انگلی سے اشارہ کرے۔ لا کہتے وقت اُٹھاتے اور "الا اللہ" کہتے وقت رکھ لے۔
(۴۱) پہلی دو رکعات کے بعد والی رکعات میں (محض) سورۃ فاتحہ پڑھے۔
(۴۲) (پھر) اندرونِ قعدۂ آخیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے
(۴۳) وہ دُعاء مانگے جو قرآن کے مشابہ ہو۔ یا اس دُعاء کے جو حدیث سے منقول ہو۔ لوگوں کے کلام کے مشابہ دُعا نہ مانگے۔
(۴۴) اور دائیں جانب پھر بائیں جانب سلام پھیرے۔

(۴۵) امام زیادہ صحیح قول کے مطابق دونوں سلام پھیرتے ہوئے لوگوں (جو اقتدیٰ کر رہے ہوں اور محافظ فرشتوں اور صالح جنوں کی نیت کرے۔

(۴۶) اور مقتدی امام کی اس کی جانب میں نیت کرے۔ اور امام سامنے ہو تو دونوں جانبوں میں امام کی نیت کرے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دونوں سلاموں کے اندر باقی اقتدا کرنے والوں اور محافظ ملائکہ اور صالح جنات کی (بھی یہ مقتدی) نیت کرے۔

(۴۷) اکیلا نماز پڑھنے والا دونوں سلاموں میں فقط فرشتوں کی نیت کرے۔

(۴۸) اور دوسرا سلام پہلے سلام کی بہ نسبت پست آواز سے کرے۔

(۴۹) مقتدی اپنا سلام امام کے سلام کے ساتھ پھیرے۔

(۵۰) سلام کا آغاز دائیں جانب سے کرے۔

(۵۱) مسبوق امام کے دوسرا سلام پھیرنے کا (اٹھنے کے لئے) انتظار کرے۔

تشریح وتوضیح | ووضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسریٰ الخ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں دستِ مبارک بائیں دستِ مبارک پر رکھا (یہ روایت ابوداؤد ابن خزیمہ، اور ابن حبان میں موجود ہے) اور بعض روایات میں ہے کہ دائیں دست مبارک سے بایاں دستِ مبارک پکڑا۔ (یہ روایت نسائی میں ہے) اور بعض روایات میں ہے کہ بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ میں لیا (یہ روایت ابو داؤد اور ابن حبان میں موجود ہے۔)

بعض فقہا نے ان روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے اوپر رکھی جائے اور پہونچے پر خنصر (شہادت کی انگلی) اور انگوٹھے کا حلقہ بنالیا جائے تاکہ پکڑنے اور رکھنے دونوں کا عملاً تحقق ہو جائے۔ " بنایہ" میں ہے کہ یہ قول زیادہ صحیح ہے اور اسکی تائید حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ اور پہونچے اور کلائی پر رکھا۔

تحت سرتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دایاں دستِ مبارک بائیں دستِ مبارک پر ناف کے نیچے رکھا یہ روایت عمدہ ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں

والتسمیۃ اول کل رکعۃ الخ یعنی قرآت کے آغاز میں تعوذ کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے یہ پہلی رکعت میں بالاتفاق سنت ہے اور باقی رکعات میں سنت ہے یا نہیں اس کے بارے میں فقہا کا

اختلاف ہے۔ بحوالہ حسنؒ امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ یہ صرف پہلی رکعت میں مسنون ہے اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ بسم اللہ پڑھنا ہر رکعت میں اور تعوذ پہلی رکعت میں سنت ہے۔ نیز بسم اللہ سورۃ کے شروع میں نہیں بلکہ سورۃ فاتحہ کے آغاز میں پڑھنی چاہیے امام ابوحنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ کا مشہور مسلک یہی ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک سورۃ کے شروع میں بھی پڑھے یہ فقہاء کا اختلاف اس کے مسنون ہونے میں ہے۔

"ذخیرہ" اور "مجتبیٰ" میں تصریح ہے کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اچھا ہے۔ خواہ سورۃ جہراً پڑھی جائے یا سراً۔ ابن الہمام نے اسے راجح قرار دیا ہے بحرالرائق اور "منح الغفار" میں اسی طرح ہے۔

(فصل) مِنْ اٰدَابِهَا اِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ وَنَظْرُ الْمُصَلِّيْ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ قَائِمًا وَاِلٰى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَاِلٰى اَرْنَبَةِ اَنْفِهٖ سَاجِدًا وَاِلٰى حِجْرِهٖ جَالِسًا وَاِلَى الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ وَكَظْمُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْاِمَامِ مُذْ قِيْلَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

(فصل) فِيْ كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ الصَّلٰوةِ اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ الدُّخُوْلَ فِي الصَّلٰوةِ اَخْرَجَ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا حِذَاءَ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ بِلَا مَدٍّ نَاوِيًا وَيَصِحُّ الشُّرُوْعُ بِكُلِّ ذِكْرٍ خَالِصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى كَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِالْفَارِسِيَّةِ اِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ وَاِنْ قَدَرَ لَا يَصِحُّ شُرُوْعُهٗ بِالْفَارِسِيَّةِ وَلَا قِرَاءَتُهٗ بِهَا فِي الْاَصَحِّ ثُمَّ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى يَسَارِهٖ تَحْتَ سُرَّتِهٖ عَقِبَ التَّحْرِيْمَةِ بِلَا مُهْلَةٍ مُسْتَفْتِحًا وَهُوَ اَنْ يَقُوْلَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَيَسْتَفْتِحُ كُلُّ مُصَلٍّ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ سِرًّا لِلْقِرَاءَةِ فَيَاْتِيْ بِهِ الْمَسْبُوْقُ لَا الْمُقْتَدِيْ وَيُؤَخَّرُ عَنْ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ ثُمَّ يُسَمِّيْ سِرًّا وَيُسَمِّيْ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْفَاتِحَةِ فَقَطْ ثُمَّ قَرَاَ الْفَاتِحَةَ وَاَمَّنَ الْاِمَامُ وَالْمَاْمُوْمُ سِرًّا ثُمَّ قَرَاَ سُوْرَةً اَوْ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ رَاكِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَاْسَهٗ بِعَجُزِهٖ اٰخِذًا رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ مُفَرِّجًا اَصَابِعَهٗ وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَاطْمَاَنَّ قَائِلًا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ

الحمد إماماً او منفرداً او المقتدي يكتفي بالتحميد ثم كبر خاراً للسجود ثم
وضع ركبتيه ثم يديه ثم وجهه بين كفيه وسجد بأنفه وجبهته
مطمئناً مسبحاً ثلاثاً وذلك أدناه وجافى بطنه عن فخذيه وعضديه عن
إبطيه في غير زحمة موجهاً أصابع يديه ورجليه نحو القبلة والمرأة
تخفض وتلزق بطنها بفخذيها وجلس بين السجدتين واضعاً يديه
على فخذيه مطمئناً ثم كبر وسجد مطمئناً وسبح فيه ثلاثاً وجافى
بطنه عن فخذيه وأبدى عضديه ثم رفع رأسه مكبراً للنهوض بلا
اعتماد على الأرض بيديه وبلا قعود والركعة الثانية كالأولى إلا
أنه لا يثني ولا يتعوذ ولا يسن رفع اليدين إلا عند افتتاح كل صلاة
وعند تكبير القنوت في الوتر وتكبيرات الزوائد في العيدين وحين يرى
الكعبة وحين يستلم الحجر الأسود وحين يقوم على الصفا والمروة و
عند الوقوف بعرفة ومزدلفة وبعد رمي الجمرة الأولى والوسطى وعند
التسبيح عقب الصلوات وإذا فرغ الرجل من سجدتي الركعة الثانية
افترش رجله اليسرى وجلس عليها ونصب يمناه ووجه أصابعها نحو
القبلة ووضع يديه على فخذيه وبسط أصابعه والمرأة تتورك وقرأ
تشهد ابن مسعود رضي الله عنه وأشار بالمسبحة في الشهادة يرفعها
عند النفي ويضعها عند الإثبات ولا يزيد على التشهد في القعود الأول
وهو التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي
ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد
أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله وقرأ الفاتحة فيما
بعد الأوليين ثم جلس وقرأ التشهد ثم صلى على النبي صلى الله
عليه وسلم ثم دعا بما يشبه القرآن والسنة ثم يسلم يميناً ويساراً
فيقول السلام عليكم ورحمة الله ناوياً من معه كما تقدم

ترجمہ :- **فصل**:- آدابِ نماز میں یہ اشیاء (داخل) ہیں

(۱) مرد بوقت تکبیرِ تحریمہ اپنی ہتھیلیاں اپنی آستینوں سے نکالے (بشرطیکہ آستینیں اسقدر لمبی ہوں کہ ہتھیلیاں ان میں چھپ جائیں۔

(۲) بحالتِ قیام نگاہ سجدے کے مقام پر رہے۔

(۳) بحالتِ رکوع پاؤں کی پشت پر رہے

(۴) بحالتِ سجود ناک کے نرم حصّہ (پھونگل) کی جانب نگاہ رہے۔

(۵) اور بیٹھنے کی حالت میں گود کیطرف نظر رہے۔

(۶) بوقتِ سلام شانوں کی جانب نگاہ رہے۔

(۷) حتی الامکان کھانسی روکے۔

(۸) جماہی آتے تو منہ بند کرلے

(۹) مکبر کے حی علی الفلاح کہنے پر (اگر پہلے سے کھڑا نہ ہو تو اب) کھڑا ہو جائے

(۱۰) امام مکبر کے قدقامت الصلوٰۃ کہنے پر نماز کا آغاز کردے

فصل ادائیگی نماز کی ترکیب

آدمی نماز کے آغاز کا قصد کرے تو (اوّل) آستینوں سے اپنی ہتھیلیاں نکال کر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاکر تکبیرِ تحریمہ (اور بغیر کھینچے) نیتِ نماز کہے۔

آغازِ نماز ہر اس ذکر سے بھی درست ہو جائے گا جو ذاتِ ربانی کیلئے ہی مخصوص ہو۔ مثلاً "سبحان اللہ"، اور عربی سے عجز کی صورت میں فارسی (وغیرہ) سے آغازِ نماز درست ہوگا۔ اور اگر عربی سے آغاز پر قادر ہو تو (پھر) فارسی سے (عربی کے علاوہ دوسری زبان کے ذریعہ) نماز شروع کرنا درست نہ ہوگا۔ اور بزبان فارسی (عربی پر قادر ہونے کی شکل میں) قرأت بھی درست نہ ہوگی۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اس کے بعد اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اُوپر زیرِ ناف رکھے۔ پھر بعد تکبیرِ تحریمہ بلا توقف "سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا إله غيرك" پڑھے۔ اور یہ ہر نماز پڑھنے والے کو پڑھنا چاہیے۔

اس کے بعد سراً تعوذ پڑھے۔ اور یہ مسبوق پڑھے (مقتدی شروع سے امام کی اقتدیٰ کرنے والا) نہ پڑھے

اور اسے نمازِ عید الفطر و عید الاضحیٰ کی تکبیروں سے موخر کرے۔ اس کے بعد سرًا بسم اللہ پڑھے۔
اور ہر رکعت کے اندر محض سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ پڑھی جائے پھر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرے
اور امام اور مقتدی سرًا آمین کہیں۔ اس کے بعد کسی (اور) سورۃ کی یا تین آیات کی تلاوت کرے
اس کے بعد رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہے (اور) باطمینان رکوع کرے (کہ) سر سرین کے برابر ہو جائے۔

اور اندرونِ رکوع انگلیاں کشادہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنے پکڑے۔ اور تین بار (کم از کم) "سُبحانَ رَبِّیَ العظیم" کہے اس کے بعد سر کو اٹھاتے ہوئے باطمینان "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہے بشرطیکہ وہ امام ہو یا منفرد۔ اور مقتدی (صرف) "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہے پھر سجدہ کی خاطر جھکتے ہوئے تکبیر کہے، پھر اول اپنے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ، پھر چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھے اور سجدہ میں ناک و پیشانی ٹیک کر باطمینان تین بار "سُبحانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ" کہے یہ ادنیٰ مقدار ہے۔ پیٹ رانوں سے اور دونوں بازو کسی کو زحمت دیتے بغیر بغلوں سے الگ رکھے۔
اور ہاتھوں پیروں کی انگلیاں قبلہ رُخ رہیں۔

اور عورت اعضا کو سمیٹے اور پیٹ رانوں سے ملاتے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں ہاتھ رانوں کے اُوپر رکھے اور باطمینان بیٹھ جائے پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ باطمینان کرے اور (کم از کم) تین بار سُبحان رَبّی الاعلیٰ کہے۔ اور پیٹ رانوں سے الگ رکھے اور دونوں بازو کشادہ رکھے جائیں۔ پھر زمین پر ٹیک لگائے اور بیٹھے بغیر سر تکبیر کہتے ہوئے اٹھائے اور دوسری رکعت (بھی) پہلی رکعت کی طرح ہے مگر نہ اس میں ثنا پڑھے اور نہ تعوذ (اعوذ باللہ)
محض ہر نماز کے آغاز کے وقت ہاتھ اُٹھانا مسنون ہے اور اندرونِ وتر بوقت قنوت اور نمازِ عید الفطر و عید الاضحیٰ میں (چھ) زائد تکبیروں کے وقت اور بیت اللہ کو دیکھ کر اور سنگ اسود کو چومتے وقت اور صفا و مروہ پر قیام کے اور مزدلفہ و عرفات میں وقوف کے وقت اور پہلے جمرہ اور درمیانی جمرہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد اور پھر نمازوں کی تسبیح سے فارغ ہو کر اور بوقتِ دُعا ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

اور مرد کی دوسری رکعت پوری ہو جائے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دایاں پیر اس طرح کھڑا رکھے کہ اسکی انگلیاں قبلہ رُخ ہوں اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے (اس طرح کہ) انگلیاں قبلہ رُخ پھیلی ہوئی ہوں اور عورت بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں دائیں جانب نکالے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھے ۔ اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے انگشت شہادت سے اشارہ کرے ۔ اس طریقے سے کہ " لا " کہتے ہوئے اٹھا کر " الا اللہ " کہتے وقت گرادے اور قعدۂ اولیٰ میں محض تشہد پڑھے (اس سے آگے نہ پڑھے) تشہد حسب ذیل ہے

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور پہلی دو رکعات کے بعد باقی رکعات کے اندر (صرف) سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے پھر رکعات سے فارغ ہو کر بیٹھ کر (اول) تشہد، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے ۔ پھر ان الفاظ سے دعا مانگے ۔ جو قرآن شریف کے مشابہ ہوں یا ان دعاؤں کے الفاظ کے مشابہ ہوں جو احادیث میں منقول ہیں پھر دائیں جانب لوگوں اور فرشتوں کی نیت کرتے ہوئے سلام پھیرے ۔ پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرے جیسے کہ اس سے قبل (بھی) بیان کیا جا چکا ۔

تشریح و توضیح | ثم کبر الخ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور تعلیماً اور فعلاً منقول ہے "معجم طبرانی، صحیح ابن خزیمہ، اور سنن ابن حبان" وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے اسی بناء پر تصریح ہے کہ خاص طور پر اس لفظ کا اختیار کرنا سنت مؤکدہ ہے اگر کوئی شخص بجائے عربی کے فارسی میں کہے "سبحان اللہ" اور "الحمد للہ" تو مکروہ ہے ۔

" ذخیرہ " اور ظہیریہ " میں اس کی صراحت ہے

افترش رجلہ الیسری الخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایاں پیر بچھاتے اور دایاں پیر کھڑا رکھتے تھے (بہ روایت مسلم اور نسائی) میں ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نماز کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھے ۔

وقرأ تشہد ابن مسعود رض الخ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ وہ جلسہ میں (یعنی بیٹھ کر) پڑھیں

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صحاح ستہ میں یہ روایت ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ تشہد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں یہ سب سے زیادہ صحیح ہے اور اکثر اہل علم یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے اکثر علما کا اس پر عمل رہا ہے۔

ثُمَّ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ احناف سے یہ درود پڑھنا منقول ہے۔

"اللّٰهم صل على محمد وعلىٰ اٰل محمدٍ كما صليت على ابراهيم وعلىٰ اٰلِ ابراهيم انك حميد مجيد اللّٰهمّ بارك على محمد وعلىٰ اٰلِ محمدٍ كما باركت على ابراهيم وعلىٰ اٰلِ ابراهيم انك حميد مجيد"

بَابُ الْاِمَامَةِ

هِيَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ وَالصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْاَحْرَارِ بِلَا عُذْرٍ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْاَصِحَّاءِ سِتَّةُ اَشْيَاءَ الْاِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُوْرَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْاَعْذَارِ كَالرُّعَافِ وَالْفَاْفَاَةِ وَالتَّمْتَمَةِ وَاللَّثْغِ وَفَقْدِ شَرْطٍ كَطَهَارَةٍ وَسَتْرِ عَوْرَةٍ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِقْتِدَاءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا نِيَّةُ الْمُقْتَدِيْ الْمُتَابَعَةَ مُقَارِنَةً لِتَحْرِيْمَتِهٖ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْاِمَامَةَ شَرْطٌ لِصِحَّةِ اِقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهٖ وَتَقَدُّمُ الْاِمَامِ بِعَقِبِهٖ عَنِ الْمَامُوْمِ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ اَدْنٰى حَالًا مِّنَ الْمَامُوْمِ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاِمَامُ مُصَلِّيًا فَرْضًا غَيْرَ فَرْضِهٖ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاِمَامُ مُقِيْمًا لِمُسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِيْ رُبَاعِيَّةٍ وَلَا مَسْبُوْقًا وَاَنْ لَّا يَفْصِلَ بَيْنَ الْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ صَفٌّ مِّنَ النِّسَاءِ وَاَنْ لَّا يَفْصِلَ نَهْرٌ يَّمُرُّ فِيْهِ الزَّوْرَقُ وَلَا طَرِيْقٌ تَمُرُّ فِيْهِ الْعَجَلَةُ وَلَا حَائِطٌ يَشْتَبِهُ مَعَهُ الْعِلْمُ بِانْتِقَالَاتِ الْاِمَامِ فَاِنْ لَّمْ يَشْتَبِهْ لِسَمَاعٍ اَوْ رُؤْيَةٍ صَحَّ الْاِقْتِدَاءُ فِي الصَّحِيْحِ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاِمَامُ رَاكِبًا وَالْمُقْتَدِيْ رَاجِلًا اَوْ رَاكِبًا غَيْرَ دَابَّةِ اِمَامِهٖ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْ سَفِيْنَةٍ وَالْاِمَامُ فِيْ اُخْرٰى غَيْرِ مُقْتَرِنَةٍ بِهَا وَاَنْ لَّا يَعْلَمَ الْمُقْتَدِيْ مِنْ حَالِ اِمَامِهٖ مُفْسِدًا فِيْ زَعْمِ الْمَامُوْمِ كَخُرُوْجِ دَمٍ اَوْ قَيْءٍ لَّمْ يُعِدْ بَعْدَهٗ

وُضُوْءَہٗ وصحّ اقتداءُ مُتَوَضِّئٍ بِمُتَیَمِّمٍ وَغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وبِاحدب وَمُوْمٍ بِمِثْلِہٖ وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ وَاِنْ ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلوٰةِ اِمَامِہٖ اَعَادَ وَیلزمُ الامامَ اِعْلَامُ الْقَوْمِ بِاِعَادَةِ صَلوٰتِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ فی المختار

ترجمہ: امامت کی فضیلت اذان سے بڑھ کر ہے اور آزاد مردوں (جو غلام نہ ہوں) کے واسطے بلا عذر باجماعت نماز سنتِ مؤکدہ (واجب کے قریب) ہے۔

غیر معذور مردوں کی امامت کے درست ہونے کیلئے چھ (حسب ذیل) شرائط ہیں۔

(۱) اسلام (۲) بالغ ہونا (نابالغ بالغوں کا امام نہیں بن سکتا) (۳) عقل (۴) ذکورۃ (مرد ہونا عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی (۵) تلاوت کر سکتا ہو۔

(۶) صاحبِ عذر نہ ہونا جیسے نکسیر میں مبتلا ہو (کہ ناک سے برابر خون آتا ہو) یا بیشتر خا خا زبان سے نکلنا یا بات چیت میں تا اکثر نکلے یا زبان کا توتلا (کہ جو حرف بولنا چاہیے اس کی جگہ دوسرا حرف نکلے) صحتِ نماز کی شرطوں مثلاً پاکی اور سترِ عورت میں سے کسی شرط کا نہ پایا جانا۔

صحت اقتدیٰ کے لئے چودہ شرائط ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ اور اس سے متصل مقتدی کے لئے اقتدائے امام کی نیت

(۲) کسی مرد کی اقتداء میں عورتوں کی نماز درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ امام نے ان کی بھی (بوقت امامت) نیت کی ہو۔

(۳) اقتدیٰ کرنے والے کی ایڑی سے امام کی ایڑی آگے بڑھی ہوئی نہ ہو۔

(۴) امام کی نماز مقتدی کی نماز سے کم درجہ کی نہ ہو (مثلاً مقتدی فرض پڑھے اور امام نفل)

(۵) امام مقتدی کے فرض کے علاوہ دوسرے فرض نہ پڑھ رہا ہو لہٰذا دونوں کی فرض نماز ایک ہی ہو۔)

(۶) نماز کا وقت گزر جانے کے بعد مسافر مقتدی کا مقیم امام نہ ہو۔ بشرطیکہ یہ نماز چار رکعات والی ہو۔

(۷) یہ درست نہیں کہ مسبوق امام ہے (یعنی مسبوق کے باقی ماندہ نماز پڑھتے ہوئے اس کی اقتداء جائز نہیں)

(۸) مقتدی و امام کے درمیان عورتوں کی صف فصل پیدا نہ کرے۔

(۹) امام ومقتدی کے درمیان نہ کوئی اس طرح کی نہر فصل پیدا کرے کہ اس میں سے (اس کی وسعت کے باعث) چھوٹی سی کشتی گذر سکتی ہو۔

(۱۰) اور نہ امام ومقتدی کے درمیان ایسی سڑک کے باعث فصل ہو کہ جس میں گاڑی گزرنا ممکن ہو

(۱۱) کوئی اس طرح کی چیز حائل نہ ہو کہ اسکی وجہ سے امام کے انتقالات (رکوع وسجدہ وغیرہ) کا علم مشتبہ (ودشوار) ہوجاتے لیکن سننے یا دیکھنے کی بنا پر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں تو صحیح قول کے مطابق اقتدیٰ درست نہ ہوگی۔

(۱۲) امام سوار اور مقتدی یا پیادہ نہ ہو۔

(۱۳) یا مقتدی امام کی سواری کے علاوہ کسی اور سواری پر ہو۔

(۱۴) ایسا نہ ہو کہ اقتدیٰ کرنیوالا ایک کشتی میں ہو اور امام کسی اور ایسی کشتی میں ہو جو اقتدی کرنے والے کی کشتی متصل نہ ہو (بلکہ فصل ہو)

اقتدیٰ کرنے والا اپنے امام کے کسی ایسے حال سے واقف نہ ہو جو مقتدی کے عقیدہ (ومسلک) کی رو سے نماز کو فاسد کرنے والی ہو۔ جیسے خون کا نکلنا یا قے کا ہونا اور اس کے بعد امام نے وضو کا اعادہ نہ کیا ہو۔

اور وضو کرنیوالے کے واسطے تیمم کرنیوالے کی متابعت صحیح ہے اور پاؤں دھونے والے کی نماز مسح کرنیوالے شخص کی اقتدی میں درست ہے اور بحالت قیام نماز پڑھنے والے کی متابعت بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے اور کھڑے اقتدیٰ میں صحیح ہے۔

اور وہ شخص جو اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اس کو اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی اقتدیٰ کرنا صحیح ہے۔ اور نماز نفل پڑھنے والے کو نماز فرض ادا کرنے والے کی متابعت صحیح ہے

اگر مقتدی کو امام کی نماز کے باطل ہو جانے کا علم ہو جائے تو وہ از سر نو نماز پڑھے۔ اور امام پر راجح قول کے مطابق لازم ہے کہ جیسے بھی ہوسکے مقتدیوں کو اعادۂ نماز کی ضرورت سے آگاہ کرے۔

تشریح وتوضیح سنة للرجال الخ یعنی جماعت سنتِ مؤکدہ ہے اس پر عامل مستحق اجر وثواب اور بلا عذر ترک کرنے والا قابلِ ملامت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سے مسرور ہو کہ بروز قیامت بحالتِ اسلام ملاقات کرے تو اسے چاہیئے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جبکہ انہیں پکارا جائے اور اگر تم گھروں میں نماز پڑھو گے تو تم اپنے نبیؐ کی سنت کے تارک ہوگے اور اپنے نبیؐ کی سنت ترک کردو گے تو گمراہ ہوجاؤ گے باجماعت نماز کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔

مسلم شریف اور بخاری شریف وغیرہ میں روایت ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ارادہ کرتا ہوں کہ نماز قائم کرنے کا حکم کروں پھر ایک شخص کو لوگوں کی امامت کا حکم کرکے لکڑیاں لے کر ایسے لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت سے نماز (بلا عذر) نہیں پڑھتے اور ان لوگوں کے گھروں میں آگ لگادوں (یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے)

وصح اقتداء متوضئ بمتیمم الخ وضو کرنے والے کو تیمم کرنے والے کی اقتدی درست ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے تیمم کرکے وضو کرنیوالے لوگوں کی امامت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر انکار نہیں فرمایا (ابو داؤد میں یہ روایت موجود ہے)

ومتنفل بمفترض الخ کیونکہ امام مقتدی سے قوی حال میں ہے۔ اور وہ فرض پڑھ رہا ہے لہذا نفل پڑھنے والے کے لئے بلا شبہ اسکی اقتدی صحیح ہے عہد رسالت میں بعض صحابہ سے اس طرح اقتدی ثابت ہے (سنن ابو داؤد میں اسکی صراحت ہے)

(فَصْلٌ) يَسْقُطُ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ وَبَرْدٌ وَخَوْفٌ وَظُلْمَةٌ وَحَبْسٌ وَعَمًى وَفَلَجٌ وَقَطْعُ يَدٍ وَرِجْلٍ وَسَقَامٌ وَاِقْعَادٌ وَوَحْلٌ وَزَمَانَةٌ وَشَيْخُوْخَةٌ وَتَكْرَارُ فِقْهٍ بِجَمَاعَةٍ تَفُوْتُهُ وَحُضُوْرُ طَعَامٍ تَتُوْقُهُ نَفْسُهُ وَاِرَادَةُ سَفَرٍ وَقِيَامُهُ بِمَرِيْضٍ وَشِدَّةُ رِيْحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا وَاِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِنْ اَعْذَارِهَا الْمُبِيْحَةِ لِلتَّخَلُّفِ يَحْصُلُ لَهٗ ثَوَابُهَا۔

(فَصْلٌ) فِي الْاَحَقِّ بِالْاِمَامَةِ وَتَرْتِيْبِ الصُّفُوْفِ اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَاضِرِيْنَ صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِيْفَةٍ وَلَا ذُوْ سُلْطَانٍ فَالْاَعْلَمُ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ ثُمَّ الْاَقْرَأُ ثُمَّ الْاَوْرَعُ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا فَاِنِ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ اَوِ الْخِيَارُ لِلْقَوْمِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا فَالْعِبْرَةُ بِمَا اخْتَارَهُ الْاَكْثَرُ وَاِنْ قَدَّمُوْا غَيْرَ الْاَوْلٰى فَقَدْ اَسَاءُوْا وَكُرِهَ اِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْاَعْمٰى وَالْاَعْرَابِيِّ وَوَلَدِ الزِّنَا الْجَاهِلِ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَتَطْوِيْلُ الصَّلٰوةِ وَجَمَاعَةُ الْعُرَاةِ وَالنِّسَاءِ فَاِنْ فَعَلْنَ يَقِفُ الْاِمَامُ وَسَطَهُنَّ كَالْعُرَاةِ وَيَقِفُ الْوَاحِدُ عَنْ يَمِيْنِ الْاِمَامِ وَالْاَكْثَرُ خَلْفَهٗ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخُنَاثٰى ثُمَّ النِّسَاءُ

ترجمہ:۔ اٹھارہ اشیاء (اعذار) میں سے کوئی شے (عذر پائی جاتے تو جماعت کے واسطے حاضر ہونا (صاحبِ عذر کے لئے) معاف ہو جاتا ہے۔
(۱) بارش (سخت) ہو رہی ہو (۲) شدید ٹھنڈ ہو (۳) (دشمن وغیرہ کا) خوف ہو (۴) (سخت اندھیرا ہو) کہ اسکی وجہ سے مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو۔
(۵) قید کر دیا گیا ہو (۶) نابینا ہو (اور اس کے پاس کوئی رہبر اور مسجد تک پہنچانے والا موجود نہ ہو) مفلوج ہو (۷) ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہوں (۸) مریض ہو (اور اس مرض کی بنا پر مسجد تک آسکتا ہو)
(۹) اور ہاتھوں پیروں سے معذور ہو (۱۰) (سخت) کیچڑ ہو۔
(۱۱) اپاہج ہو جاتے۔
(۱۲) زیادہ بوڑھا ہو (اور اس کی وجہ سے جماعت میں حاضر ہونا ممکن نہ ہو)
(۱۳) کتاب فقہ کا تکرار (جماعت کیوجہ سے) فوت ہوتا ہو
(۱۴) کھانا آجانے پر اسکی طرف زیادہ رغبت ہو۔
(۱۵) سفر کا قصد ہو (۱۶) کسی بیمار کے پاس تیمارداری کی خاطر قیام
(۱۷،۱۸) بوقتِ شب تیز ہوا (آندھی) نہ کہ دن میں تیز ہوا۔
اگر ان جائز اعذار میں سے کسی عذر کی بنا پر باجماعت نماز نہ پڑھ سکے تو جماعت میں حاضر نہ ہونے کے باوجود جماعت کا ثواب حاصل ہو گا۔

فصل: امامت کا سب سے بڑھ کر حقدار اور ترتیب صفوف۔ موجود لوگوں میں اہلِ خانہ اور مستقل مقرر (تنخواہ یاب) امام اور حاکم نہ ہونے کی صورت میں امامت کے لئے زیادہ بہتر وہ ہے جو مسائلِ نماز سے خوب واقف ہو۔ پھر وہ جو زیادہ قاری (مجوّد) ہو پھر وہ جو زیادہ پرہیزگار رہو۔ پھر وہ جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہو۔ پھر وہ جو زیادہ خوش اخلاق و خوش عادت ہو۔ اس کے بعد وہ جو چہرہ کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر ہو۔ پھر وہ جو خوش آوازی میں بڑھا ہوا ہو۔ پھر وہ جو سب سے بڑھ کر کپڑے پاک وصاف رکھتا ہو۔ لیکن اگر تمام لوگ اوصاف کے اعتبار سے مساوی ہوں تو قرعہ اندازی کی جاتے ورنہ لوگ جسے پسند کریں۔ اس کے بعد اگر لوگوں (مقتدیان و حاضرینِ مسجد) کے درمیان اس میں اختلاف ہو تو وہ معتبر (اور امامت کا زیادہ مستحق) ہو گا جسے زیادہ لوگ پسند کریں۔ اور اگر لوگ ایسے شخص کو امامت کیلئے آگے بڑھادیں جو باعتبار اوصاف سب سے بڑھا ہوا نہ ہو تو لوگوں نے بُرا کیا اور غلام اور نابینا اور

ولد الزنا اور گنوار اور بدعتی کی امامت مکروہ ہے اور نماز کو زیادہ لمبی کرنا (کہ لوگ اکتا جائیں) اور ننگوں اور عورتوں کا با جماعت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر وہ جماعت کریں تو ان کا امام ان کے بیچ میں کھڑا ہو مقتدی اگر ایک ہو تو امام کی داہنی طرف کھڑا ہوگا۔ اور مقتدی ایک سے بڑھ جائیں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اور جماعت میں اوّل مردوں کی صف ہوگی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی۔

تشریح وتوضیح الاعلم احق الخ یعنی مسائل نماز اور نماز سے متعلق احکام شرعیہ سے وہ زیادہ واقف ہو خواہ اور مسائل اسقدر نہ جانتا ہو۔

ثم الاقرأ الخ یعنی اگر علم میں برابر ہوں تو باعتبار تجوید و ترتیل زیادہ اچھی طرح تلاوت کرنے والے کی امامت زیادہ بہتر ہے۔

ثم الاسن الخ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اگر مذکورہ بالا چاروں اوصاف میں مساوی ہوں تو ان میں سے جو زیادہ معمر ہو اسکی امامت اولیٰ ہے۔

عن یمین الامام الخ یعنی امام مقتدی تنہا ہو تو اسے داہنی جانب کھڑے ہونے کا حکم کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں داہنی جانب کھڑا کر لیا۔ یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔

ثم الصبیان الخ کیونکہ مردوں کو امام کے قریب ہونے کا زیادہ حق ہے اس لئے اول مردوں کی صف ہونی چاہئے۔ پھر دوسرے نمبر پر بچوں کی۔ مسند احمد میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھلاؤں پھر انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اوّل مردوں کی پھر بچوں کی اور پھر عورتوں کی صف قائم کی

(فَصْلٌ فِيمَا يَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهِ مِنْ وَاجِبٍ وَغَيْرِهِ) لَوْسَلَّمَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِيْ مِنَ التَّشَهُّدِ يُتِمُّهُ وَلَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ قَبْلَ تَسْبِيْحِ الْمُقْتَدِيْ ثَلَاثًا فِي الرُّكُوْعِ أَوِ السُّجُوْدِ يُتَابِعُهُ وَلَوْ زَادَ الْإِمَامُ سَجْدَةً أَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُوْدِ الْأَخِيْرِ سَاهِيًا لَا يَتْبَعُهُ الْمُؤْتَمُّ وَإِنْ قَيَّدَهَا سَلَّمَ وَحْدَهُ وَإِنْ قَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ الْقُعُوْدِ الْأَخِيْرِ سَاهِيًا انْتَظَرَهُ الْمَأْمُوْمُ فَإِنْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِيْ قَبْلَ أَنْ يُقَيِّدَ إِمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فَرْضُهُ وَكُرِهَ سَلَامُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهِ

(فصل فِی الاَذْکَارِ الوَارِدَۃِ بَعْدَ الفَرْضِ) اَلقِیَامُ اِلَی السُّنَّۃِ مُتَّصِلًا بِالفَرْضِ مَسْنُوْنٌ وَعَنْ شَمْسِ الاَئِمَّۃِ الحَلْوَانِیِّ لَا بَاسَ بِقِرَاءَۃِ الاَوْرَادِ بَیْنَ الفَرِیْضَۃِ وَالسُّنَّۃِ وَیُسْتَحَبُّ لِلاِمَامِ بَعْدَ سَلَامِہٖ اَنْ یَتَحَوَّلَ اِلٰی یَسَارِہٖ لِتَطَوُّعٍ بَعْدَ الفَرْضِ وَاَنْ یَسْتَقْبِلَ بَعْدَہُ النَّاسَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ وَیَقْرَءُوْنَ اٰیَۃَ الکُرْسِیِّ وَالمُعَوِّذَاتِ وَیُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیَحْمَدُوْنَہٗ کَذٰلِکَ وَیُکَبِّرُوْنَہٗ کَذٰلِکَ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ المُلْکُ وَلَہُ الحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ثُمَّ یَدْعُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ رافعی ایدیھم ثم یمسحون بھا وجوھھم فی اٰخرہٖ

ترجمہ:۔ **فصل**:۔ وہ واجب اور غیر واجب کام جو مقتدی امام کے فارغ (نماز سے) ہونے پر انجام دیتا ہے۔

مقتدی ابھی تشہد سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اپنا تشہد مکمل کرے گا۔

اور اگر مقتدی نے رکوع یا سجدہ میں ابھی تین بار تسبیح نہیں پڑھی ہے کہ امام نے سر اٹھا لیا تو (اس صورت میں) مقتدی امام کی پیروی کرے گا (اور تین تسبیح پوری کرنے کے لئے نہیں رکے گا) اور ایک سجدہ امام زیادہ کرلے یا سہواً قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو جاتے تو مقتدی (اس معاملہ میں) اسکا اتباع نہیں کرے گا، اور امام اسے مقید کردے (یعنی اس کے بعد سجدہ بھی کرلے) تو سلام اکیلا مقتدی پھیر دے اور امام کے سہواً قعدۂ اخیرہ سے قبل کھڑے ہونے کی صورت میں مقتدی منتظر رہے گا پس اگر مقتدی امام کے زائد رکعت کا سجدہ کرنے سے قبل ہی (بلا انتظار) سلام پھیر دے تو مقتدی کے فرض کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ اور امام تشہد پڑھ چکا ہو تو امام کے سلام پھیرنے سے قبل مقتدی کے لئے سلام پھیرنا باعثِ کراہت تحریمی ہے۔

فصل:۔ وہ اذکار جن کے فرض نمازوں کے بعد پڑھنا ثابت ہے مسنون ہے کہ فرض نماز سے فراغت کے بعد فوراً ہی بعد (بلا تاخیر) سنتوں کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

شمس الائمہ الحلوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ اسمیں کوئی مضائقہ نہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان

وظائف (واذکار) پڑھ لیے جائیں۔ باعث استحباب ہے، کہ امام سلام پھیر کر فرض کے بعد نفل پڑھنے کی خاطر بائیں طرف ہٹ جاتے اور باعثِ استحباب ہے، کہ فرض نماز کے بعد لوگوں کی جانب رُخ کرے اور تین بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں اور آیۃ الکرسی اور معوذتین کی تلاوت کریں۔ تینتیس۳۳ بار سُبحان اللہ اور تینتیس۳۳ بار الحمد للہ اور تینتیس۳۳ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ اس کے بعد "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ الملک ولہٗ الحمد وھو علیٰ کل شیئٍ قدیر" پڑھ کر اپنے واسطے اور سارے مسلمانوں کے واسطے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کریں اس کے بعد دُعا ختم ہو تو ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیریں۔

تشریح وتوضیح فی الاذکار الخ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہو اور تمہارے مالک کو زیادہ پسندیدہ ہو۔ تمہارے درجات کو بلند کرتا ہو۔ تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے اور دشمن سے ایسی جنگ کرنے سے کہ وہ تمہاری گردنیں اتاریں اور تم انکی گردنیں اتارو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی کوئی شئے ذکر اللہ سے بڑھ کر نہیں (ابنِ ماجہ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور سکینت ان پر نازل ہونے لگتی ہے اور اللہ فرشتوں سے ان کا ذکر کرتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" سے کوئی عمل نہیں بڑھ سکتا۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب سے بہترین ذکر "لا الٰہ الا اللہ" اور سب سے بہترین دعا "الحمد للہ" ہے (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز وہ درخت لگا رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گذرے۔ فرمایا اے ابو ہریرہؓ کیا کر رہے ہو؟

میں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں اس سے بہتر درخت نہ بتا دوں

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں

آپؐ نے فرمایا۔ "سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر"، ان میں سے ہر ایک کلمہ کے بدلے تیرے لئے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا (ابن ماجہ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار کلمے تمام کلمات سے بہتر ہیں اگر ان میں سے کوئی مقدم و مؤخر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں (وہ یہ ہیں) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے استغفار کو اپنے اُوپر لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر غم اور تکلیف سے نجات دے گا۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطاء فرمائے گا جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ انسان بہت خوش قسمت ہے جس کے صحیفہ میں کثرت سے استغفار ہو (ابن ماجہ)

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ

وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَسِتُّوْنَ شَيْئًا الْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا اَوْ خَطَأً وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ كَلَامَنَا وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهٖ اَوْ بِالْمُصَافَحَةِ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ تَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ وَاَكْلُ شَيْءٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ وَلَوْ قَلَّ وَاَكْلُ مَا بَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَهُوَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ وَشُرْبُهٗ وَالتَّنَحْنُحُ بِلَا عُذْرٍ وَالتَّاْفِيْفُ وَالْاَنِيْنُ وَالتَّاَوُّهُ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهٖ مِنْ وَجَعٍ اَوْ مُصِيْبَةٍ لَا مِنْ ذِكْرِ جَنَّةٍ اَوْ نَارٍ وَتَشْمِيْتُ عَاطِسٍ بِيَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ عَنْ نِدٍّ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَبَرِ سُوْءٍ بِالْاِسْتِرْجَاعِ وَسَارٍّ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَعَجَبٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَكُلُّ شَيْءٍ قُصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَيَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ وَرُؤْيَةُ مُتَيَمِّمٍ مَاءً وَتَمَامُ مُدَّةِ مَاسِحِ الْخُفِّ وَنَزْعُهٗ وَتَعَلُّمُ الْاُمِّيِّ اٰيَةً وَوِجْدَانُ الْعَارِيْ سَاتِرًا وَقُدْرَةُ الْمُوْمِيْ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَتَذَكُّرُ فَائِتَةٍ لِذِيْ تَرْتِيْبٍ وَاسْتِخْلَافُ مَنْ لَا يَصْلُحُ اِمَامًا وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ وَزَوَالُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَدُخُوْلُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ وَسُقُوْطُ الْجَبِيْرَةِ عَنْ بُرْءٍ وَزَوَالُ عُذْرِ الْمَعْذُوْرِ وَالْحَدَثُ عَمْدًا اَوْ بِصُنْعِ غَيْرِهٖ وَالْاِغْمَاءُ وَالْجُنُوْنُ وَالْجَنَابَةُ بِنَظَرٍ اَوْ اِحْتِلَامٍ

ومحاذاۃُ المُشتہاۃ فی صلوۃٍ مُطلقۃٍ مُشترکۃٍ تحریمۃً فی مکانٍ متحدٍ بلا حائلٍ ونوی اِمامتہا وظہورُ عورۃِ مَن سبقہُ الحدثُ ولو اضطر الیہ ککشفِ المرأۃِ ذراعہا للوضوءِ وقراءتُہ ذاہبًا او عائدًا للوضوءِ ومکثُہ قدرَ اداءِ رکنٍ بعدَ سبقِ الحدثِ مستیقظًا ومجاوزتُہ ماءً قریبًا لغیرِہٖ وخروجُہ من المسجدِ بظنِّ الحدثِ ومجاوزتُہ الصفوفَ فی غیرِہٖ بظنِّہٖ وانصرافُہ ظانًّا انہ غیرُ متوضئٍ وانَّ مدۃَ مسحہٖ انقضت او انَّ علیہ فائتۃً اَو نجاسۃً وان لم یخرج من المسجدِ وفتحُہ علٰی غیرِ اِمامِہٖ والتکبیرُ بنیۃِ الانتقالِ لصلوۃٍ اُخرٰی غیرِ صلوتِہٖ اِذا حصلت ہٰذہٖ المذکوراتُ قبل الجلوسِ الاخیرِ مقدارَ التشہدِ ویفسدُہا ایضًا مدُّ الہمزۃِ فی التکبیرِ وقراءۃُ ما لا یحفظُہ من مصحفٍ واداءُ رکنٍ او اِمکانُہ مع کشفِ العورۃِ او مع نجاسۃٍ مانعۃٍ ومسابقۃُ المقتدی برکنٍ لم یشارکہُ فیہ اِمامُہ ومتابعۃُ الامامِ فی سجودِ السہوِ للمسبوقِ وعدمُ اِعادۃِ الجلوسِ الاخیرِ بعدَ اداءِ سجدۃٍ صلبیۃٍ تذکرہا بعدَ الجلوسِ وعدمُ اِعادۃِ رکنٍ اداہُ نائمًا وقہقہۃُ اِمامِ المسبوقِ وحدثُہ العمدَ بعدَ الجلوسِ الاخیرِ والسلامُ علٰی راسِ الرکعتینِ فی غیرِ الثنائیۃِ ظانًّا انہ مسافرٌ او انہا الجمعۃُ او انہا التراویحُ وہی العشاءُ او کان قریبَ عہدٍ بالاسلامِ فظنَّ الفرضَ رکعتینِ

ترجمہ :۔ وہ باتیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے انکی تعداد اڑسٹھ ہے۔ کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ بھول کر یا غلطی ہی سے کیوں نہ ہو اور (اندرونِ نماز) لوگوں کے کلام سے مشابہ الفاظ کے ساتھ دعا کرے اور نیتِ تعظیم سلام ہو خواہ بھول کر ہی کیوں نہ ہو اور بذریعہ مصافحہ یا زبان سلام کا جواب۔ اور ہر عمل کثیر (مفسد نماز ہے) اور قبلہ سے سینہ کا پھیرنا۔ کوئی چیز ایسی کھانا جو منہ سے باہر ہو خواہ کم مقدار ہی میں کیوں نہ ہو۔ اور چنے کے بقدر (یا اس سے بڑی) وہ شئے کھانا جو نمازی کے دانتوں کے درمیان میں ہو اور پینا بلا عذر کھانسنا، اور آہ، اوہ اور اُف کی آواز نکالنا اور آواز کے ساتھ درد یا مصیبت و پریشانی کے باعث رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی بنا پر رونے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور چھینکنے والے والے کا جواب "یرحمک اللہ" کے ساتھ دینے اور بری خبر کے

جواب میں " انا للہ وانا الیہ راجعون " کہے اور خوشی کے موقع پر " الحمد للہ " کہنے اور
تعجب خیز خبر پر " لا الٰہ الا اللہ " یا " سبحان اللہ " کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی گی۔
اور ہر اس قسم کی بات مفسدِ نماز ہو گی جس سے جواب کا ارادہ کیا گیا ہو۔ مثلاً " یٰیحیٰی خذ الکتاب " اور
تیمم کئے ہوئے کو پانی کا نظر آنا اور موزوں پر مسح کرنے والے شخص کی مسح کی مدت کا پورا ہونا اور موزہ
کا نکال دینا۔ اور ان پڑھ کا کوئی آیت سیکھ جانا اور ننگے شخص کو ستر چھپانے والی کسی چیز کا مل جانا۔ اور
اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو رکوع اور سجدہ پر قدرت حاصل ہو جانا۔ اور صاحبِ ترتیب شخص کو
فوت شدہ نماز یاد آنا۔ اور امامت کے لئے ایسے شخص کو قائم مقام بنانا جو اس کا اہل نہ ہو۔ صبح کی نماز
پڑھتے ہوئے سورج نکل آنا۔ اور نماز عید الفطر یا عید الاضحٰی پڑھتے ہوئے سورج ڈھل جانا اور
نماز جمعہ پڑھتے ہوئے (تاخیر کے باعث) وقت عصر ہو جانا اور زخم اچھا ہونے کی بنا پر پٹی کا گر جانا
اور معذور شخص کے عذر کا ختم ہونا اور ارادۃً وضو توڑنا۔ یا کسی دوسرے شخص کے فعل کے باعث
وضو ٹوٹ جانا

اور بے ہوش ہو جانا۔ اور پاگل ہو جانا۔ احتلام یا دیکھنے کی بناء پر جنابت (ناپاکی کا لاحق ہونا) اور کسی
شہوت کے لائق (جو کم از کم نو سال کی ہو) عورت کا مطلق نماز کے اندر جو باعتبار تحریمہ مشترک ہو
ایک مقام میں کسی حائل کے بغیر محاذاۃ (برابر میں آنا) مگر شرط یہ ہے کہ امام نے بوقتِ امامت اس کی
نیت بھی کی ہو اور ایسے شخص کا ستر کھل جائے جسے اندرونِ نماز حدث لاحق ہو (وضو ٹوٹ جائے)
خواہ وہ اسکے اوپر مضطر و مجبور کیوں نہ ہو۔ مثلاً عورت وضو کیخاطر باز و کھولے اور ایسے شخص کے وضو
کی خاطر جاتے ہوئے یا وضو سے فارغ ہو کر لوٹتے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت اور حدث لاحق ہونے پر
کسی عذر کے بغیر جاگتے ہوئے ایک رکن کے بقدر رُکنا اور نزدیک کے پانی کو چھوڑ کر اس پانی کے علاوہ
دوسرے پانی پر وضو کی خاطر پہنچنا۔ حدث کے گمان میں مسجد سے باہر آ جانا۔ اور مسجد نہ ہونے کی صورت میں
صفوں سے آگے بڑھ جانا۔ (اور انکی حد سے نکل آنا) اندرونِ نماز یہ خیال کرتے ہوئے اپنے مقام
سے ہٹنا کہ اس کا وضو جاتا رہا۔ یا یہ کہ مسح کی مدت پوری ہو گئی۔ یا اس پر فوت شدہ نماز (کی قضا)
واجب ہے۔ یا اس پر نجاست لگ گئی ہے خواہ وہ ان شکلوں میں مسجد سے باہر نہ نکلے (مگر
ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی) اور اپنے امام کے سوا لقمہ دینے سے نماز
فاسد ہو جاتی گی۔

وہ نماز جو وہ پڑھ رہا ہو اس کے سوا کسی اور نماز کی جانب منتقل ہونے کے قصد سے تکبیر

(اللہ اکبر) کہے جبکہ یہ ذکر کردہ باتیں قعدہ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھنے سے قبل وقوع پذیر ہوں۔
اندرونِ تکبیر ہمزہ کو کھینچنے سے بھی نماز فاسد ہوجاتی ہے اور ایسے ہی قرآن شریف کی (ان آیات و سورتوں کی) دیکھ کر تلاوت جو اسے حفظ یاد نہ ہوں۔
اور ستر کھلا ہوا ہونے یا ایسی نجاست لگی ہوئی ہونے کی صورت میں ایک رکن کی ادائیگی یا اسے ادا کرسکنا (کہ ایک رکن اتنے وقت میں ادا کرنا ممکن ہو) جس کے ہوتے ہوئے نماز صحیح نہ ہوتی ہو۔
اور مقتدی کو ایک رکن (اس طرح) ادا کرلینا کہ اس میں اس کے امام کی (سرے سے اس کے ساتھ) شرکت ہی نہ ہو (اور مسبوق کی سجدۂ سہو کے اندر (مسبوق کے باقی ماندہ نماز کیلئے کھڑے ہونے کے بعد) متابعت اور سجدۂ صلبیہ (وہ سجدہ جو رکن نماز ہو) جو بیٹھنے کے بعد یاد آئے کرنے کے بعد از سر نو قعدۂ اخیرہ نہ کرنا۔ اور وہ رکن از سر نو نہ کرنا جسکی ادائیگی نیند کی حالت میں ہوئی ہو اور مسبوق کا جو امام ہو اسکا قہقہہ لگانا، اور قعدۂ اخیرہ کے بعد عمداً وضو توڑنا (اس صورت میں بکراہت تحریمی نماز ہو گی اور اسے دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا) اور دو رکعتوں والی نماز کے علاوہ میں (یعنی چار رکعات والی میں) خود کو مسافر خیال کرتے ہوئے سلام پھیر دینا یا نماز کے خیال سے یا تراویح کے گمان میں سلام پھیر دینا درآنحالیکہ وہ نماز عشا ہو یا نماز پڑھنے والا نو مسلم ہو اور وہ دو رکعات ہی کو فرض خیال کرتے ہوئے سلام پھیر دے۔

تشریح و توضیح الکلمۃ الخ اصل اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ ہماری اس نماز میں لوگوں کے کلام کی گنجائش نہیں، نماز صرف تسبیح و تکبیر اور قراءتِ قرآن ہے (یہ روایت مسلم، ابوداؤد طبرانی وغیرہ میں موجود ہے)
اور اطلاق کلام اور عام نفی سے یہ معلوم ہوا کہ کلام کم ہو یا زیادہ مطلقاً مفسدِ صلوٰۃ ہے پس دو حرفوں کا نطق (تلفظ) ہو تب بھی نماز فاسد ہوجائے گی (بحر الرائق وغیرہ میں اسی طرح ہے)
ورد السلام بلسانہ الخ یعنی زبان سے سلام کا جواب دینا مفسد صلوٰۃ ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دورانِ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام (ہاتھ سے) کیا کرتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح) جواب دیا کرتے تھے۔
پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے (ہجرتِ حبشہ کے بعد) لوٹے اور ہم نے سلام کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ نماز ایسا کرنے کی ممانعت فرمادی۔
اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا چاہے امر فرمادے اس نے اس کا امر فرمایا کہ دورانِ نماز گفتگو نہ کی جائے۔

(ابو داؤد اور ابن حبان" میں یہ روایت موجود ہے)

من وجع الخ یعنی درد یا کسی پریشانی کے باعث آواز سے رونا مفسدِ صلوٰۃ ہے یہ قید لگا کر اس طرف اشارہ کیا کہ اگر رونا ذکرِ جنت و دوزخ پر ہو تو یہ مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔

وتشمیت عاطس الخ یعنی اگر چھینکنے والے کے جواب میں "یرحمك الله" کہے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے گی۔

وخبر سوء بالاسترجاع الخ یعنی کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو کسی مصیبت مثلاً موت کی اطلاع دے اور وہ سن کر " انا لله وانا الیه راجعون" پڑھے تو اسکی نماز فاسد ہو جاتی ہے گی۔ ان مسائل میں امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے۔ وہ استرجاع اور حمدلہ وغیرہ کو اذکار میں شمار کرتے ہوئے مفسدِ صلوٰۃ قرار نہیں دیتے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ بطور جواب ہوں تو مفسدِ صلوٰۃ ہیں۔ ورنہ نہیں۔

وفتحه علی غیر امامه الخ اپنے امام کو لقمہ دینا مفسدِ صلوٰۃ نہیں "سنن ابو داؤد" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم نماز میں موجود تھے انہوں نے عرض کیا "ہاں" ارشاد ہوا پھر تمہیں کس چیز نے بتلانے سے روکا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تلاوت فرما رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاوت میں ایک آیت چھوٹ گئی تو (بعد نماز) ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ سے ایک آیت ایسی ایسی چھوٹ گئی۔ ارشاد ہوا کہ تم نے نماز میں یاد دہانی نہ کرا دی۔ انہوں نے عرض کیا میں سمجھا کہ یہ آیت (شاید) منسوخ ہو گئی۔

وقرأته مالا یحفظه من مصحف الخ یعنی اگر نماز پڑھنے والا قرآن شریف میں سے دیکھ کر پڑھے تو خواہ وہ دیکھ کر پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی اسکی نماز فاسد ہو جاتی ہے گی اور فساد کی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے دیکھ کر پڑھنا خارج نماز سے تلقین اور استفادہ ہے جو بنفسہٖ مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ قرآن شریف رکھا ہوا ہو یا لٹکا ہوا ہو اور خواہ نماز پڑھنے والا خود اوراق الٹتا ہو یا کوئی اور سب کا حکم یکساں ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔ "کافی" میں اسکی صراحت موجود ہے۔

وقهقهة امام المسبوق الخ بعد تشہد امام کے قہقہہ یا حدث سے مسبوق کی نماز تو باطل ہو گی مگر مدرک کی جس نے کہ امام کے ساتھ کل رکعات پائی ہوں باطل نہیں ہو گی کیونکہ امام کی نماز کے اتمام کیساتھ

اسکی نماز بھی پوری ہوگئی۔ اور رہا مسبوق تو اسکی نماز کے بیچ میں یہ امر پیش آیا لہذا اس کی نماز باطل ہونے کا حکم کیا گیا۔

بابُ زلّةُ القارئ

قال المحشی لما رأیت مسائل زلة القارئ من اهم مایجب العلم بها والناس عنها غافلون ووجدت مافی الطحطاوی علی المراقی اوفی مافی هذا البحث الحقته بهذا الکتاب مراعاة لمن سلك طریق الهدی واجتنب سبل الهوی لیکون واقیالی من النیران ووسیلة الی الجنان ورجحانا فی میزانی عند خفة المیزان وعلیه التکلان ١٢منه

(تکمیل) زلة القارئ من اهم المسائل وهی مبنیة علی قواعد ناشئة من الاختلافات لا کما توهم انه لیس له قاعدة تبتنی علیها۔ فالاصل فیها عند الامام ومحمد رحمهما الله تعالی تغیر المعنی تغیرا فاحشا وعدمه للفساد وعدمه مطلقا سواء کان اللفظ موجودا فی القرآن او لم یکن وعند ابی یوسف رحمه الله ان کان اللفظ نظیره موجودا فی القرآن لا تفسد مطلقا تغیر المعنی تغیرا فاحشا اولا وان لم یکن موجودا فی القرآن تفسد مطلقا ولا یعتبر الاعراب اصلا ومحل الاختلاف فی الخطاء والنسیان اما فی العمد فتفسد به مطلقا بالاتفاق اذا کان مما یفسد الصلوة اما اذا کان ثناء فلا یفسد ولو تعمد ذلك افاده ابن امیر حاج وفی هذا الفصل مسائل۔

(الاولی) الخطاء فی الاعراب ویدخل فیه تخفیف المشدد وعکسه وقصر الممدود وعکسه وفك المدغم وعکسه فان لم یتغیر به المعنی لا تفسد به صلوته بالاجماع کما فی المضمرات واذا تغیر المعنی نحو ان یقرأ واذابتلی ابراهیمَ ربُّه برفع ابراهیم ونصب ربه فالصحیح عنهما الفساد وعلی قیاس قول ابی یوسف لا تفسد لانه لا یعتبر الاعراب وبه یفتی واجمع المتأخرون کمحمد بن مقاتل ومحمد بن سلام واسمعیل الزاهد وابی بکر سعید البلخی والهندوانی وابن الفضل والحلوانی علی ان الخطأ فی الاعراب لا یفسد مطلقا وان کان مما اعتقاده کفر لان اکثر الناس لا یمیزون بین وجوه الاعراب وفی اختیار الصواب فی الاعراب ایقاع الناس فی الحرج وهو مرفوع شرعا وعلی هذا مشی فی الخلاصة فقال وفی النوازل لا تفسد فی الکل وبه یفتی وینبغی ان یکون هذا فی ما اذا کان خطأ او غلطا وهو لا یعلم او تعمد ذلك مع ما لا یغیر المعنی کثیرا کنصب الرحمن فی قوله تعالی

الرحمن على العرش استوى اما لو تعمد مع مايغير المعنى كثيرا ويكون اعتقاده كفرا فالفساد حينئذ في اقل الاحوال والمفتى به قول ابي يوسف واما تخفيف المشدد كما لو قرء اياك نعبد ورب العالمين بالتخفيف فقال المتأخرون لا تفسد مطلقا من غير استثناء على المختار لان ترك المد والتشديد بمنزلة الخطأ في الاعراب كما في قاضي خان وهو الاصح كما في المضمرات وكذا نص في الذخيرة على انه الاصح كما في امير حاج وحكم تشديد المخفف كحكم عكسه في الخلاف والتفصيل وكذا اظهار المدغم وعكسه فالكل نوع واحد كما في الحلبي۔

(المسئلة الثانية) في الوقف والابتداء في غير موضعهما فان لم يتغير به المعنى لا تفسد بالاجماع من المتقدمين والمتأخرين وان تغير به المعنى ففيه اختلاف والفتوى على عدم الفساد بكل حال وهو قول عامة علمائنا المتأخرين لان في مراعاة الوقف والوصل ايقاع الناس في الحرج لاسيما العوام والحرج مرفوع كما في الذخيرة والسراجية والنصاب وفيه ايضا لو ترك الوقف في جميع القرآن لا تفسد صلوته عندنا واما الحكم في قطع بعض الكلمة كما لو اراد ان يقول الحمد لله فقال ال فوقف على اللام او على الحاء او على الميم او اراد ان يقرأ والعاديات فقال والعا فوقف على العين لانقطاع نفسه او نسيان الباقي ثم تمم او انتقل الى اية اخرى فالذي عليه عامة المشائخ عدم الفساد مطلقا وان غير المعنى للضرورة وعموم البلوى كما في الذخيرة وهو الاصح كما ذكره ابو الليث۔

(المسئلة الثالثة) وضع حرف موضع حرف اخر فان كانت الكلمة لا تخرج عن لفظ القرآن ولم يتغير به المعنى المراد لا تفسد كما لو قرأ ان الظلمون بواو الرفع او قال والارض وما دحها مكان طحها وان خرجت به عن لفظ القرآن ولم يتغير به المعنى لا تفسد عندهما خلافا لابي يوسف كما قرأ قيامين بالقسط مكان قوامين او دوارا مكان ديارا وان لم تخرج به عن لفظ القرآن وتغير به المعنى فالخلاف بالعكس كما لو قرأ وانتم خامدون مكان سامدون وللمتأخرين قواعد اخر غير ما ذكرنا واقتصرنا على ما سبق لاطرادها في كل الفروع بخلاف قواعد المتأخرين :-

(واعلم) انه لا يقيس مسائل زلة القاري بعضها على بعض الا من له دراية باللغة العربية والمعاني وغير ذلك مما يحتاج اليه التفسير كما في منية المصلي وفي النهر واحسن من لخص من كلامهم في زلة القاري الكمال في زاد الفقير فقال ان كان الخطأ في الاعراب ولم يتغير

بہ المعنیٰ ککسر قوامًا مکان فتحہا وفتح باء نعبد مکان ضمہا لا تفسد وان غیر کنصب ھمزۃ العلماءُ وضم ھاء الجلالۃ من قولہ تعالیٰ انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلمٰؤا تفسد علی قول المتقدمین و اختلف المتاخرون فقال ابن الفضل وابن مقاتل وابن جعفر والحلوانی وابن سلام واسمٰعیل الزاہدی لاتفسد وقول ھؤلاء اوسع وان کان بوضع حرف مکان حرف ولم یتغیر المعنیٰ نحوایاب مکان اواب لاتفسد وعن ابی سعید تفسد وکثیرا مایقع فی قراءۃ بعض القرویین والاتراک والسودان وبالک نعبد بواو مکان الھمزۃ والصراط الذین بزیادۃ الالف واللام وصرحوا فی الصورتین بعدم الفساد وان غیر المعنیٰ وتمامہ فیہ فلیراجع واللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم و استغفراللّٰہ العظیم،

ترجمہ وشرح

تکمیل :- (۱) زلۃ القاری (یعنی قراءت کرنے والے کی غلطی) کے احکام نہایت ضروری مسائل میں سطحی نظر میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کے لئے قواعد مقرر نہیں مگر درحقیقت یہ خیال غلط ہے

ان احکام کے متعلق علماء کے نظریوں میں اختلاف واقع ہوا اور پھر ان مختلف نظریوں کے بموجب کچھ قواعد مرتب ہوئے زلۃ القاری کے احکام ان قواعد کی روشنی میں ترتیب پاتے ہیں۔

(۲) غلط قراءت سے جو لفظ پیدا ہوا، اس کے متعلق امام اعظمؒ اور امام محمد صاحبؒ یہ بحث نہیں کرتے کہ آیا وہ لفظ قرآن پاک میں ہے یا نہیں ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ اگر معنی میں نمایاں تبدیلی ہو گئی تب تو نماز فاسد ہو گی ورنہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔

امام ابو یوسف صاحبؒ کا ضابطہ اس کے برعکس ہے وہ معنی کی نمایاں یا معمولی تبدیلی سے نماز کو فاسد نہیں کہتے ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ غلط قراءت سے جو لفظ پیدا ہوا ہے اگر وہ قرآن میں کسی جگہ موجود ہے تو نماز فاسد نہیں معنی میں خواہ تبدیلی ہو یا نہیں اور اگر وہ لفظ قرآن پاک میں کسی جگہ موجود نہیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

امام ابو یوسف صاحبؒ کے نزدیک اعراب کی تبدیلی کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ خطا یا فراموشی سے لفظ میں غلطی ہو گئی ہو لیکن اگر قصداً غلط پڑھا تو بالاتفاق

ہر صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر اس سے حمد و ثنا کے معنٰی پیدا ہو جاتے ہیں تو علامہ ابن امیر الحاج نے یہ بتایا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہو گی۔

(۴) یہاں چند مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

پہلا مسئلہ:۔ اعراب کی غلطی کے متعلق ہے یعنی زبر، زیر، پیش میں ایک کے بجائے دوسرے کو پڑھ دیا جائے یا تشدید کے بجائے تخفیف یا تخفیف کے بجائے تشدید یا مد کے بجائے قصر یا اس کے برعکس یا ادغام کے بجائے بلا ادغام یا اسکے برخلاف عہ اعراب کی غلطی اگر معنی میں تبدیلی نہ ہو تو متفقہ قول ہے کہ نماز میں فساد نہیں آتا۔ (کما فی المضمرات)

اور اگر معنٰی میں تبدیلی ہو جائے مثلاً وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيمَ رَبَّهٗ، ابراہیم کے میم پر پیش یا رب کی با پر زبر پڑھ لے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ضابطے کے بموجب تو صحیح روایت یہی ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ معنی میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی) اور امام ابو یوسف صاحبؒ کے ضابطے کے بموجب نماز فاسد نہ ہونی چاہئے کیونکہ انکے نزدیک اعراب کا اعتبار نہیں اور فتوٰی اسی پر ہے۔ چنانچہ محمد بن مقاتل، محمد بن سلام، اسمٰعیل زاہد، ابو بکر، سعید بلخی، ہندوانی ابن فضل اور حلوانی جیسے حضرات متاخرین کا فتوٰی یہی ہے کہ اعراب کی غلطی سے کبھی بھی نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ وہ غلطی ایسی ہی کیوں نہ ہو جس پر عقیدہ جمالینا کفر ہوتا ہو۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ عوام الناس اعراب کی صورتوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ لہٰذا صحت اعراب کی قید لگانے میں عوام پر ناقابل برداشت تنگی ہے (جسکو شریعت نے اٹھایا ہے)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ خلاصہ میں بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ صاحب خلاصہ کا ارشاد ہے۔

وفی النوازل لا تفسد فی الکل وبہ یفتی یعنی نوازل (کتاب کا نام) میں ہے کہ ان تمام صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اسی پر فتوٰی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اس قول کی توضیح میں خطا یا نادانستہ غلطی کی شرط ضرور لگائی جائے یعنی نماز اس صورت میں

عہ جن حضرات کو عربوں کی گفتگو سننے کا موقع ملا ہو وہ بخوبی جانتے ہیں کہ بسا اوقات وہ آخری حرف کو ساکن بولتے ہیں اور پھر اعراب میں تو بے حد تبدیلی ہوتی ہے۔ ہم لوگ جو نحوی اور صرفی قواعد سے عربی بولتے ہیں، یہی سوچتے رہتے ہیں کہ یہ لفظ فاعل ہے یا مفعول۔ اسی طرح ضمیروں کی حرکتوں میں بھی بہت زیادہ تفاوت ہوتا ہے۔ قُلْتَ کے بجائے قلتُ عموماً بولتے ہیں۔ وغیر ذالک اور پھر وقت یہ ہے کہ ان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ کہ ان کی گفتگو نحوی یا صرفی قواعد کے اعتبار سے غلط ہوتی ہے حتّٰی کہ کوئی ہندوستانی قواعد نحو سے استدلال کرکے ان کی غلطی نکالے وہ اس کو ایسے ہی احمق بنائیں گے جیسے کوئی عرب یا انگریز اردو کے کسی محاورہ میں کسی نحوی قاعدہ کے لحاظ سے ہماری غلطی نکالنے لگے۔

فاسد نہ ہوگی کہ جب نادانستہ طور پر اعراب میں غلطی ہوگئی یا اگر قصداً اعراب غلط پڑھا تھا تو اس غلط اعراب سے معنی میں زیادہ تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ جیسے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی میں رحمٰن کے نون کے پیش کے بجائے زبر پڑھا جائے۔

لیکن اگر قصداً غلط اعراب پڑھا جائے اور غلطی بھی ایسی ہو جس سے معنی میں بہت زیادہ تبدیلی ہو جائے یا ایسے معنی پیدا ہوں جس کا عقیدہ کفر ہے تو ایسی صورت میں فساد نماز کا حکم تو کم سے کم درجہ ہے۔

بہر حال امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے یعنی شرائط بالا کا لحاظ رکھتے ہوئے اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

ب۔ مشدد کی تخفیف جیسے ایاك نعبد یا رب العالمین تشدید کے بغیر متاخرین کا قول ہے اور مسلک مختار یہی ہے اس صورت میں نماز نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ مد یا تشدید کے چھوڑ دینے کا حکم وہی ہوگا جو اعراب کی غلطی کا۔ چنانچہ قاضی خاں میں یہی تحریر ہے اور مضمرات کی تصریح کے بموجب یہی قول صحیح بھی ہے ذخیرہ میں بھی یہی تصریح ہے کہ یہی قول صحیح ہے اور ابن امیر الحاج نے بھی یہی فرمایا ہے۔

مخفف کو مشدد پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ جو مشدد کو مخفف پڑھنے کا حکم ہے علی ہذا۔ اظہار، ادغام اور اس کے برعکس وغیرہ۔

بہر حال یہ تمام صورتیں ایک ہی حیثیت رکھتی ہیں اور اعراب کی غلطی میں جو اختلاف اور جو فیصلہ ہے وہی ان تمام صورتوں میں چلتا ہے

دوسرا مسئلہ۔ موقعہ وقف اور بے محل ابتدا کے متعلق ہے اس سے اگر معنی میں تبدیلی نہ ہو تو نماز میں فساد نہیں آتا متقدمین اور متاخرین کا اسی پر اجماع ہے۔ اور اگر معنی میں تبدیلی پیدا ہو جائے تو اس میں اختلاف ہے بہر حال فتویٰ یہی ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور عام طور پر ہمارے علمائے متاخرین کا یہی قول ہے کیونکہ وقف اور وصل کی پابندی کا حکم خصوصیت کے ساتھ عوام الناس کو پریشانی میں ڈال دیتا ہے۔ حالانکہ اس قسم کی پریشانی سے شریعت اسلام آزاد اور محفوظ ہے۔ ذخیرہ، سراجیہ اور نصاب میں ایسا ہی درج ہے۔ نصاب میں یہ بھی ہے کہ اگر تمام قرآن شریف میں وقف کو چھوڑ دے تو ہمارے علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔

ضروری مسئلہ:۔ اگر ایک کلمہ کا کوئی ٹکڑا دوسرے سے الگ کر دیا مثلاً الحمد للہ کہنے کا ارادہ تھا مگر پہلے ال۔ کہہ کر لام پر وقف کر دیا یا الح کہہ کر حا پر یا میم پر وقف کر دیا۔ یا مثلاً..... والعادیات پڑھنا چاہتا تھا۔ والعا کہہ کر سانس ٹوٹ جانے یا مثلاً باقی حصہ بھول جانے کے باعث عین پر وقف کر دیا پھر باقی حصہ پورا کر لیا۔ یا اس کو چھوڑ کر دوسری آیت شروع کر دی تو (ضرورت اور عمومی بلویٰ کے پیش نظر) عام مشائخ کا مسلک یہی ہے کہ ان صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹتی۔ اگرچہ معنی میں تبدیلی ہو جائے۔ کما فی الذخیرہ وھو الاصح کما ذکرہ ابو اللیث۔

تیسرا مسئلہ:۔ ایک کلمہ کی جگہ پر دوسرا کلمہ ادا کر دینے کی صورت۔ اس میں چند شکلیں ہیں

(۱) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے خارج نہیں ہوتا۔ اور جو معنی مقصود و مراد ہیں ان میں بھی تبدیلی نہیں واقع ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے ان الظالمین کے بجائے ان الظالمون پڑھا جائے۔ یا طحاھا کے بجائے دحاھا پڑھ دیا جائے۔

(۲) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے خارج ہے مگر معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے قوامین کے بجائے قیامین یا دیارا کے بجائے دوارا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے قول کے بموجب نماز میں فساد نہیں آتا۔ امام ابو یوسف کا قول اس کے خلاف ہے۔

(۳) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے تو خارج نہیں مگر معنی میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے مثلاً و انتم سامدون کے بجائے وانتم خامدون پڑھ دیا جائے تو اس صورت میں مسئلہ سابق کے برخلاف آئمہ کے اقوال کا اختلاف ہوگا یعنی امام ابو یوسف کے نزدیک تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کے بموجب نماز فاسد ہو جائے گی۔

متاخرین نے مذکورہ بالا قواعد کے علاوہ کچھ اور قواعد بھی ترتیب دیئے ہیں مگر ہم نے صرف مذکورہ بالا قواعد پر اکتفا کیا۔ کیونکہ یہ قواعد تمام فروعات میں نافذ ہو جاتے ہیں اور متاخرین کے قواعد میں یہ بات نہیں۔

تنبیہ

یہ خیال رکھو کہ زلۃ القاری کے مسائل میں ایک کو دوسرے پر وہی شخص قیاس کر سکتا ہے جس کو عربی لغت معانی اور اس کے علاوہ ان امور کی کافی واقفیت ہو جن کی تفسیر میں ضرورت ہوتی ہے

(منیۃ المصلی)

علامہ کمال نے اس مسئلہ میں فواد التفسیر میں نہایت ہی بہتر اور سب سے عمدہ طور پر کلام فقہا کا خلاصہ بیان کر دیا ہے

(فصل) لو نظر المصلي إلى مكتوب وفهمه أو أكل ما بين أسنانه وكان دون الحمصة بلا عمل كثير أو مر مار في موضع سجوده لا تفسد وإن أثم المار ولا تفسد بنظره إلى فرج المطلقة بشهوة في المختار وإن ثبت به الرجعة

(فصل) يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئاً ترك واجب أو سنة عمداً كعبثه بثوبه وبدنه وقلب الحصى إلا للسجود مرة وفرقعة الأصابع وتشبيكها والتخصر والالتفات بعنقه والإقعاء وافتراش ذراعيه وتشمير كميه عنهما وصلاته في السراويل مع قدرته على لبس القميص ورد السلام بالإشارة والتربع بلا عذر وعقص شعره والاعتجار وهو شد الرأس بالمنديل وترك وسطها مكشوفاً وكف ثوبه وسدله والاندراج فيه بحيث لا يخرج يديه وجعل الثوب تحت إبطه الأيمن وطرح جانبيه على عاتقه الأيسر والقراءة في غير حالة القيام وإطالة الركعة الأولى في التطوع وتطويل الثانية على الأولى في جميع الصلوات وتكرار السورة في ركعة واحدة من الفرض وقراءة سورة فوق التي قرأها وفصله بسورة بين سورتين قرأهما في ركعتين وشم طيب وترويحه بثوبه أو بمروحة مرة أو مرتين وتحويل أصابع يديه أو رجليه عن القبلة في السجود وغيره وترك وضع اليدين على الركبتين في الركوع والتثاؤب وتغميض عينيه ورفعهما للسماء والتمطي والعمل القليل وأخذ قملة وقتلها وتغطية أنفه وفمه ووضع شيء في فمه يمنع القراءة المسنونة والسجود على كور عمامته وعلى صورة والاقتصار على الجبهة بلا عذر بالأنف والصلاة في طريق والحمام وفي المخرج وفي المقبرة وأرض الغير بلا رضاه وقريباً من نجاسة ومدافعاً لأحد الأخبثين أو الريح ومع نجاسة غير مانعة إلا إذا خاف فوت الوقت أو الجماعة وإلا ندب قطعها والصلاة في ثياب البذلة ومكشوف الرأس لا للتذلل والتضرع وبحضرة طعام يميل إليه وما يشغل البال ويخل بالخشوع وعد الآي

وَالتَّسْبِيْحُ بِالْيَدِ وَقِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْمِحْرَابِ أَوْ عَلَى مَكَانٍ أَوِ الْأَرْضِ وَحْدَهُ؛ وَالْقِيَامُ خَلْفَ صَفٍّ فِيْهِ فُرْجَةٌ وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ وَأَنْ يَكُوْنَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ خَلْفَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحِذَائِهِ صُوْرَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَغِيْرَةً أَوْ مَقْطُوْعَةَ الرَّأْسِ أَوْ لِغَيْرِ ذِي رُوْحٍ وَأَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّوْرٌ أَوْ كَانُوْنٌ فِيْهِ جَمْرٌ أَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ وَمَسْحُ الْجَبْهَةِ مِنْ تُرَابٍ لَا يَضُرُّهُ فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ وَتَعْيِيْنُ سُوْرَةٍ لَا يَقْرَأُ غَيْرَهَا إِلَّا لِيُسْرٍ عَلَيْهِ أَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرْكُ اتِّخَاذِ سُتْرَةٍ فِي مَحَلٍّ يَظُنُّ الْمُرُوْرَ فِيْهِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

ترجمہ۔ **فصل** :۔ نماز پڑھنے والا کسی تحریر شدہ چیز کو دیکھ کر اسے (دورانِ نماز) سمجھ لے یا بغیر کثیر عمل کے دانتوں میں چنے کی مقدار سے کم لگی ہوئی کوئی چیز کھالے یا کوئی نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذر جاتے تو نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ البتہ گزرنے والے کو گناہ ہوگا۔

مطلقہ کی شرمگاہ پر (طلاق دینے والے شوہر کو) شہوت کے ساتھ نظر ڈالنے سے راجح قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ رجعت کے ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔

فصل :۔ ستر اشیا نماز پڑھنے والے کے لئے باعثِ کراہت ہیں

(۱) عمداً کسی مسنون یا واجب (فعل) کا ترک مثلاً دورانِ نماز کپڑے اور بدن سے کھیلنا۔

(۲) کنکریاں اُلٹنا پلٹنا۔ البتہ ایک بار سجدہ کی خاطر اُلٹنے پلٹنے میں حرج نہیں۔

(۳) اور انگلیاں چٹخانا اور انگلیاں انگلیوں میں پھنسانا مکروہ ہے

(۴) اور باعثِ کراہت ہے کہ (دورانِ نماز) کوکھ پر ہاتھ رکھے۔

(۵) اور التفات کے ساتھ دائیں اور بائیں گردن گھما کر دیکھے۔

(۶) اور کتے کی مانند بیٹھنا باعثِ کراہت ہے (وہ یہ کہ دونوں سرینوں پر اس طرح بیٹھے کہ گھٹنے کھڑے کرے)

(۷) اور سجدہ میں دونوں بازوں کو بچھانا باعثِ کراہت ہے۔

(۸) اور کہنیوں پر سے آستین چڑھا لینا (کہ کہنیاں کھل جائیں)

(۹) قمیص کے پہننے پر قادر ہوتے ہوتے صرف پاجامہ پہن کر نماز ادا کرنا۔

(۱۰) بذریعہ اشارہ سلام کا جواب دینا۔
(۱۱) کسی عذر کے بغیر چار زانو بیٹھنا۔
(۱۲) اور بالوں کو لپیٹنا ("مغرب" نامی کتاب میں ہے "عقص شعر" یہ ہے کہ بال سر پر یکجا کرکے جوڑا بنالے) اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ بالوں کے سرے بالوں کی جڑوں میں داخل کرے)
(۱۳) سر کو بذریعہ رومال باندھنا اور درمیانی حصہ کو کھلا رہنے دینا۔
(۱۴) دورانِ نماز کپڑے چننا۔
(۱۵) بدن کے اوپر کپڑے لٹکانا۔
(۱۶) کپڑا اس طرح لپیٹ لینا کہ اس کے لئے دونوں ہاتھ بھی نکالنے ممکن نہ ہوں
(۱۷) کپڑا اپنی دائیں بغل سے نکالنے کے بعد کپڑے کے دونوں کنارے بائیں شانہ پر ڈالنا۔
(۱۸) قیام کی حالت کے علاوہ میں تلاوتِ قرآن شریف۔
(۱۹) نماز نفل کے اندر رکعتِ اولیٰ کو (دوسری رکعت سے) لمبی کرنا۔ اور باقی ساری نمازوں کے اندر دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبی کرنا۔
(۲۰) نماز فرض کی ایک ہی رکعت کے اندر کسی سورۃ کی بار بار تلاوت
(۲۱) جس سورۃ کی تلاوت کرچکا ہو اس سے اوپر والی سورۃ کی تلاوت
(۲۲) اور دو رکعات کے اندر تلاوت کردہ سورتوں کے درمیان ایک سورۃ کا فصل۔
(۲۳) اور دورانِ نماز خوشبو سونگھ لینا۔
(۲۴) اور ایک یا دو بار پنکھے یا کپڑے کے ذریعہ ہوا کرنا۔
(۲۵) اپنے ہاتھوں یا پیروں کی انگلیاں قبلہ سے دورانِ سجدہ وغیرہ پھیرنا۔
(۲۶) دورانِ رکوع دونوں گھٹنوں پہ ہاتھ نہ رکھنا۔
(۲۷) دورانِ نماز جمائی لینا۔
(۲۸) دورانِ نماز آنکھیں بند کرنا۔
(۲۹) آنکھیں آسمان کی جانب اٹھانا۔
(۳۰) دورانِ نماز انگڑائی لینا
(۳۱) دورانِ نماز قلیل عمل (غیر مفسد نماز) کرنا (باعثِ کراہت ہے)
(۳۲) دورانِ نماز جوں کا پکڑنا۔ اور اسے مار دینا۔

(۳۳) ناک اور منہ (کپڑے وغیرہ سے) پوشیدہ کرلینا۔
(۳۴) کوئی ایسی شے منہ میں رکھنا جو مسنون قرآت میں مانع ہو
(۳۵) اور عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا۔
(۳۶) تصویر کے اوپر سجدہ کرلینا۔
(۳۷) ناک کے کسی عذر کے بغیر فقط پیشانی سے سجدہ کرنا۔
(۳۸) اور سرِ راہ نماز پڑھنا۔
(۳۹) اور غسل خانہ میں نماز پڑھنا۔
(۴۰) بیت الخلاء میں نماز پڑھنا۔
(۴۱) اندرونِ قبرستان نماز پڑھنا۔
(۴۲) کسی شخص کی زمین میں اسکی رضا کے بغیر نماز پڑھنا۔
(۴۳) کسی نجاست کے قریب نماز پڑھنا۔
(۴۴) پاخانہ یا پیشاب کو دبانے کی حالت میں نماز پڑھنا۔
(۴۵) یا ریاح روک کر نماز پڑھنا (کہ اس سے یکسوئی اور اطمینان برقرار نہیں رہتا بلکہ اخراج ریاح کے بعد اطمینان سے وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔
(۴۶) اور نجاست کی ایسی قلیل مقدار کے ساتھ نماز پڑھنا جس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا ممنوع نہ ہو۔ (نماز پڑھنا مکروہ ہے) البتہ اگر جماعت یا وقت نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اسی طرح نماز پڑھ لے۔ ورنہ باعثِ استحباب ہے کہ پاخانہ یا پیشاب سے فارغ ہو کر (وضو کر کے) نماز پڑھے۔
(۴۷) اور خراب کپڑوں میں نماز مکروہ ہے
(۴۸) اور برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اظہارِ تضرع وعاجزی کی بناپر ننگے سر نماز مکروہ نہیں۔
(۴۹) اور ایسے کھانے کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے کہ اس کے کھانے کی طرف رغبت ہو۔
(۵۰) اور ہر ایسی شئے کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے جسکی جانب دل مائل وراغب ہو۔ اور خشوع خضوع میں اسکی وجہ سے خلل پڑے۔
(۵۱) دورانِ نماز ہاتھ کے ذریعہ آیتوں اور تسبیح کا گننا۔
(۵۲) امام کا اندرونِ محراب (اس طرح) کھڑا ہونا (کہ قدم بھی باہر نہ ہوں)
(۵۳) یا مکان یا زمین کے اوپر تنہا کھڑا ہو (یعنی امام زمین پر کھڑا ہو اور مقتدی دکان پر ہوں) یا اسکے

برعکس ہو یہ مکروہ ہے۔

(۵۴) یہ باعث کراہت ہے کہ صف میں جگہ ہوتے ہوتے ایک مقتدی صف کے پیچھے کھڑا ہو۔

(۵۵) ایسا کپڑا پہننا جو تصویر دار ہو۔

(۵۶) اور مکروہ ہے کہ کسی ذی رُوح کی تصویر نماز پڑھنے والے کے سامنے یا دائیں یا بائیں پہلو کے مقابل ہو البتہ اگر (اتنی) چھوٹی تصویریں ہوں (کہ دیکھنے والے کو نظر نہ آئیں یا تصویر کا سر کٹا ہوا ہو۔ یا تصویر کسی غیر ذی رُوح (مثلاً پہاڑ وغیرہ) کی تصویر ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(۵۷) یا اس کے آگے تنور رہا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(۵۸) یا انگیٹھی ہو جس میں انگارے ہوں تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(۵۹) یا نمازی کے آگے کچھ لوگ پڑے ہوئے نیند کی آغوش میں ہوں۔

(۶۰) اور مکروہ ہے کہ دورانِ نماز ایسی مٹی پیشانی سے دُور کرے جو اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔

(۶۱) اور نماز میں متعین سورۃ کی تلاوت کہ اس سورۃ کے علاوہ کی تلاوت ہی نہ کرے۔ البتہ اگر (اپنی) سہولت کی خاطر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلاوت فرمانے کی بنا پر بطور تبرک تلاوت کرے تو مضائقہ نہیں

(۶۲) جس جگہ سے یہ خیال ہو کہ لوگ گذریں گے وہاں سترہ ترک کر دینا۔

تشریح و توضیح | وقلبُ الحصی الخ سجدہ کیلئے بار بار سنگریزے ہٹانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر ایک بار ضرورتاً ایسا کر لیا جائے تو اسمیں مضائقہ نہیں۔

"مسلم شریف" میں حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو سجدہ کیلئے مٹی ہموار کرے فرمایا۔ اگر کرے تو ایک بار کرے نیز "صحاح ستہ" میں مرفوعاً روایت ہے کہ دورانِ نماز سنگریزے نہ ہٹاؤ اور اگر ہٹانا ضروری ہو تو صرف ایک بار ہٹاؤ۔

و التخصر الخ اس کے بارے میں نہی و ممانعت کی روایات ابن ماجہ کے علاوہ بخاری و مسلم وغیرہ میں موجود ہیں۔

و الاقعاء الخ مسلم، ترمذی، مسند احمد، بیہقی اور، ابن ماجہ" وغیرہ میں ممانعت کی روایات موجود ہیں

و التربع الخ اس طرح بیٹھنا مسنون طریقہ سے بیٹھنے کے خلاف ہے۔ اس لئے مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ حالت عذر اس سے مستثنیٰ ہے۔ منقول ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما درد کی بنا پر چار زانو بیٹھتے تھے مگر دوسروں (غیر معذورین) کو اس سے منع فرماتے تھے۔ (یہ روایت "موطا امام مالکؒ" میں ہے)

فی ثیاب البذلۃ الخ۔ کیونکہ ترکِ اہتمام نماز کا ابہام ہوتا ہے جو کہ افضل العبادات ہے اس لئے اسے مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

ورفعہما الی السماء الخ کیونکہ اس کے اندر ترکِ خشوع اور بے ادبی ہے اسلئے اسے منع کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ دورانِ نماز آنکھیں آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں اور فرمایا تو اس سے رُک جائیں ورنہ (ممکن ہے) انکی بینائی چھین لی جائے (بخاری ومسلم)

(ابوداؤد وغیرہ میں تقریباً انہیں الفاظ کے ساتھ یہ روایت موجود ہے)

وعدّ الآی الخ دورانِ نماز انگلیوں وغیرہ پر شمار کرنا مکروہ ہے اور اگر زبان سے ہو تو بالاتفاق مفسد صلوٰۃ ہے یہ انگلیوں پر گننا کیونکہ منافی خشوع ہے اسلئے مکروہ تنزیہی ہے اور اس کے اطلاق میں اس طرف اشارہ ہے کہ

یہ کراہت عام ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔

(فَصْلٌ) فِی اِتِّخَاذِ السُّتْرَۃِ وَدَفْعِ الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ) اِذَا ظَنَّ مُرُوْرًا یُسْتَحَبُّ لَہٗ اَنْ یَغْرِزَ سُتْرَۃً تَکُوْنُ طُوْلَ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِیْ غِلَظِ الْاِصْبَعِ وَالسُّنَّۃُ اَنْ یَقْرُبَ مِنْہَا وَیَجْعَلَہَا عَلٰی اَحَدِ حَاجِبَیْہِ لَا یَصْمُدُ اِلَیْہَا صَمْدًا وَاِنْ لَمْ یَجِدْ مَا یَنْصُبُہٗ فَلْیَخُطَّ خَطًّا طُوْلًا وَقَالُوْا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْہِلَالِ وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْکُ دَفْعِ الْمَارِّ وَرُخِّصَ دَفْعُہٗ بِالْاِشَارَۃِ اَوْ بِالتَّسْبِیْحِ وَکُرِہَ الْجَمْعُ بَیْنَہُمَا وَیَدْفَعُہٗ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَۃِ وَتَدْفَعُہٗ بِالْاِشَارَۃِ اَوِ التَّصْفِیْقِ بِظَہْرِ اَصَابِعِ الْیُمْنٰی عَلٰی صَفْحَۃِ کَفِّ الْیُسْرٰی وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَہَا لِاَنَّہٗ فِتْنَۃٌ وَلَا یُقَاتِلُ الْمَارَّ وَمَا وَرَدَ بِہٖ مُؤَوَّلٌ بِاَنَّہٗ کَانَ وَالْعَمَلُ مُبَاحٌ وَقَدْ نُسِخَ

(فَصْلٌ) فِیْمَا لَا یُکْرَہُ لِلْمُصَلِّیْ لَا یُکْرَہُ لَہٗ شَدُّ الْوَسَطِ وَلَا تَقَلُّدُ بِسَیْفٍ وَنَحْوِہٖ اِذَا لَمْ یَشْتَغِلْ بِحَرَکَتِہٖ وَلَا عَدَمُ اِدْخَالِ یَدَیْہِ فِیْ فَرْجِیِّہٖ وَشَقِّہٖ عَلَی الْمُخْتَارِ وَلَا التَّوَجُّہُ لِمُصْحَفٍ اَوْ سَیْفٍ مُعَلَّقٍ اَوْ ظَہْرِ قَاعِدٍ یَتَحَدَّثُ اَوْ شَمْعٍ اَوْ سِرَاجٍ عَلَی الصَّحِیْحِ وَالسُّجُوْدُ عَلٰی بِسَاطٍ فِیْہِ تَصَاوِیْرُ لَمْ یَسْجُدْ عَلَیْہَا وَقَتْلُ حَیَّۃٍ وَعَقْرَبٍ خَافَ اَذَاہُمَا وَلَوْ بِضَرَبَاتٍ وَانْحِرَافٍ عَنِ الْقِبْلَۃِ فِی الْاَظْہَرِ وَلَا بَاْسَ بِنَفْضِ ثَوْبِہٖ کَیْلَا یَلْتَصِقَ بِجَسَدِہٖ فِی الرُّکُوْعِ وَلَا بِمَسْحِ

جَبْهَتِهٖ مِنَ التُّرَابِ اَوِ الْحَشِيْشِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَلَا قَبْلَ الْفَرَاغِ اِذَا ضَرَّهٗ اَوْ شَغَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ وَلَا بِالنَّظَرِ بِمُؤْقِ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ وَلَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْفُرُشِ وَالْبُسُطِ وَاللُّبُوْدِ وَالْاَفْضَلُ الصَّلٰوةُ عَلَى الْاَرْضِ اَوْ عَلٰى مَا تُنْبِتُهٗ وَلَا بَاْسَ بِتَكْرَارِ السُّوْرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ النَّفْلِ،

(فَصْلٌ) فِيْمَا يُوْجِبُ قَطْعَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُجِيْزُهٗ وَغَيْرِ ذٰلِكَ) يَجِبُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلِّيْ لَا بِنِدَاءِ اَحَدِ اَبَوَيْهِ وَيَجُوْزُ قَطْعُهَا بِسَرِقَةِ مَا يُسَاوِيْ دِرْهَمًا وَلَوْ لِغَيْرِهٖ وَخَوْفِ ذِئْبٍ عَلٰى غَنَمٍ اَوْ خَوْفِ تَرَدِّيْ اَعْمٰى فِيْ بِئْرٍ وَنَحْوِهٖ وَاِذَا خَافَتِ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ وَاِلَّا فَلَا بَاْسَ بِتَاْخِيْرِهَا الصَّلٰوةَ وَتُقْبِلُ عَلَى الْوَلَدِ وَكَذَا الْمُسَافِرُ اِذَا خَافَ مِنَ اللُّصُوْصِ اَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ جَازَ لَهٗ تَاْخِيْرُ الْوَقْتِيَّةِ وَتَارِكُ الصَّلٰوةِ عَمَدًا كَسَلًا يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى يَسِيْلَ مِنْهُ الدَّمُ وَيُحْبَسُ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا وَكَذَا تَارِكُ صَوْمِ رَمَضَانَ وَلَا يُقْتَلُ اِلَّا اِذَا جَحَدَ اَوِ اسْتَخَفَّ بِاَحَدِهِمَا

ترجمہ (فصل) سترہ کا قیام اور نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو دُور کرنا۔ اگر کسی کے وہاں سے گزرنے کا گمان ہو تو نماز پڑھنے والے کیلئے باعثِ استحباب ہے کہ بقدر ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ کا اپنے آگے سترہ کرے جس کی موٹائی ایک انگل کے بقدر ہو۔ اور سترہ کے نزدیک رہنا مسنون ہے اور سترہ ابرودوں میں سے کسی ابرو کے برابر ہو اور رُخ سیدھا اسی کی طرف نہ کرے۔

اگر کھڑا کرنے کی خاطر کوئی چیز میسر نہ ہو تو لمبائی میں ایک خط کھینچ دینا چاہیئے اور فقہاء فرماتے ہیں کہ چوڑائی میں ہلال کی مانند کھینچ دے۔ اور باعثِ استحباب ہے کہ نماز پڑھنے والا گزرنے والے کو بذریعہ ہاتھ کے دُور نہ کرے بلکہ تسبیح (سبحان اللہ وغیرہ) یا اشارہ سے روک دے۔ تسبیح اور اشارہ کو جمع کرنا (اور دونوں سے گزرنے والے کے روکنے میں کام لینا) مکروہ ہے۔

اور تلاوت کی آواز اُونچی کرکے بھی ہٹانا درست ہے۔

اور عورت اشارہ یا تصفیق (دائیں ہاتھ کی انگلیوں کا بالائی حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے کنارہ پر مارنا) کے ذریعہ گزرنے والے کو ہٹائے اور آواز اُونچی نہ کرے اس لئے کہ عورت کی آواز بجائے خود فتنہ (اور ابتلاء کا سبب) ہے۔ اور نمازی گزرنے والے سے مصروفِ جنگ نہ ہو اور اس مضمون سے رنگ سے متعلق جو حدیث

آتی ہے اس کی تاویل اس طرح کی گئی ہے کہ یہ حکم اس دور میں تھا جبکہ دورانِ نماز عمل درست تھا۔ اور اب وہ حکم منسوخ ہو چکا۔

فصل نماز پڑھنے والے کے واسطے غیر مکروہ اشیاء

نماز پڑھنے والے کے واسطے کمر کو باندھ لینا اور تلوار یا تلوار کی مانند شے حائل کرنا باعثِ کراہت نہیں بشرطیکہ اسکی حرکت اس کے قلب کو مشغول نہ کرے۔

اور راجح قول کے مطابق فرجی (ایک نوع کی عبا) اور اس کے کھلے ہوئے حصہ میں ہاتھ ڈالنا باعثِ کراہت نہیں۔ قرآنِ کریم یا وہ تلوار جو (نمازی کے سامنے) لٹک رہی ہو ایسے بیٹھے ہوئے شخص کے پیچھے جو مصروفِ گفتگو ہو یا شمع یا چراغ کی جانب رُخ کر کے صحیح قول کے مطابق نماز ادا کرنا باعثِ کراہت نہیں

ایسے با تصویر فرش کے اوپر سجدہ کر اس پر سجدہ کی جگہ تصویر نہ ہو باعثِ کراہت نہیں

اور وہ سانپ یا بچھو جن سے ایذاء کا اندیشہ ہو مار دینا باعثِ کراہت نہیں خواہ کئی ضربوں کے ذریعہ ہلاک ہوں اور خواہ (اس کیوجہ سے) قبلہ سے رُخ پھر جائے۔ زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے (مگر مفتی بہ قول کے مطابق عملِ کثیر مفسدِ صلوٰۃ ہے۔)

اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کپڑا اس لئے جھٹک دیا جائے تاکہ بحالتِ رکوع جسم سے نہ چپٹے

اور نماز سے فارغ ہو کر مٹی یا تنکے سے پیشانی کو صاف کرنا مکروہ نہیں اور نماز سے فارغ ہونے سے قبل (اس وقت صاف کرنے میں مضائقہ نہیں کہ وہ مٹی یا تنکا تکلیف دہ ہو یا اس کا قلب اسکی وجہ سے نماز سے پھر رہا اور دھیان ہٹ رہا) ہو چہرہ گھمائے بغیر آنکھ کے کونے سے دیکھ لینا باعثِ کراہت نہیں افضل یہ ہے کہ زمین پر نماز پڑھی جائے یا ایسی چیز کے اوپر نماز پڑھیں جو زمین سے اُگی ہو (مثلاً گھاس پھوس)

اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ نفل کی دو رکعات میں ایک ہی سورۃ تلاوت کی جائے۔

فصل :- جن چیزوں کے باعث نماز توڑنا واجب ہے اور جن کیوجہ سے نماز توڑنا درست ہے۔

اور ان کے علاوہ (کا بیان) اگر کوئی مصیبت (وسخت پریشانی) میں مبتلا شخص نماز پڑھنے والے سے مدد کا طالب ہو تو واجب ہے کہ نماز توڑ دے (اور اسکی مدد کرے) اور یہ واجب نہیں کہ والدین (میں سے کوئی) پکارے تو نماز توڑ دی جائے (فرض نماز کا یہی حکم ہے)

ایسی شے کے چوری کے اندیشہ پر جسکی قیمت ایک درہم کے مساوی ہو جائز ہے کہ نماز توڑ دی جائے خواہ وہ چیز (نماز پڑھنے والے کے علاوہ) کسی اور ہی کی کیوں نہ ہو۔

اور بھیڑیے کے بکری کھالینے کا اندیشہ ہو یا اس کا اندیشہ ہو کہ نابینا شخص کنویں میں گرجائے گا۔ اور اسی کے مانند اندیشہ پر نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اور دایہ کو بچہ کی موت کا اندیشہ ہو تو واجب ہے کہ نماز توڑ دے۔ دایہ بچہ کے اوپر توجہ کرنے اور تاخیر نماز میں حرج نہیں اور اسی طریقہ سے اگر مسافر کو چوروں یا ڈاکوؤں کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے وقتیہ نماز میں تاخیر جائز ہے۔ اور قصداً سستی کے باعث تارک نماز کو اتنا پیٹا جائے کہ اس کے جسم سے خون بہہ جائے اور نماز ترک کرنے والے کو قید میں ڈال دیا جائے حتیٰ کہ وہ نماز پڑھنی شروع کر دے۔ ایسا ہی برتاؤ اس شخص کے ساتھ کیا جائے جو رمضان شریف کے روزے نہ رکھے اور وہ شخص ترکِ نماز و ترکِ روزہ کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے۔ البتہ اگر وہ نماز یا روزہ کی فرضیت کا ہی منکر ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی توہین کا مرتکب ہو (تو قتل کر دینا درست ہے)۔

تشریح وتوضیح ولا یقطع الصلوٰۃ مرور شیء وادرؤا ما استطعتم ولا یدفع المار الخ یعنی نمازی کے آگے سے گزرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت یا کوئی جانور نماز پڑھنے والے کی نماز بہرصورت فاسد نہ ہوگی

حدیث شریف میں ہے کہ نماز کو کوئی چیز (گذرنا) منقطع نہیں کرتی اور بقدرِ امکان گزرنے والے کو گزرنے سے روکو۔ (یہ روایت ابوداؤد شریف میں موجود ہے) "دارقطنی" اور "طبرانی" وغیرہ میں بھی اسی طرح کی روایت موجود ہے

نمازی کے آگے سے گزرنے والا یقیناً گناہگار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس گزرنے کے گناہ کا علم ہو جائے تو اسے گزرنے کے مقابلہ میں چالیس سال تک ٹھہرے رہنا بہتر معلوم ہو۔ (یہ روایت بخاری، مسلم اور "موطا امام مالک" وغیرہ میں موجود ہے)

واظہر قاعد یتحدث الخ نماز نہ پڑھنے والے بیٹھے ہوئے شخص کے پیچھے جو گفتگو میں مشغول ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔ "بخاری ومسلم" میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضورؐ کے سامنے اس طرح لیٹی رہتیں جیسے جنازہ سامنے ہوتا ہے

بابُ الوِتر

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ وَھُوَ ثَلَاثُ رَکَعَاتٍ بِتَسْلِیْمَۃٍ وَیَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ مِنْہُ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً

وَيجلسُ على رَأسِ الأولَيَيْنِ منهُ وَيقتصِرُ علَى التَّشهُّدِ ولا يَستَفتِحُ عِنْدَ
قِيامِهِ للثالثَةِ وَإذا فَرغَ مِنْ قراءَةِ السُّورَةِ فِيهَا رَفعَ يدَيهِ حِذاءَ أذُنيهِ
ثُمَّ كَبَّرَ وقنتَ قائِماً قبلَ الرُّكوعِ فی جَمِيعِ السَّنَةِ ولا يقنتُ فی غيرِ
الوِترِ والقُنُوتُ معنَاهُ الدُّعاءُ وهوأنْ يقولَ اللّٰهُمَّ إنَّا نَستَعِينُكَ وَنَستَهْدِيكَ
وَنَستَغفِرُكَ وَنَتُوبُ إلَيكَ وَنُؤمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيكَ وَنُثْنِی عَلَيكَ الخَيرَ
كُلَّهُ نَشكُرُكَ وَلَا نَكفُرُكَ وَنَخلَعُ وَنَترُكُ مَنْ يَفجُرُكَ اللّٰهُمَّ إيَّاكَ نَعبُدُ وَلَكَ نُصَلِّی
وَنَسجُدُ وَإلَيكَ نَسعٰی وَنَحفِدُ وَنَرجُوا رَحمَتَكَ وَنَخشٰی عَذَابَكَ إنَّ عَذَابَكَ
الجِدَّ بِالكُفَّارِ مُلحِقٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ والمُؤتَمُّ يَقرَأُ القُنُوتَ كالإمامِ وَإذَا
شَرَعَ الإمَامُ فی الدُّعاءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قالَ ابو يُوسفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُتابِعُونَهُ
وَيَقرَءُونَهُ مَعَهُ وَقالَ مُحَمَّدٌ لا يُتابِعُونَهُ وَلٰكِنْ يُؤَمِّنُونَ والدعاءُ هو هٰذا
اللّٰهُمَّ اهدِنَا بِفَضلِكَ فِيمَنْ هَدَيتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيتَ وَبَارِكْ
لَنَا فِيمَا أعطَيتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيتَ إنَّكَ تَقضِی وَلَا يُقضٰی عَلَيكَ إنَّهُ لا يَذِلُّ
مَنْ وَالَيتَ وَلا يَعِزُّ مَنْ عَادَيتَ تَبَارَكتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيتَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحبِهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ لَمْ يُحسِنِ القُنُوتَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِی ثَلاثَ مَرَّاتٍ او رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ او يَارَبِّ يَارَبِّ وَإذَا اقتَدٰی بِمَنْ يَقنُتُ فِی الفَجرِ قَامَ مَعَهُ
فِی قُنُوتِهِ سَاكِتاً فِی الأظهَرِ وَيُرسِلُ يَدَيهِ فِی جَنبَيهِ وإذا نَسِیَ القُنُوتَ
فی الوِترِ وَتَذَكَّرَهُ فِی الرُّكُوعِ اَوِ الرَّفعِ مِنهُ لا يَقنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفعِ رَاسِهِ
من الرُّكُوعِ لا يُعِيدُ الرُّكُوعَ وَيَسجُدُ لِلسَّهوِ لِزَوَالِ القُنُوتِ عَن مَحَلِّهِ الأصلِی
وَلَوْ رَكَعَ الإمَامُ قبلَ فراغِ المُقتَدِی من قِرَاءَةِ القُنُوتِ او قبلَ شُرُوعِهِ
فِيهِ وَخَافَ فَوتَ الرُّكُوعِ تَابَعَ إمَامَهُ وَلَوْ تَرَكَ الإمَامُ القُنُوتَ يَأتِی بِهِ المُؤتَمُّ
إن أمكَنَهُ مُشَارَكَةَ الإمَامِ فِی الرُّكُوعِ وَإلَّا تَابَعَهُ وَلَوْ أدرَكَ الإمَامَ فی الرُّكُوعِ
الثَّالِثَةِ مِنَ الوِترِ كَانَ مُدرِكاً لِلقُنُوتِ فَلَا يَأتِی بِهِ فِيمَا سَبَقَ بِهِ ويُوتِرُ بِجَمَاعَةٍ
فی رَمَضَانَ فَقَط وَصَلٰوتُهُ مَعَ الجَمَاعَةِ فِی رَمَضَانَ أفضَلُ مِنْ أدَائِهِ
مُنفَرِداً آخِرَ اللَّيلِ فی إختِيَارِ قَاضِی خَانَ قَالَ هُوَ الصَّحِيحُ وَصَحَّحَ

غَيْرُهُ خِلَافَهُ

ترجمہ :- وتر کی تین رکعات ایک سلام سے واجب ہیں۔ اور وتر کی ہر رکعت کے اندر فاتحہ اور کسی سورۃ کی تلاوت کرے اور پہلی دو رکعت پڑھ کر فقط تشہد پڑھے اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہونے کے وقت ثنا نہیں پڑھے گا، اور تیسری رکعت کے اندر سورۃ کی تلاوت سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل اٹھاکر اللہ اکبر کہے اور بحالتِ قیام رکوع سے قبل پورے سال (یعنی ہمیشہ) قنوت پڑھے وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز کے اندر) دعائے قنوت نہ پڑھی جائے۔ باعتبار قنوت دعا ہی کو کہتے ہیں اور وہ یہ کہنا ہے کہ اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے سے (ہم اپنی) ہدایت کے طلب گار ہیں اور تجھ ہی سے (اپنی) بخشش کے طالب ہیں اور تیری ہی جانب رجوع ہوتے ہیں اور تجھ ہی پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری سب خوبیاں بیاں کرتے ہیں تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے ہیں اور علیحدگی اور بیزاری اختیار کرتے ہیں اس سے جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ تجھ ہی کو ہم پوجتے ہیں اور تیرے ہی لئے ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا حقیقی (یقینی) عذاب منکروں پر پہنچنے والا ہے۔ اور امام کی مانند مقتدی بھی قنوت کی دعا پڑھے گا۔

دعائے قنوت سے فارغ ہو کر امام دوسری دعا (بھی) پڑھنے لگے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مقتدی بھی امام کی پیروی کرے (اور وہ بھی پڑھے گا۔) اور امام محمدؒ کے نزدیک مقتدی اس دوسری دعا میں امام کا ساتھ نہ دیں گے مگر آمین کہتے رہیں گے۔ اور وہ (دوسری) دعا یہ ہے

اے اللہ ہمیں اپنے فضل سے راہ یاب کر اور ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت یافتہ کیا اور عافیت یافتہ لوگوں کی طرح ہم کو بھی) عطا کر اور ان لوگوں میں شامل فرما جن کا تو ولی (وکیل) ہو اور وہ اشیاء جو تو نے ہم کو عطا کی ہیں ان چیزوں میں برکت ودیعت فرما

اور جن اشیاء کا تیری قضا وقدر میں فیصلہ ہو چکا ہو ان کے شر (برائی) سے ہماری حفاظت فرما۔ کیونکہ تیری ہی ذات فیصلہ کرنے والی ہے اور تیری ذات (اور تیرے فیصلے) پر کسی کو فیصلہ کی دسترس نہیں۔

جس شخص کا تو والی (نگران) ہو اس کا ذلیل (وخوار) ہونا ممکن نہیں اور جس کی تو مخالفت کرے اسکا معزز ہونا ممکن نہیں۔

اے ہمارے رب تیری ذات بابرکت اور (سب سے) بلند و بالا ہے اور (پھر) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور (آپ) کی آل و صحابہ کرامؓ پر درود اور سلام بھیجے۔

اور جو دعائے قنوت (یاد نہ ہونے کی وجہ سے) نہ پڑھ سکتا ہو وہ تین بار " اللّٰھم اغفرلی " (اے اللہ میری مغفرت فرما) پڑھے۔

یا "ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" (اے رب دے مجھ کو نیکی دنیا کی اور نیکی آخرت میں اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے) پڑھ لے یا تین بار "یارب یارب" کہے۔ اگر ایسے شخص کی اقتدی کرے جو نماز فجر میں قنوت پڑھے تو مقتدی اس کے ساتھ نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔ زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں کی طرف سیدھا چھوڑے۔

اگر اندرونِ وتر قنوت پڑھنی یاد نہ رہے اور دورانِ رکوع یاد آجائے یا رکوع سے جب اٹھے اس وقت قنوت نہ پڑھنا یاد آئے تو اب دعائے قنوت نہ پڑھنی چاہیے۔

اور اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دعائے قنوت پڑھ لے تو اب ازسرِ نو رکوع نہ کرے۔ البتہ قنوت کے اپنے اصل مقام سے ہٹ جانے کے باعث سجدۂ سہو کرلے۔

اور اگر مقتدی ابھی دعائے قنوت سے فارغ نہ ہوا ہو کہ امام رکوع کردے یا مقتدی نے ابھی قنوت شروع بھی نہ کی ہو کہ امام رکوع کردے اور مقتدی کو یہ اندیشہ ہو کہ رکوع فوت ہوجائے گا۔ تو (اس صورت میں) اسے اپنے امام کی اقتدی کرنی چاہیے۔

اور اگر امام قنوت ترک کردے اور مقتدی کے دعائے قنوت پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کا امکان ہو تو مقتدی دعائے قنوت پڑھ لے۔ ورنہ امام کی اتباع کرے۔

اگر مقتدی وتر کی تیسری رکعت کے رکوع کے دوران امام کو پائے تو مقتدی تیسری رکعت کی طرح قنوت کا بھی پانے والا شمار ہوگا لہذا سابق پڑھی ہوئی رکعات میں (جنہیں مسبوق بعد میں ادا کرے گا) دعائے قنوت نہیں پڑھے گا۔

اور (صرف) ماہ رمضان میں وتر باجماعت پڑھے گا۔ اور "قاضی خان" کے اختیار کردہ قول کے مطابق رمضان شریف میں باجماعت وتر پڑھنا تنہا آخر شب میں پڑھنے کے مقابلہ میں افضل ہے۔ قاضی خان اسی کو درست قرار دیتے ہیں۔ دوسرے فقہا کے نزدیک افضل صورت اس کے برعکس ہے

تشریح و توضیح ثلث رکعات الخ مغرب کی طرح وتر کی تین رکعات میں "مسند حاکم" وغیرہ

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعات پڑھتے تھے۔ اور اخیر میں سلام پھیرتے تھے۔ ا
"صحیح بخاری وغیرہ" میں اور روایات میں جن سے تین رکعات کی نشان دہی ہوتی ہے۔
وتر واجب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی نماز کا حکم فرماتا ہے
تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے (بھی) بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے پس تم اسے نماز عشاء و فجر کے درمیان
(ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے)

قبل الرکوع الخ دعائے قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔
(سنن نسائی اور "ابن ماجہ" میں اسکی صراحت ہے)
سنن ابوداؤد" وغیرہ میں وہ احادیث منقول ہیں جن سے دعائے قنوت کا پورے سال پڑھا جانا معلوم ہوتا ہے۔

من قراءۃ السورۃ الخ سورۃ کی تخصیص نہیں بلکہ جو سورۃ چاہے نماز وتر میں پڑھ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات نماز وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ" دوسری میں "قل یا ایها الکفرون" اور تیسری میں "قل هو الله احد" اور "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" پڑھتے تھے (ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ)
اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں "الهٰکم التکاثر" اور "انا انزلنٰه" و "اذا زلزلت الارض" اور دوسری رکعت میں "والعصر" "واذا جاء نصر الله" "انا اعطینٰک" اور تیسری رکعت میں "قل یا ایها الکافرون" "تبت یدا" اور "قل هو الله" پڑھتے تھے

(فصلٌ فِی النَّوافِلِ) سَنَّ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَاَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا وَنُدِبَ اَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَيَقْتَصِرُ فِی الْجُلُوسِ الْاَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِیَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَاْتِیْ فِی الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوْبَةِ وَاِذَا صَلّٰى نَافِلَةً اَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهَا صَحَّ اسْتِحْسَانًا لِاَنَّهَا صَارَتْ صَلٰوةً وَاحِدَةً وَفِيْهَا الْفَرْضُ الْجُلُوْسُ اٰخِرَهَا وَكُرِهَ الزِّيَادَةُ عَلٰى اَرْبَعٍ بِتَسْلِيْمَةٍ فِی النَّهَارِ وَعَلٰى ثَمَانٍ لَيْلًا وَالْاَفْضَلُ فِيْهِمَا رُبَاعٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْاَفْضَلُ

فِی اللَّیلِ مَثْنیٰ مَثْنیٰ وَبِہٖ یُفْتیٰ وصلوٰۃُ اللَّیلِ اَفضلُ من صَلوٰۃ النَّھارِ وطُولُ القِیَامِ اَحبُّ مِنْ کَثْرۃِ السُّجُوْدِ ۔

(فصلٌ فی تحیۃِ المَسْجِدِ وصَلوٰۃِ الضُّحٰی وَاِحیاءِ اللَّیَالِی) سُنَّ تَحِیَّۃُ المَسْجِدِ برکعتَینِ قبل الجُلُوسِ وَاَداءُ الفَرْضِ یَنُوبُ عَنْھَا وَکُلُّ صَلوٰۃٍ اَدَّاھَا عِنْدَ الدُّخُولِ بِلَا نِیَّۃِ التَّحِیَّۃِ وَنُدِبَ رَکْعَتَانِ بَعْدَ الوُضُوْءِ قَبلَ جفَافِہٖ واَربعٌ فَصَاعِدًا فی الضُّحیٰ وَنُدِبَ صَلوٰۃُ اللَّیلِ وَصَلوٰۃُ الاِسْتِخَارۃِ وَصَلوٰۃُ الحَاجَۃِ وَنُدِبَ اِحْیَاءُ لَیَالِی العَشْرِ الاَخِیْرِ مِنْ رَمَضَانَ وَاِحیاءُ لَیلَتَیِ العِیْدَیْنِ وَلَیَالِی عَشْرِ ذِی الحِجَّۃِ وَلَیلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَان وَیُکرَہُ الاِجْتِمَاعُ عَلیٰ اِحْیَاءِ لَیلَۃٍ مِنْ ھٰذِہِ اللَّیَالِی فِی المَسَاجِد

ترجمہ :- دو رکعات نمازِ فجر سے قبل مؤکدہ سنتیں ہیں ۔ اور دو رکعات بعد ظہر اور بعد مغرب و بعد عشاء اور نمازِ ظہر سے قبل اور نمازِ جمعہ سے قبل چار رکعات ایک سلام کے ساتھ مسنون (قرار دی گئی) ہیں اور چار رکعات عصر اور عشاء سے قبل اور چار رکعات بعد عشاء ۔ اور چھ رکعات بعد مغرب پڑھنا باعثِ استحباب ہے ۔

اور چار رکعات سنّتِ مؤکدہ ہوں تو ان کے قعدۂ اولیٰ میں فقط تشہد پر اکتفا کرے ۔ اور (پھر) تیسری رکعت کے اندر ثنا نہ پڑھے ۔

اس کے برعکس چار رکعات والی مستحب نماز میں تیسری رکعت میں (بھی) ثنا پڑھنا مستحب ہے ۔

اور اگر نمازِ نفل دو رکعات سے زیادہ پڑھتے ہوئے قعدۂ محض اخیر میں کرے تو استحساناً اسکی نماز کو درست قرار دیں گے اس لئے کہ وہ (گویا) ایک نماز ہوتی اور وہ نماز جو چار رکعات والی ہو اس میں فرض محض قعدہ اخیرہ ہے ۔

اور دن کی نفلیں ، چار رکعات سے بڑھ کر ایک سلام سے پڑھنا اور رات کی نفلیں آٹھ سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ پڑھنا باعثِ کراہت ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ نوافل خواہ دن کی ہوں یا رات کی چار چار رکعات ایک سلام سے پڑھی جائیں

امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ رات کی نفلیں دو دو رکعات ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے ۔

امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ ہی کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے ۔

اور نمازِ شب (نوافل رات میں پڑھنا) دن کی نماز کے مقابلہ میں افضل ہے ۔ اور قیام لمبا کرنا سجدوں کی

زیادتی (اور تعداد رکعات) کے مقابلہ میں افضل ہے۔

فصل:۔ تحیۃ المسجد، نمازِ چاشت، راتوں کو زندہ (جاگ کر عبادت کرنا) مسجد میں پہنچنے کے بعد اس سے قبل کہ بیٹھا جائے دو رکعات تحیۃ المسجد مسنون ہیں اور نمازِ فرض کی ادائیگی تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ہر وہ نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے جو مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی نیت کے بغیر ادا کی جائے۔

اور وضو کے بعد دو رکعات اعضائے وضو (کی تری) خشک ہونے سے قبل پڑھنا مسنون ہے چار رکعات یا چار رکعات سے زیادہ پڑھنا بوقت چاشت باعثِ استحباب ہے۔ صلوٰۃ التہجد، صلوٰۃ استخارہ، اور صلوٰۃ حاجت پڑھنا (بھی) باعثِ استحباب (وباعثِ اجر) ہے۔ اور یہ بھی استحباب کے زمرہ میں داخل ہے کہ رمضان شریف کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شبِ عیدالفطر وعیدالاضحیٰ اور عشرۂ ذی الحجہ کی راتوں اور شعبان کی پندرھویں شب میں بیدار رہا جائے (اور یہ راتیں نوافل و دیگر عبادات میں غرق رہ کر یادِ الٰہی میں ہمہ تن مصروف بسر کی جائیں۔)

اور ان ذکر کردہ راتوں میں سے کسی شب کو زندہ کرنے (بیدار رہنے) کی خاطر مسجدوں میں اکٹھا ہونا مکروہ ہوگا۔

تشریح وتوضیح رکعتان الخ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعت پڑھ لے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے قبل اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعات مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں نمازِ ظہر سے قبل چار رکعات پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لاکر ظہر پڑھتے تھے پھر گھر میں تشریف لاکر دو رکعات پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لاکر لوگوں کو نمازِ عصر پڑھاتے اور پھر مغرب کی نماز پڑھتے اس کے بعد گھر تشریف لاکر دو رکعات پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے اور دو رکعات ادا فرماتے اور جب طلوعِ فجر ہوتی تو دو رکعات پڑھتے (مسلم) ابوداؤد، احمد)

واربع قبل الظہر الخ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے۔ (ترمذی)

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور جمعہ کے بعد چھ رکعات

پڑھتے تھے۔ کبھی اوّل دو رکعات پھر چار اور کبھی اول چار رکعات اور پھر دو رکعات۔

وندب اربع قبل العصر الخ عصر سے قبل چار رکعات اور پڑھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرماتے جس نے چار رکعات عصر سے قبل پڑھیں (ترمذی) نیز حدیث شریف میں ہے۔ کہ جس نے ظہر سے قبل چار رکعات کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی (یہ روایت ترمذی وغیرہ میں ہے

وکرہ الخ یعنی دن کی نفلوں میں چار سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ اور رات کی نفلوں میں آٹھ سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح ثابت ہے اور احیاناً اگر کہیں ان سے زیادہ رکعات ایک سلام سے پڑھنا منقول ہے جیسے کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے تو وہ صرف بیان جواز کے لئے ہے۔

وصلوٰۃ الاستخارۃ الخ استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل دو رکعت نفل نماز پڑھو۔ پھر خوب دل لگا کر استخارہ کی دعا پڑھو اور اس کام کا دھیان کرو جس کے لئے استخارہ کر رہے ہو۔ اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جاؤ جب سو کر اٹھو اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے۔ اس کو حق تعالیٰ کا مشورہ جانو اسی کے موافق کام کرو اگر ایک دن میں اطمینان نہ ہو تو دوسرے دن یہی عمل کرو، استخارہ کی دعا یہ ہے۔

اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک وَاَسْئَلُکَ من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علّام الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجل امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہٖ۔

فَصْلٌ فِی صَلٰوۃِ النَّفَلِ جَالِسًا وَالصَّلٰوۃِ عَلَی الدَّابَّۃِ) یَجُوْزُ النَّفَلُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَۃِ عَلَی الْقِیَامِ لٰکِن لَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَیَقْعُدُ کَالْمُتَشَہِّدِ فِی الْمُخْتَارِ وَجَازَ اِتْمَامُہٗ قَاعِدًا بَعْدَ افْتِتَاحِہٖ قَائِمًا بِلَا کَرَاھَۃٍ عَلَی الْاَصَحِّ وَیَتَنَفَّلُ رَاکِبًا خَارِجَ الْمِصْرِ مُوْمِیًا اِلٰی اَیِّ جِھَۃٍ تَوَجَّھَتْ دَابَّتُہٗ وَبَنٰی

بِنُزُولِہٖ لابُرکُوبِہٖ وَلَوکَانَ بالنَّوافِلِ الرَّاتِبَۃِ وعن ابی حَنِیفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ
انَّہٗ یَنزِلُ لِسُنَّۃِ الفَجرِ لِاَنَّہَا اٰکدُ مِن غَیرِہَا وجَازَ لِلمُتَطَوِّعِ الاتکاءُ علیٰ شَیٍٔ
اِنْ تَعِبَ بِلاکَرَاھَۃٍ وَاِنْ کَانَ بغیرِ عُذرٍ کُرِہَ فی الاَظھَرِ لِاِسَاءَۃِ الادَبِ
وَلَا یَمْنَعُ صِحَّۃَ الصَّلٰوۃِ علی الدَّابَّۃِ نَجَاسَۃٌ عَلَیْہَا وَلَوکانت فِی السَّرجِ
وَالرِّکَابَینِ عَلَی الاَصَحِّ وَلا تَصِحُّ صَلٰوۃُ المَاشِی بِالاِجمَاعِ

(فصلٌ فی صلوٰۃِ الفرضِ والواجبِ علی الدَّابَّۃِ)

لایَصِحُّ علی الدَّابَّۃِ صَلٰوۃُ الفَرائِضِ وَالوَاجِبَاتِ کالوِترِ والمَنذُورِ وماشَرَعَ
فِیہِ نفلاً فاَفسَدَہٗ وَلاصَلٰوۃُ الجَنازَۃِ وَسَجدَۃٌ تُلِیَتْ اٰیَتُہَا علی الاَرضِ
اِلَّا لِضَرُورَۃٍ کَخَوفِ لِصٍّ علی نَفسِہٖ اودابَّتِہٖ اوثِیَابِہٖ لونَزَلَ وَخَوفِ سَبُعٍ
وَطِینِ المَکانِ وَجمُوحِ الدَّابَّۃِ وعدمِ وجدانِ مَن یُرکِبُہٗ لِعَجزِہٖ وَالصَّلٰوۃُ
فی المَحمِلِ علی الدَّابَّۃِ کالصَّلٰوۃِ عَلَیْہَا سَوَاءٌ کانت سَائِرَۃً اوواقِفَۃً وَلَوجَعَلَ
تَحتَ المَحمِلِ خَشبَۃً حتّٰی بَقِیَ قَرارُہٗ الی الاَرضِ کان بِمَنزِلَۃِ الاَرضِ فتَصِحُّ
الفَرِیضَۃُ فِیہِ قَائِمًا

(فصلٌ فی الصَّلٰوۃِ فی السَّفِینَۃِ)

صلوٰۃُ الفَرضِ فیہا وہی جَارِیَۃٌ
قَاعِدًا بِلاعُذرٍ صَحِیحَۃٌ عِندَ ابی حَنِیفَۃَ بالرُّکُوعِ والسُّجُودِ وَقَالا لاتَصِحُّ
اِلَّا من عُذرٍ وَھُوَ الاَظھَرُ والعُذرُ کَدَوَرَانِ الرَّاسِ وعَدَمِ القُدرَۃِ عَلَی
الخُرُوجِ ولا فِیہَا بِالاِیمَاءِ اتِّفَاقًا والمَربُوطَۃُ فی لُجَّۃِ البَحرِ وَتُحَرِّکُہَا الرِّیحُ شَدِیدًا
کالسَّائِرَۃِ والافکالواقِفَۃِ علی الاصَحِّ وان کانت مَربُوطَۃً بِالشَّطِّ لاتَجُوزُ
صَلٰوتُہٗ قَاعِدًا بالاجماعِ فَاِنْ صَلّٰی قائِمًا وکانَ شَیٌٔ مِنَ السَّفِینَۃِ علیٰ قَرارِ
الارضِ صَحَّتِ الصَّلٰوۃُ والّا فلاتَصِحُّ علی المُختَارِ اِلَّا اِذا لَم یُمکِنْہُ الخُرُوجُ
وَیَتَوَجَّہُ المُصَلِّی فیہا الی القِبلَۃِ عِندَ اِفتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَکُلَّمَا استَدَارَتْ عَنہَا
یَتَوَجَّہُ اِلَیہَا فِی خِلالِ الصَّلٰوۃِ حتّٰی یُتِمَّہَا مُستَقبِلاً

جملہ ۔ فصل ۔ بیٹھنے کی حالت میں اور سواری کے اوپر نماز نفل پڑھنے کا بیان قیام پر قدرت کے باوجود ہی نماز سے ہی) یہ جائز ہے کہ بیٹھ کر نماز نفل پڑھی جائے مگر ثواب کے اعتبار سے بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنیکی نسبت آدھا ثواب ہے ۔ اور راجح قول کے مطابق تشہد پڑھنے والے انند بیٹھے گا ۔

اور نفل کا آغاز کھڑے ہو کر کیا ہو تب بھی بیٹھ کر اس کی تکمیل بلا کراہت جائز و درست ہے ، صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے ۔

اور سوار کے لئے شہر سے باہر اشارہ سے جس طرف بھی سواری کا رُخ ہو (اگرچہ قبلہ رُخ نہ ہو) نفل نماز درست ہے ۔

اگر سواری پر نفل نماز شروع کرے پھر اتر کر باقی ماندہ پوری کرے تو درست ہے اور اگر زمین پر آغاز کے پھر باقی ماندہ سواری پر پوری کرے تو درست نہ ہو گی ۔ خواہ وہ مؤکدہ سنتیں ہی کیوں نہ ہوں ۔

امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ سوار فجر کی سنتوں کی خاطر ان کے دوسری سنتوں کی بہ نسبت زیادہ ہونے کیوجہ سے سواری سے اترے گا (اور اتر کر زمین پر پڑھے گا)

اور نفل نماز پڑھنے والے کے لئے کسی کراہت کے بغیر درست ہے کہ تھکن کی صورت میں کسی چیز ارا لے لے (اور سہارے سے کھڑا ہو جائے) البتہ (تھکن وغیرہ کے) عذر کے بغیر ایسا کرنا زیادہ ظاہر قول ن سو ادبی کے باعث دائرہ کراہت میں داخل ہے وہ نجاست جو سواری کی یا رکابوں پر لگ رہی ہو یح قول کے مطابق اسکی وجہ سے نماز پڑھنے والے (سواری) کو نماز پڑھنا ممنوع نہ ہو گا ۔

پا پیادہ چلنے والے کی نماز (چلنے کی حالت میں) متفقہ طور صحیح نہ ہو گی ۔

ل) نماز فرض و واجب کی سواری کے اوپر ادائیگی کا بیان

وہ نمازیں جو فرض اور واجب ہیں جیسے نماز وتر اور نذر کردہ نمازیں ایسی نماز جس کا نفل کے طور پر یا گیا ۔ اور پھر فاسد کر دی انہیں سواری پر پڑھنا صحیح نہ ہو گا ۔ (اور نماز ادا نہ ہو گی)

اور نہ سواری کے اوپر نماز جنازہ درست ہو گی اور نہ ایسا سجدۂ تلاوت درست ہو گا ۔ کہ جس آیت کی تلاوت پر کی گئی ہو (اور اس کیوجہ سے سجدۂ تلاوت کا وجوب ہوا ہو) البتہ ضرورت (و مجبوری) کی صورت میں درست ہی گی (کہ مجبوری کی صورت کا حکم الگ ہے) مثلاً اپنی ذات یا سواری یا کپڑوں کے بارے میں اُترنے کی صورت ر کا اندیشہ یا درندہ کا خطرہ (لظن غالب) لاحق ہو یا اُترنے کی جگہ (بہت زیادہ) کیچڑ ہو (کہ کپڑا وغیرہ بھی نماز نہ پڑھی جا سکے) یا سواری کا جانور سرکش ہو اور اس پر خود سوار نہ ہو سکنے کی صورت میں دوسرا کوئی سوار

کرانے والا موجود نہ ہو (تو یہ بھی عذر شمار ہوگا۔ اور سواری پر نماز درست ہوگی۔

اور سواری کے اُوپر رکھے ہوئے کجاوہ میں نماز پڑھنے کا حکم سواری کے اُوپر (بلا کجاوہ کے) نماز پڑھنے کا سا ہے۔ خواہ سواری کا جانور چل رہا ہو یا رکا ہوا ہو۔

اور اگر کجاوہ کے نیچے اس طریقہ سے لکڑی لگائی گئی ہو کہ کجاوہ زمین کے اُوپر پڑ گیا ہو تو (اس صورت میں) اس کجاوہ کا حکم زمین کا سا ہوگا۔ پس کجاوہ میں بحالتِ قیام نماز فرض ادا کرنا درست ہوگا۔

فصل :۔ اندرونِ کشتی نماز پڑھنے کا بیان

کشتی رواں ہو تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کسی عذر کے بغیر بھی بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ فرض نماز درست ہے۔

امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بلا عذر درست نہیں۔ زیادہ ظاہر قول یہی ہے اور عذر میں مثلاً سر کے چکر اور باہر نکلنے پر عدمِ قدرت داخل ہیں۔ اور بالاتفاق (سب کے نزدیک) یہ جائز نہیں کہ کشتی میں اشارہ کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔

ایسی کشتی جسے سمندر کے درمیان باندھ دیا گیا ہو اور بوجہ ہوا کے وہ شدید طور پر متحرک ہو اس کا حکم چلنے والی کشتی کا سا ہوگا۔ (اگر ہوا متحرک نہ کر رہی ہو تو) اس کا حکم ٹھہری ہوئی کشتی کا سا ہوگا۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور کشتی کو کنارہ پر باندھا گیا ہو تو (اسوقت) متفقہ طور پر سب کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز نہ ہوگا۔

پھر وہ کشتی جسے کنارہ پر باندھ دیا گیا ہو اگر اس پر بحالتِ قیام نماز پڑھے درآنحالیکہ کچھ حصہ کشتی کا زمین کے اُوپر پڑا ہوا ہو تو نماز کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ ورنہ راجح قول کے مطابق بحالتِ قیام بھی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس کا کشتی سے باہر آنا ممکن نہ ہو تو کشتی میں نماز بایں صورت درست ہو جاتی کہ اندرونِ کشتی نماز ادا کرنے والا نماز کی ابتدا کے وقت قبلہ رُخ ہو جائے اور جیسے جیسے کشتی قبلہ رُخ کی جانب سے گھومے یہ شخص بھی دوران نماز قبلہ کی جانب گھومتا رہے حتی کہ اسکی نماز [illegible] پڑی ہو کہ قبلہ رُخ ہو

تشریح و توضیح | یجوز النفل قاعدًا الخ بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے لیکن بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے پر ثواب کم ملتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا اجر کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ہے۔ (بخاری)

الیٰ ای جہتہا الخ یعنی جس طرف سواری کا رُخ ہو اس طرف نماز پڑھ لینا شہر سے باہر ہوتے

ہوتے درست ہے۔

وما شرع فیہ نفلاً الخ یعنی نفل شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا لازم ہے ارشاد ربانی ہے۔ لا تبطلوا اعمالکم" جب لزوم اتمام ثابت ہوگیا تو فاسد کرنے پر قضا بھی لازم ہوگی۔ نفلی روزہ کے بارے میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسد کرنے والے کو اس کی قضا کا امر فرمایا۔ (یہ روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور بزار وغیرہ میں متعدد طرق سے مروی ہے۔

(فَصْلٌ فِی التَّرَاوِیحِ) التَّرَاوِیحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَصَلٰوتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ كِفَايَةً وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيَصِحُّ تَقْدِيمُ الْوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيحِ وَتَاخِيرُهُ عَنْهَا وَيُسْتَحَبُّ تَاخِيرُ التَّرَاوِيحِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ وَلَا يُكْرَهُ تَاخِيرُهَا اِلٰى مَا بَعْدَهٗ عَلَى الصَّحِيحِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ وَيُسْتَحَبُّ الْجُلُوسُ بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ التَّرْوِيحَةِ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْاٰنِ فِيهَا مَرَّةً فِی الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيحِ وَاِنْ مَلَّ بِهِ الْقَوْمُ قَرَاَ بِقَدْرِ مَا لَا يُؤَدِّىْ اِلٰى تَنْفِيرِهِمْ فِی الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ كُلِّ تَشَهُّدٍ مِنْهَا وَلَوْ مَلَّ الْقَوْمُ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَتَسْبِيحَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا يَاْتِیْ بِالدُّعَاءِ اِنْ مَلَّ الْقَوْمُ وَلَا تُقْضٰى التَّرَاوِيحُ بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْكَعْبَةِ

صَحَّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَكَذَا فَوْقَهَا وَاِنْ لَّمْ يَتَّخِذْ سُتْرَةً لٰكِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ لِاِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِاسْتِعْلَائِهٖ عَلَيْهَا وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهٗ اِلٰى غَيْرِ وَجْهِ اِمَامِهٖ فِيهَا اَوْ فَوْقَهَا صَحَّ وَاِنْ جَعَلَ ظَهْرَهٗ اِلٰى وَجْهِ اِمَامِهٖ لَا يَصِحُّ وَصَحَّ الْاِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِاِمَامٍ فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوْحٌ وَاِنْ تَحَلَّقُوْا حَوْلَهَا وَالْاِمَامُ خَارِجَهَا صَحَّ اِلَّا لِمَنْ كَانَ اَقْرَبَ اِلَيْهَا فِیْ جِهَةِ اِمَامِهٖ

ترجمہ: فصل: تراویح کا ذکر، تراویح خواہ مرد ہوں اور خواہ عورتیں دونوں کے لئے مسنون ہے

اور باجماعت تراویح سنت کفایہ میں داخل ہے تراویح (کی بیس رکعات) فرض نماز عشاء کے بعد مسنون ہے، اور وتر کا تراویح سے پہلے اور تراویح کے بعد دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔

تہائی رات یا آدھی رات تک تراویح میں تاخیر باعثِ استحباب ہے اور صحیح قول کے مطابق اس میں بھی کراہت نہیں کہ تراویح آدھی رات کے بعد تک موخر کی جائے۔

تراویح کی دس سلاموں سے بیس رکعات ہیں ہر چار رکعات کے بعد بقدر ترویحہ جلسہ (بیٹھنا) ہے اسی طرح پانچویں ترویحہ اور وتر کے بیچ میں بیٹھنا باعث استحباب ہے درست قول کے مطابق پورے ماہِ رمضان شریف میں ایک بار قرآن شریف کا ختم مسنون ہے۔

اور اگر اتنی مقدار لوگوں کے لئے اکتاہٹ (اور بے دلی) کا سبب ہو تو راجح کے مطابق اتنی مقدار کی تلاوت کرے جس سے لوگوں کو اکتاہٹ نہ ہو (اور ان میں بے دلی و انتشار پیدا نہ ہو)

تراویح کے کسی بھی تشہد میں درود شریف ترک نہ کیا جائے خواہ لوگ اکتاہٹ ہی میں کیوں نہ مبتلا ہوں (مگر پرواہ نہ کی جائے) راجح قول یہی ہے۔ اسی طریقہ سے ثنا اور رکوع و سجدہ کی تسبیحات نہ چھوڑے اور لوگ اکتاہٹ کا شکار ہوں۔ تو التحیات کے بعد دعا ترک کردے تراویح فوت ہو جائے تو اس کی نہ باجماعت قضا ہے اور نہ تنہا۔

بیتُ اللہ میں نماز

بیت اللہ میں فرض اور نفل نماز درست ہے۔ اسی طرح بیت اللہ کے اُوپر بھی درست ہے۔ خواہ سترہ قائم نہ کرے مگر بیتُ اللہ کے اُوپر چڑھنے کے اور بے ادبی (کے ایہام) کے باعث بیت اللہ کے اُوپر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں اور اندرون بیتُ اللہ یا بیتُ اللہ کے اُوپر (باجماعت نماز کی شکل میں) جس نے اپنی پیٹھ امام کے چہرہ کے علاوہ کسی اور جانب کی اسکی نماز صحیح ہو گئی اور اگر اپنی پیٹھ امام کے چہرہ کی جانب کرلی تو اسکی نماز صحیح نہ ہو گی۔ جو امام اندرون بیت اللہ ہو۔ مگر دروازہ کھل رہا ہو اسکی اقتداء بیرون بیت اللہ مقتدی کے لئے صحیح ہے اور اگر مقتدی بیت اللہ کے ارد گرد حلقہ بنالیں اور امام بیت اللہ کے باہر ہو تو اقتدیٰ درست ہو گی البتہ اس آدمی کی اقتدیٰ درست قرار نہیں دی جائے گی جو امام کی جہت (سمت) میں امام کے مقابلہ میں بیت اللہ سے زیادہ نزدیک ہو گیا ہو۔

شرح و توضیح | التراویح سنة الخ صحیح اور راجح قول کے مُطابق تراویح سنتِ مؤکدہ ہے

عہد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مواظبت اور اہتمام ثابت ہے اور جس پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مواظبت ثابت ہو وہ مسنون ہے۔ حدیث میں ہے "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین" (ابوداؤد) اگر مقتدیوں پر گراں نہ ہو تو چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ کے بقدر بیٹھنا مستحب ہے ورنہ اگر مقتدیوں پر اتنا بیٹھنا بھاری ہو اور قرآت بھی طویل کرلی ہو تو اس سے پہلے اٹھ جانے اور مختصر جلسہ میں بھی مضائقہ نہیں

صح فرض ونفل فیہا الخ روایات سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ (۸ھ) کے موقعہ پر کعبہ میں داخل ہوئے اور اندرون کعبہ دو رکعت نفل پڑھی (یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے) یہ معلوم ہے استقبال کعبہ کے سلسلہ میں خواہ نماز فرض ہو یا نفل دونوں کا حکم یکساں ہے۔ لہذا جب اندرون کعبہ نفل نماز جائز ہے تو بلاشبہ نماز فرض بھی جائز ہو گی۔

وصح الاقتداء خارجہا الخ اس مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے خارج کعبہ نماز باجماعت ادا کی اور امام کعبہ کی ایک جہت میں کھڑا ہوا اور مقتدی حلقہ بنا کر کعبہ کے اردگرد کھڑے ہوتے تو سب کی نماز درست ہو گی البتہ جو شخص جہت امام سے قریب ترین ہو اسکی نماز امام سے آگے بڑھ جانے کیوجہ سے نہ ہو گی۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ

اَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْاَحْكَامُ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ اَقْصَرِ اَيَّامِ السَّنَةِ بِسَيْرٍ وَسَطٍ مَعَ الْاِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسَطُ سَيْرُ الْاِبِلِ وَمَشْيُ الْاَقْدَامِ فِى الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يُنَاسِبُهُ وَفِى الْبَحْرِ اعْتِدَالُ الرِّيْحِ فَيَقْصُرُ الْفَرْضَ الرُّبَاعِيَّ مَنْ نَوَى السَّفَرَ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهٖ اِذَا جَاوَزَ بُيُوْتَ مَقَامِهٖ وَجَاوَزَ اَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهٖ مِنْ فِنَائِهٖ وَاِنِ انْفَصَلَ الْفِنَاءُ بِمَزْرَعَةٍ اَوْ قَدْرِ غَلْوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ مُجَاوَزَتُهٗ وَالْفِنَاءُ الْمَكَانُ الْمُعَدُّ لِمَصَالِحِ الْبَلَدِ كَرَكْضِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ الْمَوْتٰى وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ الْاِسْتِقْلَالُ بِالْحُكْمِ وَالْبُلُوْغُ وَعَدَمُ نُقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يُجَاوِزْ عُمْرَانَ مَقَامِهٖ اَوْ جَاوَزَ وَكَانَ صَبِيًّا اَوْ تَابِعًا لَمْ يَنْوِ مَتْبُوْعُهُ السَّفَرَ كَالْمَرْأَةِ مَعَ زَوْجِهَا وَالْعَبْدِ مَعَ مَوْلَاهُ وَالْجُنْدِيِّ مَعَ اَمِيْرِهٖ اَوْ نَاوِيًا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ وَتُعْتَبَرُ نِيَّةُ الْاِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الْاَصْلِ دُوْنَ التَّبَعِ اِنْ عَلِمَ نِيَّةَ الْمَتْبُوْعِ فِى الْاَصَحِّ وَالْقَصْرُ عَزِيْمَةٌ عِنْدَنَا فَاِذَا اَتَمَّ

الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُوْدَ الْاَوَّلَ صَحَّتْ صَلٰوتُهٗ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَالَّا فَلَا تَصِحُّ اِلَّا اِذَا نَوَى الْاِقَامَةَ لَمَّا قَامَ لِلثَّالِثَةِ وَلَا يَزَالُ يَقْصُرُ حَتّٰى يَدْخُلَ مِصْرَهٗ اَوْ يَنْوِيَ اِقَامَتَهٗ نِصْفَ شَهْرٍ بِبَلَدٍ اَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ اِنْ نَوٰى اَقَلَّ مِنْهُ اَوْ لَمْ يَنْوِ وَبَقِيَ سِنِيْنَ وَلَا تَصِحُّ نِيَّةُ الْاِقَامَةِ بِبَلْدَتَيْنِ لَمْ يُعَيِّنِ الْمَبِيْتَ بِاَحَدِهِمَا وَلَا فِيْ مَفَازَةٍ لِغَيْرِ اَهْلِ الْاَخْبِيَةِ وَلَا لِعَسْكَرِنَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَلَا بِدَارِنَا فِيْ مُحَاصَرَةِ اَهْلِ الْبَغْيِ وَاِنِ اقْتَدٰى مُسَافِرٌ بِمُقِيْمٍ فِي الْوَقْتِ صَحَّ وَاَتَمَّهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهٗ لَا يَصِحُّ وَبِعَكْسِهٖ صَحَّ فِيْهِمَا وَنُدِبَ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّقُوْلَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنِّيْ مُسَافِرٌ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّقُوْلَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِي الصَّلٰوةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمُقِيْمُ فِيْمَا يُتِمُّهٗ بَعْدَ فَرَاغِ اِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِي الْاَصَحِّ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تُقْضٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعًا وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهِ اٰخِرُ الْوَقْتِ وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ بِمِثْلِهٖ فَقَطْ وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْاِقَامَةِ بِمِثْلِهٖ وَبِالسَّفَرِ وَبِالْاَصْلِيِّ وَالْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ هُوَ الَّذِيْ وُلِدَ فِيْهِ اَوْ تَزَوَّجَ اَوْ لَمْ يَتَزَوَّجْ وَقَصَدَ التَّعَيُّشَ لَا الْاِرْتِحَالَ عَنْهُ وَوَطَنُ الْاِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الْاِقَامَةَ فِيْهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَا فَوْقَهٗ وَلَمْ يَعْتَبِرِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَطَنَ السُّكْنٰى وَهُوَ مَا يَنْوِي الْاِقَامَةَ فِيْهِ دُوْنَ نِصْفِ شَهْرٍ

ترجمہ :۔ وہ اقل سفر جس کی وجہ سے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے وہ سال کے ان دنوں کے اعتبار سے جو سب سے چھوٹے ہوں تین روز کا اوسط درجہ کی رفتار سے سفر ہے جو عادت کے مطابق آرام و اطمینان سے ہو۔ اور خشکی میں اونٹ کی متوسط رفتار اور پا پیادہ شخص کی قابل اعتبار ہوگی۔ اور پہاڑ میں اس شئے کی رفتار معتبر ہوگی جو اس علاقہ کے لحاظ سے موزوں ہو۔ اور سمندر میں ہوا کا موافق و معتدل ہونا۔ پس جو شخص بارادہ سفر نکلے وہ چار رکعات فرض میں قصر کرے گا۔ (دو پڑھے گا) اگرچہ اس کا سفر بارادہ گناہ ہو۔ اگر وہ اپنی جگہ مکانوں سے نیز اس جگہ کے فنا سے جو اس جگہ سے ملا ہوا ہو گذر گیا ہو اور ایک کھیت یا ایک غلوہ کے بقدر اس جگہ سے الگ ہو تو اس سے گذر جانے کو مسافرت کی شرط قرار نہ دیں گے۔ فناء شہر وہ ہے جو شہر سے متصل شہر کے فائدہ کی خاطر مقرر (و متعین) ہو مثلاً گھوڑا دوڑانا اور لشکر اکٹھا کرنے) اور مردے دفن کرنے کے لئے ہو)

اور نیت سفر کی صحت کے لئے تین اشیا شرط قرار دی گئی ہیں (۱) حکم کا استقلال (۲) بلوغ (۳) عدم

تین روز سے کم نہ ہو۔ لہٰذا اپنی جگہ کی آبادی سے آگے نہ بڑھنے والے شخص کے لئے (فرض نماز میں) قصر کا حکم نہ ہوگا۔ یا آگے بڑھنے والا بچہ (نابالغ) ہو تو وہ بھی قصر نہ کرے گا یا آگے بڑھنے والا تابع (مثلاً غلام) ہو اور متبوع (جس کی متابعت کر رہا ہے) نیت سفر نہ کرے جیسے بیوی اپنے خاوند کے ساتھ یا غلام اپنے آقا کے ہمراہ ہو۔ یا سپاہی اپنے سپہ سالار کے ہمراہ ہوں یا تین روز سے کم کی نیت کرے (ان سب صورتوں میں قصر نہیں کرے گا) قیام اور سفر دونوں میں اصل (متبوع) کی نیت کا اعتبار ہے تابع کی نیت قابلِ اعتبار نہیں اگر اصل (متبوع) کی نیت کا علم ہو گیا ہو (تو تابع اسی کی پیروی کرے) زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

عندالاحنافؒ دورانِ سفر اصل حکم قصر ہی کا ہے۔ لہٰذا اگر چار رکعات والی نماز مکمل پڑھ لی درآنحالیکہ قعدۂ اولیٰ میں بیٹھا ہو تو بکراہت اسکی نماز درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اور قعدۂ اولیٰ میں نہیں بیٹھا تو نماز درست نہ ہوگی۔ البتہ اگر تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے ہوتے قیام کی نیت کر لی ہو تو درست ہو جائیگی اور مسافر اپنے شہر میں داخل ہونے تک مسلسل قصر ہی کرے گا۔ یا (اس صورت میں قصر نہیں کرے گا کہ) وہ کسی شہر یا دیہات میں پندرہ دن قیام کا قصد کر لے اور اگر پندرہ روز سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے یا کوئی نیت نہ کرے اور اسی طرح (آج اور کل جانے کے ارادہ میں) کئی برس کسی مقام پر گذر جائیں تو وہ قصر ہی کرے گا۔

دو شہروں میں اس طرح قیام کی نیت کہ کوئی ایک شہر شب بسر کرنے کے لئے متعین نہ کرے صحیح نہیں ہوگی اور خیموں میں (اندرونِ صحرا) رہنے والوں کے سوا اور لوگوں کے واسطے جنگل میں قیام کی نیت قابلِ اعتبار نہ ہوگی (اور وہ پندرہ روز قیام کی نیت کریں تب بھی قصر ہی کریں گے۔

اسی طرح اسلامی لشکر دار الحرب میں داخل ہو یا باغیوں کو دار الاسلام میں (بیرونِ شہر) گھیر لے اگر مسافر نے اندرونِ وقت مقیم کی اقتدیٰ کر لی تو درست ہو جائے گی اور وہ چار رکعت مکمل پڑھے گا۔ اور وقت نماز کے بعد اقتدیٰ درست نہ ہوگی اور اگر صورت اس کے برعکس ہو (یعنی مقیم مسافر کی اقتدیٰ کرے) تو اندرونِ وقت اور بیرونِ وقت دونوں شکلوں میں اقتدیٰ درست ہوگی۔

امام مسافر ہو تو اس کے واسطے سلام پھیر کر یہ کہنا دائرہ استحباب میں داخل ہے کہ میں مسافر ہوں آپ لوگ اپنی نماز مکمل کر لیں۔ اور نماز کے آغاز سے قبل کہہ دینا موزوں ہے۔

مقیم جو رکعات مسافر امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے زیادہ صحیح قول کے مطابق اس میں قرأت نہیں کرے گا۔ سفر کی فوت نماز کی قضا دو رکعات اور حضر کی قضا چار رکعات کی (صورت میں) ہوگی (یعنی ادا کے اعتبار سے قضا بھی ہوگی) اور اس میں (دو یا چار رکعت کی فرضیت کے سلسلہ میں)

آخر وقت معتبر ہوگا۔

وطن اصلی محض وطن اصلی سے باطل ہوتا ہے۔ اور وطن اقامت سے اور سفر اور وطن اصلی کے ذریعہ باطل (کالعدم باعتبار حکم) ہو جاتا ہے۔ وطن اصلی ایسا مقام کہلاتا ہے جہاں کی وہ پیدائش ہو یا وہاں عقد نکاح کرے یا نکاح نہ کرے لیکن وہاں زندگی گزارنے (اور رہنے کا) ارادہ کرلے۔ اور وہاں سے روانگی کا ارادہ نہ رہے۔

وطن اقامت ایسی جگہ کہلاتی ہے جہاں پندرہ روز یا پندرہ روز سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے۔ محققین علماء کے نزدیک وطن سکنیٰ معتبر نہیں وطن سکنیٰ وہ مقام کہلاتا ہے کہ جہاں پندرہ روز سے کم قیام کی نیت کی ہو۔

تشریح و توضیح | **صلوٰۃ المسافر الخ** اس باب میں مسافر کے احکام کا ذکر ہے "السفر" اس کے معنی ہیں "الکشف" سفر میں کیونکہ مسافر کے اخلاق کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور لوگوں پر اس کے اخلاق کا حسن و قبح کھلتا ہے۔ اسی طرح مسافر پر لوگوں کے مزاج حالات واضح ہوتے ہیں اور زمین کے عجائبات عیاں ہوتے ہیں اس لئے سفر کو سفر کہا جاتا ہے۔

من نوی الخ سفر میں دو امر معتبر ہیں (۱) ارادہ و نیت سفر (۲) شہر سے باہر نکلنا۔ لہٰذا اگر کوئی بلانیتِ سفر شہر سے باہر نکل جائے یا مسافتِ سفر سے کم کا قصد کرے تو وہ شرعی سفر نہ ہوگا۔ "بنایہ" میں اسی طرح ہے۔

نصف شہر الخ یعنی اگر مسافر نے کہیں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرلی تو وہ نماز پوری پڑھے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تو بحالتِ سفر کسی شہر میں آئے اور وہاں پندرہ روز قیام کی نیت کرلے تو وہاں اپنی نماز پوری پڑھے (طحاوی نے "شرح معانی الآثار" میں یہ ارشاد نقل کیا ہے) اسی طرح کی روایت "مصنف ابن ابی شیبہ" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

والعاصی عن نیۃ الخ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ دورانِ سفر نماز میں قصر رخصت ہے یا عزیمت۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مسافر پر چار رکعات فرض ہیں اور قصر رخصت ہے اور احناف اس طرف گئے ہیں کہ مسافر کے حق میں دو رکعتیں فرض ہیں اور قصر عزیمت ہے پس امام شافعیؒ کے نزدیک اتمام (چار رکعت پڑھنا) اور قصر دونوں جائز ہیں اور افضل اتمام ہے اور احنافؒ کے نزدیک قصر کرنا مسافر پر ضروری ہے لہٰذا اگر وہ چار رکعات نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔

جو لوگ قصر کو رخصت قرار دیتے ہیں انہوں نے ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے۔

"واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ" انہوں نے قصر کی تشریح "لاجناح" سے کی ہے پس معلوم ہوا کہ قصر مباح و جائز ہے واجب نہیں اور احناف کا مستدل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نماز اوّل دو رکعات فرض کی گئی ہیں پس سفر میں وہی دو رکعات برقرار رہیں اور حضر و مقیم ہونے کی صورت میں ان پر اضافہ ہو گیا (چار ہو گئیں) یہ روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبیؐ کی زبانی حضر میں چار رکعات اور سفر میں دو رکعات فرض کیں۔

"نسائی" اور "ابن ماجہ" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر کی دو رکعات ہیں اور نماز عید الاضحیٰ کی دو رکعات ہیں اور نماز فطر کی دو رکعات ہیں اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں مکمل بلا قصر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی۔

اور جواب اس آیت "واذا ضربتم" کا یہ ہے کہ اس فعل کا گناہ نہ ہونا اس آیت سے لازم نہیں آتا۔ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صفا و مروہ کی سعی کے بارے میں فرمایا "ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما" حالانکہ صفا و مروہ کا طواف واجب ہے یا رکن۔

ویبطل الوطن الاصلی الخ اسکی دلیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ پہنچے تو مکہ مکرمہ جائے پیدائش اور مسکن رہ چکنے کے باوجود وہاں انہوں نے قصر کیا اور یہ وطن اصلی کا بطلان اس وجہ سے تھا کہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ کو وطن بنا لیا تھا

بَابُ صَلٰوۃِ الْمَرِیْضِ

اذا تَعَذَّرَ عَلَی الْمَرِیْضِ کُلُّ الْقِیَامِ اَوْ تَعَسَّرَ بِوُجُوْدِ اَلَمٍ شَدِیْدٍ اَوْ خَافَ زِیَادَۃَ الْمَرَضِ اَوْ اِبْطَاءَۃَ بِہٖ صَلّٰی قَاعِدًا بِرُکُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ وَیَقْعُدُ کَیْفَ شَاءَ فِی الاصَحِّ وَاِلَّا قَامَ بقدر ما یُمْکِنُہٗ وان تَعَذَّرَ الرُّکُوْعُ وَالسُّجُوْدُ صَلّٰی قَاعِدًا بالایماءِ وَجَعَلَ اِیْمَاءَہٗ لِلسُّجُوْدِ اخفض مِنْ اِیْمَاۗئِہٖ لِلرُّکُوْعِ فَاِنْ لَمْ یَخْفِضْہُ عَنْہُ لَا تَصِحُّ وَلَا یَرْفَعُ لِوَجْھِہٖ شَیْءٌ یَسْجُدُ عَلَیْہِ فَاِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَاْسَہٗ صَحَّ وَاِلَّا لَا وَاِنْ تَعَسَّرَ الْقُعُوْدُ اَوْمَاَ مُسْتَلْقِیًا اَوْ عَلٰی جَنْبِہٖ وَالْاَوَّلُ اَوْلٰی وَیَجْعَلُ تَحْتَ رَاْسِہٖ

وَسَادَةً لِيَصِيرَ وَجْهُهُ اِلَى الْقِبْلَةِ لَا السَّمَاءِ وَيَنْبَغِي نَصْبُ رُكْبَتَيْهِ إِنْ قَدَرَ
حَتّٰى لَا يَمُدَّهُمَا اِلَى الْقِبْلَةِ وَاِنْ تَعَذَّرَ الْاِيمَاءُ اُخِّرَتْ عَنْهُ مَادَامَ يَفْهَمُ
الْخِطَابَ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيحُ وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ
وَالْمَزِيدِ بِسُقُوطِ الْقَضَاءِ اِذَا دَامَ عَجْزُهُ عَنِ الْاِيمَاءِ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ
وَاِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهُ قَاضِيخَانْ وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيطِ وَاخْتَارَهُ شَيْخُ
الْاِسْلَامِ وَفَخْرُ الْاِسْلَامِ وَقَالَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى
وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْيَنَابِيعِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَلَمْ يُومِ بِعَيْنِهِ وَقَلْبِهِ وَحَاجِبِهِ وَاِنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ
الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيمَاءِ وَاِنْ عَرَضَ لَهُ مَرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَا قَدَرَ
وَلَوْ بِالْاِيمَاءِ فِي الْمَشْهُورِ وَلَوْ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَصَحَّ بَنٰى وَلَوْ كَانَ
مُومِيًا لَا وَمَنْ جُنَّ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قَضٰى وَلَوْ اَكْثَرَ لَا

(فَصْلٌ فِي اِسْقَاطِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ) اِذَا مَاتَ الْمَرِيضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلٰوةِ
بِالْاِيمَاءِ لَا يَلْزَمُهُ الْاِيصَاءُ بِهَا وَاِنْ قَلَّتْ وَكَذَا الصَّوْمُ اِنْ اَفْطَرَ فِيهِ الْمُسَافِرُ
وَالْمَرِيضُ وَمَاتَا قَبْلَ الْاِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ
بِذِمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ وَلِيُّهُ مِنْ ثُلُثِ مَا تَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَلِصَلٰوةِ كُلِّ
وَقْتٍ حَتَّى الْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ قِيمَتَهُ وَاِنْ لَمْ يُوصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ
وَلِيُّهُ جَازَ وَلَا يَصِحُّ اَنْ يَصُومَ وَلَا اَنْ يُصَلِّيَ عَنْهُ وَاِنْ لَمْ يَفِ مَا اَوْصٰى بِهِ
عَمَّا عَلَيْهِ يَدْفَعُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيِّتِ بِقَدْرِهِ ثُمَّ يَهَبُهُ
الْفَقِيرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيرِ فَيَسْقُطُ بِقَدْرِهِ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيرُ
لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيرِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى
الْمَيِّتِ مِنْ صَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَيَجُوزُ اِعْطَاءُ فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ
كَفَّارَةِ الْيَمِينِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ

ترجمہ:۔ اگر کوئی شخص (دوران نماز کوئی) مرض پیش آجانے (یا پہلے سے مریض ہونے کے باعث)
پورا کھڑا نہ ہو سکے یا شدید تکلیف کے باعث پورا کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ

ہو یا مرض کے تادیر برقرار رہنے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ کرے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق جس طریقہ سے بیٹھے (اور اسے سہولت ہو) بیٹھ جائے ورنہ جسقدر کھڑا ہونا اس کے بس میں ہو کھڑا ہوجائے ۔ اور اگر (قیام کے ساتھ ساتھ) رکوع وسجدہ (بھی) نہ ہوسکتا ہو تو سر کے اشارہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے ۔ اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے اگر سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ کے مقابلہ میں پست نہ کرے تو (اس صورت میں) نماز درست نہیں ہوگی ۔ اور سجدہ کی خاطر کوئی اونچی چیز نہ رکھے پس اگر وہ ایسا کرے اور وہ اپنا سر بھی جھکائے تو نماز صحیح ہوجائے گی ۔ (لیکن بکراہت) ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی ۔ اور بیٹھنا دشوار ہوگیا ہو تو چت لیٹ کر (اور پیر قبلہ رخ کرکے) یا کروٹ سے لیٹ کر (منہ قبلہ رخ کرکے) سر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور پہلی صورت (چت لیٹ کر پاؤں قبلہ رخ کرکے نماز پڑھنا) اولیٰ ہے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے تاکہ اس کا رخ قبلہ کی جانب ہوجائے آسمان کی جانب رخ نہ رہے اور اگر استطاعت ہو تو گھٹنے کھڑے کرلے تاکہ انہیں قبلہ کی جانب نہ پھیلائے ۔ اور اگر اشارہ سے (بھی) پڑھنا ممکن نہ ہو تو نماز مؤخر کردے تاآنکہ اس کا بات سمجھنا ممکن ہو "ہدایہ" میں اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے ۔

اور صاحب ہدایہ نے تجنیس و مزید نامی کتاب میں یقین کے ساتھ کہا ہے کہ جب پانچ نمازوں تک اس کا اشارہ سے بھی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس مدت کی نماز کی قضا معاف ہے خواہ وہ بات بھی کیوں نہ سمجھتا ہو ۔ قاضی خان اور صاحب محیط بھی اسی قول کو صحیح قرار دیتے ہیں شیخ الاسلام السرخسیؒ اور فخر الاسلام خواہر زادہ کا اختیار کردہ قول بھی یہی ہے اور "ظہیریہ" میں فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر روایت ہے اور یہی مفتیٰ بہ ہے ۔

"خلاصہ" میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے ۔ "ینابیع" اور "بدائع" میں اسی درست کہا ہے ۔ اور اسی پر "ولوالجی" نے یقین واعتماد کیا ہے ۔

اور آنکھ اور بھوؤں اور دل سے اشارہ نہ کرے اور اگر قیام پر قدرت ہو اور رکوع وسجدہ پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے اور اگر دوران نماز کوئی مرض پیش آجائے تو اس شکل میں نماز جس طرح ممکن ہو پوری کرلے ۔ خواہ اشارہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو اگر رکوع وسجدہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہا ہو کہ (اسی دوران) اچھا ہوجائے تو صرف باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے گا ۔ اور اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر نماز کے دوران اچھا ہوجائے تو وہ از سر نو نماز پڑھے گا

اور پاگل پن یا بے ہوشی کی وجہ سے پانچ نمازوں کا وقت گزر جانے تک جنون یا بے ہوشی رہے تو اس پر ان پانچ نمازوں کی قضا لازم ہوگی

اور اس سے زیادہ وقت گزر جانے پر قضا لازم نہ ہوگی ۔

فصل ۔ نماز اور روزہ کے ساقط ہونے کا بیان

اگر مریض مرنے لگے اور اشارہ کے ساتھ (بھی) نماز پڑھنے پر قدرت حاصل نہ ہو تو اس پر ان نمازوں کی وصیت لازم نہ ہو گی خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں۔

اسی طریقہ سے روزہ کا حکم ہے اگر ماہِ رمضان شریف میں مسافر یا بیمار روزے نہ رکھے اور (پھر وہ) اقامت یا تندرست ہونے سے قبل مر جائے تو اس پر فدیہ کی وصیت واجب نہ ہو گی۔

اور نماز یا روزہ میں سے جس پر اسے قدرت حاصل ہو گئی اور وہ اس کے ذمہ باقی رہ گئی ہو تو مرنے والے پر اس کی وصیت واجب ہو گی۔ لہٰذا اس کا ولی اس کے ایک تہائی ترکہ میں سے ادا کرے ہر روزہ اور نماز کا فدیہ ایک کلو ۶۳۳ گرام گندم یا اس کی قیمت ہو گی

اور اگر وہ وصیت نہ کرے اور اس کا ولی تبرعاً اس کی جانب سے ادا کر دے تو اسے درست قرار دیں گے

ولی کا میت کی جانب سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا صحیح نہ ہو گا۔ اگر صدقہ کی وصیت کردہ مال وصیت کردہ مقدار کے لئے ناکافی ہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ یہ مقدار کسی معتبر مفلس (غیر صاحبِ نصاب) کو دے دے تو صدقہ کی اتنی مقدار میت کے ذمہ سے ساقط ہونے کا حکم ہو گا۔ پھر فقیر (غیر صاحبِ نصاب) شخص مثلاً ولی کو ہبہ کے طور پر دے دے اور ولی اس کے اوپر قابض ہو جائے اس کے بعد ولی وہ مال فقیر کو عطا کر دے اور اسی تدبیر سے کام لیتا رہے حتیٰ کہ میت کے واجب شدہ نمازیں اور روزے اس طریقہ سے ادا و ساقط ہوں

کئی نمازوں کا فدیہ ایک ہی شخص کو عطا کر دینا درست ہے اس کے برعکس قسم کا کفارہ میں ایک فدیہ کی مقدار سے زیادہ ایک شخص کو دینا درست نہیں

تشریح و توضیح

اذا تعذر الخ خواہ عذر حقیقی ہو کہ اگر کھڑا ہو جائے تو گر جائے گا، اور خواہ حکمی ہو کہ قیام کی صورت میں ضرر نقصان اور مرض کی زیادتی کا قوی اندیشہ ہو "نہایہ" میں اسی طرح ہے

صلی قاعداً الخ یعنی اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو کروٹ سے اشارہ کے ساتھ پڑھے (یہ روایت بخاری شریف میں موجود ہے)

وجعل الخ اگر رکوع و سجود پر قدرت ہو تو رکوع و سجدہ کر لے ورنہ اشارہ سے پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے اگر رکوع و سجدہ پر قادر ہو تو رکوع و سجدہ کرے ورنہ اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدہ رکوع سے زیادہ جھکا ہوا کرے۔ (یہ روایت مسند بزار وغیرہ میں ہے۔)

ولا یرفع الخ اور سجدہ کرنے کیلئے اونچی کوئی چیز سامنے نہ رکھے۔ کیونکہ یہ نہی و ممانعت کی بنا پر مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر تکیہ زمین پر رکھا ہوا ہو اور اس پر سجدہ کرے تو جائز ہے "ذخیرہ" میں اسی طرح ہے

وان تعسر القعود الخ یعنی بیٹھنا نہ خود بغیر ٹیک لگائے ممکن ہو اور نہ دیوار وغیرہ کے سہارے سے لیکن اگر ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہو تو سہارے سے بیٹھنا لازم ہوگا۔ "غنیہ" میں اسی طرح ہے۔

اخرت عنہ الخ اگر اشارہ سے ادائیگی بھی دشوار ہو تو تا وقتیکہ اتنی طاقت آئے کہ کسی صورت سے ادا کر سکے نماز مؤخر کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفس کو بقدر استطاعت ہی مکلف بنایا ہے۔

ولو صلی قاعدًا الخ یعنی بیٹھ کر رکوع و سجدہ سے نماز پڑھنے والا اگر دورانِ نماز اچھا ہو جائے تو اسی پڑھی ہوتی نماز کی بنا اور باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھنا درست ہے اسی طرح قائم (کھڑے ہونے والے) کی اقتدی قاعد (بیٹھنے والے) کے پیچھے جائز ہے اور یہ جواز حدیث سے ثابت ہے۔

"سنن" میں روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ کی اقتدی کی۔

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

اَلتَّرْتِيْبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَةِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ وَيَسْقُطُ بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ ضِيْقُ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ فِى الْاَصَحِّ وَالنِّسْيَانُ وَاِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ سِتًّا غَيْرَ الْوِتْرِ فَاِنَّهُ لَا يُعَدُّ مُسْقِطًا وَاِنْ لَزِمَ تَرْتِيْبُهُ وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيْبُ بِعَوْدِهَا اِلَى الْقِلَّةِ وَلَا بِفَوْتِ حَدِيْثَةٍ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ فِيْهِمَا فَلَوْ صَلّٰى فَرْضًا ذَاكِرًا فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا فَسَدَ فَرْضُهُ فَسَادًا مَوْقُوْفًا فَاِنْ خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاهُ بَعْدَ الْمَتْرُوْكَةِ ذَاكِرًا لَهَا صَحَّتْ جَمِيْعُهَا فَلَا تَبْطُلُ بِقَضَاءِ الْمَتْرُوْكَةِ بَعْدَهُ وَاِنْ قَضَى الْمَتْرُوْكَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ بَطَلَ وَصْفُ مَا صَلَّاهُ مُتَذَكِّرًا قَبْلَهَا وَصَارَ نَفْلًا وَاِذَا كَثُرَتِ الْفَوَائِتُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِيْنِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَاِنْ اَرَادَ تَسْهِيْلَ الْاَمْرِ عَلَيْهِ نَوٰى اَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ اَوْ اٰخِرَهُ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلٰى اَحَدِ تَصْحِيْحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ وَيُعْذَرُ مَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعَ

متن جملہ :۔ فوت شدہ اور وقتیہ نمازوں اور چند فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب واجب ہے اور تین اشیاء میں سے ایک (بھی) شئے پائے جانے کیصورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

(۱) زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر نماز کا مستحب وقت تنگ ہو جائے (تو ترتیب ساقط ہو جائے گی)

(۲) بھول جانا (۳) یا چھ نمازیں وتر کے علاوہ فوت ہو جائیں اسلئے کہ وتر ترتیب ساقط کرنے والا قرار نہیں دیا جاتا۔ اگرچہ اسمیں بھی ترتیب کا لحاظ واجب ہے۔

اور قضا نمازوں کے چھ سے کم رہ جانے سے ترتیب نہیں لوٹے گی (تا وقتیکہ سب نہ پڑھ لے ترتیب جدید نہیں لوٹے گی) اور نہ چھ پہلی نمازیں قضا ہونے کے بعد نئی نماز کے فوت ہونے کے باعث ترتیب لوٹے گی۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے پس جس شخص نے فرض خواہ وہ وتر ہی کیوں نہ ہو فوت شدہ نماز یاد ہوتے ہوئے پڑھ لی تو یہ نماز فاسد موقوف ہو گی۔ (اس کا فاسد ہونا موقوف رہے گا) لہذا فوت شدہ نماز کے یاد ہونے کے ساتھ اگر پڑھی ہوئی نمازوں میں سے پانچویں نماز کا وقت جاتا۔ اور چھٹی کا شروع ہو گیا) تو سب نمازیں صحیح ہونے کا حکم ہو گا۔ اور اس کے بعد فوت شدہ نماز ادا کرنے کی وجہ سے ان ادا کردہ نمازوں کے باطل ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔

اور اگر فوت شدہ نماز پانچویں نماز کا وقت نکلنے سے قبل پڑھ لی تو فوت شدہ نماز سے قبل پڑھی ہوئی فرض نمازوں کا وصف (فرضیت) باطل ہو کر یہ نمازیں نفل شمار ہوں گی۔

اور جب فوت شدہ نمازوں کی تعداد بڑھ جائے تو اسکی احتیاج ہو گی کہ ہر نماز کی تعیین کی جائے پھر اپنی سہولت کا اس معاملہ میں خیال ہو تو (مثال کے طور پر اس طریقہ سے) نیت کرے کہ اس پر واجب شدہ پہلی نماز ظہر یا آخری نماز ظہر۔

اسی طرح دو تصحیحوں میں سے ایک تصحیح کے مطابق دو رمضان کے روزے ہوں تو ان میں (بھی) تعیین کی احتیاج ہو گی

اور جس شخص نے دار الحرب میں اسلام قبول کیا ہو اور وہ ناواقف ہونے کا عذر کرے تو اس کے عذر کو لائق قبول قرار دیا جائے گا۔

تشریح و توضیح

والوقتیۃ الخ پانچوں نمازوں کے درمیان ترتیب فرض ہے اصل اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے کہ جو شخص اپنی کوئی نماز بھول جائے اور اسے اس وقت یاد آئے جبکہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اول بھولی ہوئی نماز پڑھے اسکے بعد دوسری نماز پڑھے (یہ روایت موطا امام مالک دارقطنی اور بیہقی میں موجود ہے۔)

"ترمذی" میں ہے کہ غزوہ خندق میں مشغولیت اور کافروں کے مہلت نہ دینے کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین نمازیں ظہر وعصر ومغرب قضا ہوگئیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کے وقت اوّل بالترتیب یہ نمازیں پڑھیں پھر نماز عشا پڑھی۔

ضیق الوقت الخ یعنی نماز کے شروع کرتے ہوئے وقت تنگ ہو پس اگر فوت شدہ نماز یاد ہوتے ہوئے اوّل وقت میں شروع کردے اور قرآت اسقدر طویل کرے کہ وقت تنگ ہوجائے (فتاوی قاضی خان) اگر وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ قضا اور ادا دونوں پڑھ سکے بلکہ صرف ایک ہی پڑھی جاسکتی ہو تو اس صورت میں قضا چھوڑ کر صرف ادا نماز پڑھ لے کیونکہ فرض وقت "فرض ترتیب" سے زیادہ مؤکد ہے اور یہ کتاب وسُنّت واجماع سے ثابت ہے۔ اور "فرضیت ترتیب" یہ اخبار احاد سے ثابت ہے۔ لہذا فرض وقت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

بَابُ إِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

إِذَا شَرَعَ فِيْ فَرْضٍ مُنْفَرِدًا فَأُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدٰى إِنْ لَمْ يَسْجُدْ لِمَا شَرَعَ فِيْهِ أَوْ سَجَدَ فِيْ غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ وَإِنْ سَجَدَ فِيْ رُبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيْرَ الرَّكْعَتَانِ لَهٗ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدٰى مُفْتَرِضًا وَإِنْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدٰى مُتَنَفِّلًا إِلَّا فِي الْعَصْرِ وَإِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَأُقِيْمَتْ قَبْلَ سُجُوْدِهٖ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِيْمَةٍ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ كَانَ فِيْ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيْبُ أَوْ فِيْ سُنَّةِ الظُّهْرِ فَأُقِيْمَتْ سَلَّمَ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْأَوْجَهُ ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرْضِ وَمَنْ حَضَرَ وَالْإِمَامُ فِيْ صَلٰوةِ الْفَرْضِ اقْتَدٰى بِهٖ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ إِلَّا فِي الْفَجْرِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَهٗ وَإِنْ لَمْ يَأْمَنْ تَرَكَهَا وَلَمْ تُقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا بِفَوْتِهَا مَعَ الْفَرْضِ وَقَضَى السُّنَّةَ الَّتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ فِيْ وَقْتِهٖ قَبْلَ شَفْعِهٖ وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا وَاخْتُلِفَ فِيْ مُدْرِكِ الثَّلَاثِ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرْضِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَ الْوَقْتِ وَإِلَّا فَلَا وَمَنْ أَدْرَكَ إِمَامَهٗ رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَوَقَفَ حَتّٰى رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهٗ لَمْ يُدْرِكِ الرَّكْعَةَ وَإِنْ رَكَعَ قَبْلَ إِمَامِهٖ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ فَأَدْرَكَهٗ إِمَامُهٗ فِيْهِ صَحَّ وَإِلَّا لَا وَكُرِهَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيْهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ إِلَّا إِذَا كَانَ مُقِيْمَ جَمَاعَةٍ أُخْرٰى

وَاِنْ خَرَجَ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ مُنْفَرِدًا لَا یُکْرَهُ اِلَّا اِذَا اُقِیْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ فِی الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَیَقْتَدِیْ فِیْهِمَا مُتَنَفِّلًا وَلَا یُصَلِّیْ بَعْدَ صَلٰوةٍ مِثْلَهَا

ترجمہ:۔ جو شخص تنہا فرض نماز شروع کرے پھر جماعت کے واسطے تکبیر کہی جائے تو اگر اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو) نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے پس اگر شروع کردہ نماز میں پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ یا سجدہ کر چکا ہو اور نماز رباعی کے علاوہ ہو (مثلاً نماز فجر و مغرب) ہو تو اسی طرح کرے (توڑ کر شامل ہو جائے) اور اگر رباعی نماز میں سجدہ کر چکا ہو تو دوسری رکعت پڑھ لے اور دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر لے تاکہ اسکی یہ دو رکعات نفل بن جائیں۔ پھر فرض نماز کی ادائیگی کی خاطر امام کی اقتدیٰ کرے۔

اور اگر رباعی نماز میں سے چار رکعت ادا کر چکا ہو تو چار رکعات پوری کر کے بہ نیتِ نفل امام کی اقتدیٰ کرلے البتہ نماز عصر ہو تو بہ نیتِ نفل امام کے ساتھ شامل نہ ہو۔

اور اگر تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا ہی ہو کہ سجدہ سے قبل امامت شروع ہو جائے تو زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ بحالت قیام ہی سلام پھیر دے (اور نماز میں شامل ہو جائے)

اور اگر جمعہ کی سنتیں پڑھ رہا ہو کہ خطیب جمعہ کے خطبہ کیلئے آجائے یا ظہر کی سنتیں پڑھ رہا ہو کہ اقامت شروع ہو جائے تو زیادہ مستند و معتبر قول کے مطابق دو رکعات پر سلام پھیر دے پھر فرض سے فارغ ہو کر انکی قضا کرے۔

اور اگر ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ امام نماز فرض پڑھ رہا ہو تو سنتوں میں مشغول ہوئے بغیر امام کی اقتدیٰ کرلے۔ البتہ اگر سنتیں فجر کی ہوں اور فرض فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو (اول) سنتیں پڑھ لے اور فرض فوت ہونے کا اندیشہ (قوی) ہو تو سنتیں ترک کر دے اور محض سنتوں کی قضا نہیں ہو گی البتہ اگر فرض فوت ہو جائیں تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی پڑھی جائیں۔

اور ظہر سے قبل کی سنتوں کو اندرونِ وقت ظہر، ظہر کی دو سنتوں سے قبل ادائیگی کرے۔ اور ظہر کی کی ایک رکعت مل گئی تو اسے باجماعت نماز ظہر پانے والا قرار نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ جماعت کی فضیلت پانے والا شمار ہو گا۔ اور وہ شخص جسے تین رکعت مل گئی ہوں اس کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے، کہ وہ باجماعت نماز ادا کرنے والا شمار ہو گا یا صرف فضیلت حاصل کرنے والا) اگر وقت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو فرض سے قبل نفل ادا کرلے ورنہ ترک کر دے۔

اور جو شخص امام کو بحالتِ رکوع پائے۔ پھر وہ تکبیر کہہ کر امام کے سر اٹھانے تک کھڑا رہے تو وہ شخص رکعت پانے والا شمار نہ ہوگا۔

اور اگر امام کے مانجوز بہ الصلوٰۃ قرأت کے بعد وہ امام سے قبل رکوع کرلے پھر امام اسے رکوع میں پالے تو (اس صورت میں) مقتدی کا رکوع درست ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا۔

اور مسجد میں اذان ہوگئی ہو تو نماز پڑھنے سے قبل مسجد سے نکلنا مکروہ ہے البتہ دوسری جماعت کے منتظم کے لئے اذان کے بعد بھی نکلنا مکروہ نہیں اور اگر تنہا نماز ادا کرنے کے بعد اس مسجد سے نکلے تو باعثِ کراہت نہیں۔ البتہ اگر نماز ظہر و عشا میں اس کے مسجد سے نکلنے سے قبل جماعت کھڑی ہوجائے تو نکلنا باعثِ کراہت ہے اسلئے کہ ان میں وہ بہ نیت نفل امام کی اقتدا کرلے گا۔ اور کوئی نماز پڑھ چکنے کے بعد اس قسم کی نماز (دوبارہ) نہ پڑھیں گے۔

تشریح و توضیح

فاقیمت الخ یعنی امام نے نماز شروع کردی یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اقامت اسی مسجد میں ہو جہاں وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔ لیکن اگر دوسری مسجد میں ہو تو وہ مطلقاً نماز نہیں توڑے گا "بحرالرائق" میں اسی طرح ہے۔

قطع واقتدیٰ الخ "صاحب بحر" فرماتے ہیں کہ نماز توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے کبھی مباح اور کبھی مستحب۔ بلا کسی عذر کے نماز توڑنا حرام ہے اور مال وغیرہ تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو مباح ہے اور اکمال و اتمام کی غرض توڑنا مستحب ہے۔

اتمہا الخ تین رکعات پڑھ لینے کی صورت میں ایک رکعت اور پڑھ کر اپنی فرض نماز پوری کرکے نفل باجماعت پڑھ لے گا۔ کیونکہ فرض میں تکرار نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آدمیوں سے جو اپنی فرض نماز پڑھ چکے تھے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے کجاوں میں نماز پڑھ کر آؤ اور لوگ باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوجاؤ اور ان لوگوں کے ساتھ تمہاری نماز نفل ہوجائے (ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔)

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نفل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے تو کہا جائے گا کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ امام اور مقتدی سب نفل پڑھنے والے ہوں لیکن اگر امام فرض پڑھ رہا ہو اور پھر بعض لوگ شریک جماعت ہوجائیں تو کراہت نہیں۔

الا فی العصر الخ عصر کی اور فجر کی نماز میں اس طرح اقتدا درست نہیں۔ کیونکہ بخاری و مسلم کی

روایات میں اس سے رد کیا گیا ہے۔

وکرہ خروجہ الخ یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے پھر وہ بلا احتیاج (عذر) مسجد سے نکل جائے اور اس کا ارادہ لوٹنے کا نہ ہو تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ)

"سنن اربعہ" اور "مسلم شریف" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اذان کے بعد (بلا عذر شرعی) مسجد سے نکلا تو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی (اور اس طرح گویا اللہ کی نافرمانی کی۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے من يطع الرسول فقد اطاع الله) جس طرح نکلنا مکروہ ہے اسی طرح مسجد میں نماز میں شریک ہوئے بغیر ٹھہرنا بھی مکروہ ہے۔ "بحر الرائق" میں اسکی صراحت ہے۔

اذن فيه الخ یہ حکم مطلقاً ہے خواہ اسکے مسجد میں داخل ہونے کے بعد اذان ہوئی ہو یا اس کے مسجد میں داخل ہونے سے قبل اذان ہو چکی ہو اور جو شخص نماز فجر یا عصر یا مغرب پڑھ چکا ہو اسکے لیے مسجد سے نکلنا جائز ہے اگرچہ اقامت شروع ہو چکی ہو۔ کیونکہ صحیح احادیث سے بعد نماز فجر اور عصر نوافل پڑھنا مکروہ ہے اسلئے جماعت میں شریک نہ ہونے اور بوقت اقامت نکل جانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ

يَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِيمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا وَإِنْ تَكَرَّرَ وَإِنْ كَانَ تَرْكُهُ عَمْدًا أَثِمَ وَوَجَبَ إِعَادَةُ الصَّلٰوةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا وَلَا يَسْجُدُ فِي الْعَمْدِ لِلسَّهْوِ وَقِيلَ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ تَرْكُ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ أَوْ تَأْخِيرُهُ سَجْدَةً مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى إِلَى آخِرِ الصَّلٰوةِ وَتَفَكُّرُهُ عَمْدًا حَتّٰى شَغَلَهُ عَنْ رُكْنٍ وَيُسَنُّ الْإِتْيَانُ بِسُجُودِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَكْتَفِي بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ يَمِينِهِ فِي الْأَصَحِّ فَإِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرِهَ تَنْزِيهًا وَيَسْقُطُ سُجُودُ السَّهْوِ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاحْمِرَارِهَا فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُودِ مَا يَمْنَعُ الْبِنَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَلْزَمُ الْمَأْمُومَ بِسَهْوِ إِمَامِهِ لَا بِسَهْوِهِ وَيَسْجُدُ الْمَسْبُوقُ مَعَ إِمَامِهِ ثُمَّ يَقُومُ بِقَضَاءِ مَا سُبِقَ بِهِ وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوقُ فِيمَا يَقْضِيهِ سَجَدَ لَهُ أَيْضًا لَا اللَّاحِقُ وَلَا يَأْتِي الْإِمَامُ بِسُجُودِ السَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ

وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ اِلَيْهِ مَالَمْ يَسْتَوِ قَائِمًا فِى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْاَصَحُّ وَالْمُقْتَدِى كَالْمُتَنَفِّلِ يَعُوْدُ وَلَوِ اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَاِنْ عَادَ وَهُوَ اِلَى الْقِيَامِ اَقْرَبُ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ كَانَ اِلَى الْقُعُوْدِ اَقْرَبَ لَاسُجُوْدَ عَلَيْهِ فِى الْاَصَحِّ وَاِنْ عَادَ بَعْدَ مَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا اِخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِى فَسَادِ صَلٰوتِهٖ وَاِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَخِيْرِ عَادَ مَالَمْ يَسْجُدْ وَسَجَدَ لِتَاخِيْرِهٖ فَرْضَ الْقُعُوْدِ فَاِنْ سَجَدَ صَارَ فَرْضُهٗ نَفْلًا وَضَمَّ سَادِسَةً اِنْ شَاءَ وَلَوْ فِى الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِى الْفَجْرِ وَلَا كَرَاهَةَ فِى الضَّمِّ فِيْهِمَا عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَا يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِى الْاَصَحِّ وَاِنْ قَعَدَ الْاَخِيْرَ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اِعَادَةِ التَّشَهُّدِ فَاِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهٗ وَضَمَّ اِلَيْهَا اُخْرٰى لِتَصِيْرَ الزَّائِدَتَانِ لَهٗ نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ فِى شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا اٰخَرَ عَلَيْهِ اِسْتِحْبَابًا فَاِنْ بَنٰى اَعَادَ سُجُوْدَ السَّهْوِ فِى الْمُخْتَارِ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ فَاقْتَدٰى بِهٖ غَيْرُهٗ صَحَّ اِنْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَاِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَالَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ اَوْ يَتَكَلَّمْ وَلَوْ تَوَهَّمَ مُصَلٍّ رُبَاعِيَّةً اَوْ ثُلَاثِيَّةً اَنَّهٗ اَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ طَالَ تَفَكُّرُهٗ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتّٰى اسْتَيْقَنَ اِنْ كَانَ قَدْرَ اَدَاءِ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُوْدُ السَّهْوِ وَاِلَّا لَا

فَصْلٌ فِى الشَّكِّ

تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِالشَّكِّ فِى عَدَدِ رَكْعَاتِهَا اِذَا كَانَ قَبْلَ اِكْمَالِهَا وَهُوَ اَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهٗ مِنَ الشَّكِّ اَوْ كَانَ الشَّكُّ غَيْرَ عَادَةٍ لَهٗ فَلَوْ شَكَّ بَعْدَ سَلَامِهٖ لَا يُعْتَبَرُ اِلَّا اَنْ تَيَقَّنَ بِالتَّرْكِ وَاِنْ كَثُرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهٖ فَاِنْ لَمْ يَغْلِبْ لَهٗ ظَنٌّ اَخَذَ بِالْاَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَةٍ ظَنَّهَا اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ

ترجمہ :۔ اگر ایک رکن مکرر کرے تو ایک سلام کے بعد دو سجدے واجب ہیں یا بھول کر واجب ترک کرے تو دو سجدوں کا ایک سلام کے بعد وجوب ہوگا۔ اور عمدًا ترکِ واجب کی صورت میں باعث گناہ ہوگا۔ اور نماز کا نقص دور کرنے کے لئے از سر نو پڑھنی واجب ہوگی۔

اور عمدًا ترک کی صورت میں سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ اور کہا گیا ہے کہ تین صورتوں میں عمدًا واجب ترک کرنے پر بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔ (وہ تین صورتیں یہ ہیں)

(۱) قعدۂ اُولیٰ ترک کرے (۲) رکعت اُولیٰ کا سجدہ نماز کے اخیر تک مؤخر کرے۔

(۳) عمداً اتنا غور و فکر کرے کہ وہ ارکان میں سے کوئی ایک رکن ادا نہ کرسکے۔

بعد سلام سجدۂ سہو کی ادائیگی دائرہ سُنت میں داخل ہے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق دائیں جانب سلام پھیرنے پر بھی اکتفا درُست ہے پس سلام سے قبل سجدۂ سہو کرنا مکروہ تنزیہی ہے (خلافِ اولیٰ) ہے اور نمازِ فجر میں اگر سلام کے (فوراً) بعد سورج نکل آئے یا نمازِ عصر میں (سلام کے بعد) سُورج مُتغیّر ہوجائے (جو غروب کی علامت ہے تو اس صورت میں) سجدۂ سہو کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔

اور سلام کے بعد کوئی ایسی بات پائی جائے جو بنا سے روکتی ہو (جیسے عمداً گفتگو) تو سجدہ سہو ساقط ہوجائے گا۔

اور مقتدی پر امام کے سہو کی بنا پر سجدہ سہو کا وجوب ہوگا۔ مقتدی کو سہو ہوگیا ہو تو سجدۂ سہو کا وجوب نہ ہوگا۔

مسبوق اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنے کے بعد ان رکعات کی ادائیگی کیلئے کھڑا ہو جن رکعات میں وہ مسبوق ہوگیا ہو۔ اگر مسبوق کو ادا کرنے والے حصہ (رکعات) میں سہو ہوجائے تو اس کی خاطر بھی سجدہ کرے گا۔ لاحق سجدہ سہو نہ کرے گا۔ نمازِ جمعہ اور نمازِ عید الفطر و عید الاضحیٰ میں امام لوگوں کو خلفشار سے بچانے کی خاطر) سجدہ سہو نہیں کرے گا۔ بشرطیکہ مجمع زیادہ ہو جیسے عموماً ہوتا ہے)

اور جس شخص کو نماز فرض کے قعدۂ اولیٰ میں سہو ہو تو روایت کے ظاہر کے مطابق تاوقتیکہ وہ سیدھا کھڑا ہُوا ہو قعدۂ اولیٰ کی خاطر پلٹ آئے یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ اور مقتدی خواہ پورا ہی کھڑا ہو جائے (مگر) نفل پڑھنے والے کی مانند قعدۂ اولیٰ کی جانب پلٹ آئے۔

پس اگر وہ اس حال میں پلٹا ہو کہ وہ قیام سے زیادہ نزدیک تھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

اور اگر وہ قعود (بیٹھنے) سے زیادہ نزدیک ہو تو زیادہ صحیح قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو کا وجوب نہ ہوگا۔

اور پُورا کھڑا ہو لے کے بعد قعدہ کی جانب لوٹنے کی صورت میں نماز فاسد ہونے (اور صحیح ہونے کے متعلق) اختلاف (فقہاء کا اختلاف) ہے اور قعدۂ اخیرہ بھول جانے کی شکل میں تاوقتیکہ سجدہ نہ کرے پلٹ آئے۔ اور قعدہ اخیرہ میں جو فرض ہے اس کے مؤخر کرنے کی بنا پر سجدۂ سہو کرے گا۔

پھر اگر وہ لوٹ کر قعدۂ اخیرہ نہ کرے اور سجدہ کرے تو اس کا فرض نفل سے بدل جائے گا۔ اور اگر مرضی ہو تو چھٹی رکعت پڑھ لے چاہے یہ نماز عصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور نماز صبح میں چوتھی رکعت (بھی) ملالے۔ اور صحیح قول کے مطابق (بایں صورت) نمازِ فجر و عصر میں (اور رکعات) ملانا مکروہ نہیں اور زیادہ صحیح قول

کے مطابق اس پر سجدۂ سہو کا وجوب (بھی) نہ ہوگا۔

اور اگر قعدۂ اخیرہ کر لے اس کے بعد سہواً کھڑا ہو جائے تو (اس صورت میں) پلٹ کر از سرِ نو تشہد پڑھے بغیر سلام پھیر دے پھر زیادہ رکعت کا سجدہ نہ کر سکنے پر اس کے فرض کے باطل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور وہ زائد پڑھی جانے والی رکعت کے ساتھ ایک اور رکعت پڑھ لے تاکہ یہ دو زیادہ رکعات نفل بن جائیں اور سجدۂ سہو کر لے۔

اور دو رکعات نفل میں سجدۂ سہو کر چکا ہو تو اب باعثِ استحباب یہ ہے کہ دوسری رکعات ان دو رکعات کے ساتھ نہ ملائے لیکن اگر دوسری دو رکعات ملالی ہوں تو از سرِ نو سجدہ سہو کر لے راجح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور اگر وہ شخص جس پر سجدہ سہو کا وجوب ہوا ہو سلام پھیر دے اور اب کوئی شخص اسکی اقتدی کر لے اور امام (پھر) سجدہ سہو کرے تو اسکی اقتدیٰ درست ہوگی اور امام کے سجدۂ سہو نہ کرنے کی صورت میں اسکی اقتدیٰ درست نہ ہوگی

اور اگرچہ نماز ختم کر دینے کی نیت سے سلام پھیر لے مگر تا وقتیکہ قبلہ سے نہ مڑے یا گفتگو نہ کرے سجدہ سہو کرنا درست ہے۔

اگر چار یا تین رکعات پڑھنے والا اس وہم میں مبتلا ہو گیا ہو کہ وہ مکمل نماز پڑھ چکا ہے۔ پھر وہ سلام پھیر دے اس کے بعد پتہ چلے کہ اس نے دو ہی رکعات پڑھی تھیں تو اس صورت میں سجدہ سہو کرے اور تین چار رکعات کی تکمیل کرے۔

اور اگر تادیر غور و فکر کرتا رہے اور یقین نہ ہونے تک سلام نہ پھیرے اس صورت میں یہ غور و فکر ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر (اتنی دیر تک ہو کہ اسمیں ایک رکن ادا ہو سکتا ہو) ہو تو اس پر سجدۂ سہو کا وجوب ہوگا۔ ورنہ نہ ہوگا۔

فصل ۔ شک کا ذکر۔ رکعات نماز میں شک و شبہ ہو جاتے تو نماز باطل قرار دی جائے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ شک و شبہ نماز کی تکمیل سے قبل ہو اور پہلی بار اسے یہ شک و شبہ ہوا ہو یا یہ کہ وہ شک و شبہ کا عادی نہ ہو۔

پس اگر سلام پھیر چکنے کے بعد شک میں مبتلا ہو تو وہ معتبر نہ ہوگا۔ البتہ اگر چھوٹ جانے کا یقین ہو تو معتبر ہوگا۔ اور اگر اکثر یہ شک کی صورت پیش آتی ہو تو وہ غالب گمان پر عمل پیرا ہو پھر اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو رکعات کی مقدار کے اعتبار سے جو مقدار کم ہو وہ تسلیم کر لے۔ اور ہر رکعت جسے نماز

کی آخری رکعت گمان کرے اس کے بعد بیٹھے ۔

تشریح وتوضیح یجب الخ مصلی کے لئے دو سجدے صحیح و راجح قول کے مطابق واجب ہیں تاکہ جبر و تلافی نقصان ہو جائے "صحاح ستہ" کی روایات اور "بحر الرائق" وغیرہ کی صراحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر مواظبت ثابت ہے۔ اور جب اس کا واجب ہونا ثابت ہو گیا تو ترک واجب ہی پر تلافی نقصان واجب ہو گی پس ترکِ تسمیہ وتعوذ و ثنا پر اس کا وجوب نہ ہوگا کیونکہ وہ خود بھی واجب نہیں اسی طرح ترکِ رکن پر بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا کیونکہ ترکِ رکن سے نماز باطل ہو جاتی ہے اگر واجب عمداً ترک کر دیا تب بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا اسلئے کہ حدیث شریف میں ہے یہ سجدے سہو کی بنا پر ہیں عمداً ترک کی صورت میں نماز کا اعادہ لازم ہوگا

تشہد وتسلیم الخ حدیث شریف میں ہے ہر سہو کے لئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں (یہ روایت مسند احمد، ابن ماجہ اور ابو داؤد میں ہے) اور ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے (بخاری شریف)

بعض آئمہ کے نزدیک سلام سے قبل سجدۂ سہو سنت ہے امام شافعیؒ بھی فرماتے ہیں سلام سے پہلے بھی سجدہ سہو جائز ہے۔ اختلاف اولویت میں ہے۔

کیونکہ سجدۂ سہو کی بنا پر پہلا تشہد نہ پڑھنے کے درجہ میں شمار ہوگا۔ لہٰذا اس کے بعد اور درود شریف پڑھ کر اور دعا مانگ کر سلام پھیرے گا۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اسمیں سہو ہوا تو سجدے کئے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا (ترمذی، ابو داؤد)

لا بسھوہ الخ مقتدی کے سہو سے نہ خود اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور نہ امام پر کیونکہ وہ امام کے تابع ہے اور تابع کی بھول سے اصل پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی نیز مقتدی کے لئے نہ قبل سلام اس کا ادا کرنا ممکن ہے اور نہ بعد سلام کیونکہ امام کی مخالفت لازم آتی ہے حدیث شریف میں ہے امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدیٰ کی جائے (ابو داؤد) اس سے وجوبِ متابعت ثابت ہوتا ہے۔

وھو اول الخ یعنی یہ سہو کی صورت پہلی بار پیش آئی ہو اور اس سے قبل کبھی سہو نہ ہوا ہو تو اس اتفاقی صورت میں نماز دہرانے کا حکم ہوگا، "مسلم" "ابو داؤد" "ابن ماجہ" میں مرفوع روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو اور یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعات پڑھیں یا چار رکعات تو شک کو دور کر کے یقین یعنی اقل رکعات کو اختیار کر ے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے اگر یاد نہ رہے کہ میں نے کتنی نماز پڑھی تو میں لوٹا دوں گا۔ یہ حکم پہلی بار سہو کا ہے (یہ روایت "مصنف ابن ابی شیبۃ" میں ہے)

بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ

سَبَبُهُ التِّلَاوَةُ على التَّالِيْ والسَّامِعِ فِى الصَّحِيْحِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّرَاخِيْ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِى الصَّلٰوةِ وَكُرِهَ تَاخِيْرُهُ تَنْزِيْهًا وَيَجِبُ عَلَى مَنْ تَلَا اٰيَةً وَلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ وقِرَاءَةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ مِنْ اٰيَتِهَا كَالْاٰيَةِ فِى الصَّحِيْحِ وَاٰيَاتُهَا اَرْبَعَ عَشَرَةَ اٰيَةً فِى الْاَعْرَافِ وَالرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْاِسْرَاءِ وَمَرْيَمَ وَاُوْلَى الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَصٓ وَحٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَانْشَقَّتْ وَاقْرَاْ وَيَجِبُ السُّجُوْدُ عَلَى مَنْ سَمِعَ وَاِنْ لَمْ يَقْصِدِ السَّمَاعَ اِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ وَالْاِمَامَ وَالْمُقْتَدِيَ بِهٖ وَلَوْ سَمِعُوْهَا مِنْ غَيْرِهٖ سَجَدُوْهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ سَجَدُوْا فِيْهَا لَمْ تُجْزِهِمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمْ فِى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَيَجِبُ بِسَمَاعِ الْفَارِسِيَّةِ اِنْ فَهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِى وُجُوْبِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ مَجْنُوْنٍ اَوْ نَائِمٍ وَلَا تَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الطَّيْرِ وَالصَّدٰى وَتُؤَدّٰى بِرُكُوْعٍ اَوْ سُجُوْدٍ فِى الصَّلٰوةِ غَيْرِ رُكُوْعِ الصَّلٰوةِ وَسُجُوْدِهَا وَيُجْزِئُ عَنْهَا رُكُوْعُ الصَّلٰوةِ اِنْ نَوَاهَا وَسُجُوْدُهَا وَاِنْ لَمْ يَنْوِهَا اِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ فَوْرُ التِّلَاوَةِ بِاَكْثَرَ مِنْ اٰيَتَيْنِ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ اِمَامٍ فَلَمْ يَاْتَمَّ بِهٖ اَوِ ائْتَمَّ فِى رَكْعَةٍ اُخْرٰى سَجَدَ خَارِجَ الصَّلٰوةِ فِى الْاَظْهَرِ وَاِنِ ائْتَمَّ قَبْلَ سُجُوْدِ اِمَامِهٖ لَهَا سَجَدَ مَعَهُ فَاِنِ اقْتَدٰى بِهٖ بَعْدَ سُجُوْدِهَا فِى رَكْعَتِهَا صَارَ مُدْرِكًا لَهَا حُكْمًا فَلَا يَسْجُدُهَا اَصْلًا وَلَمْ تُقْضَ الصَّلٰوتِيَّةُ خَارِجَهَا وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ ثُمَّ اَعَادَ فِيْهَا سَجَدَ اُخْرٰى وَاِنْ لَمْ يَسْجُدْ اَوَّلًا كَفَتْهُ وَاحِدَةٌ فِى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَمَنْ كَرَّرَهَا فِى مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْهُ وَلَوْ مُسْدِيًا اِلٰى غُصْنٍ وَبِالْاِنْتِقَالِ مِنْ غُصْنٍ اِلٰى غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِى نَهْرٍ اَوْ حَوْضٍ كَبِيْرٍ فِى الْاَصَحِّ وَلَا يَتَبَدَّلُ بِزَوَايَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَبِيْرًا وَلَا بِسَيْرِ سَفِيْنَةٍ وَلَا بِرَكْعَةٍ وَبِرَكْعَتَيْنِ وَشُرْبَةٍ وَاَكْلِ لُقْمَتَيْنِ وَمَشْيِ خُطْوَتَيْنِ وَلَا بِاتِّكَاءٍ وَقُعُوْدٍ وَقِيَامٍ وَرُكُوْبٍ وَنُزُوْلٍ فِى مَحَلِّ تِلَاوَتِهٖ وَلَا بِسَيْرِ دَابَّتِهٖ مُصَلِّيًا وَيَتَكَرَّرُ الْوُجُوْبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيْلِ مَجْلِسِهٖ وَقَدِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِيْ لَا بِعَكْسِهٖ عَلَى الْاَصَحِّ وَكُرِهَ اَنْ يَّقْرَاَ سُوْرَةً وَّيَدَعَ اٰيَةَ

التَّجْدَةِ لَا عَكْسُهُ وَنُدِبَ ضَمُّ اٰيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ اِلَيْهَا وَنُدِبَ اِخْفَاءُهَا مِنْ غَيْرِ مُتَأَهِّبٍ لَهَا وَنُدِبَ الْقِيَامُ ثُمَّ السُّجُوْدُ لَهَا وَلَا يَرْفَعُ السَّامِعُ رَأْسَهُ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيْهَا وَلَا يُؤْمَرُ التَّالِيُ بِالتَّقَدُّمِ وَلَا السَّامِعُوْنَ بِالْاِصْطِفَافِ فَيَسْجُدُوْنَ كَيْفَ كَانُوْا وَشُرِطَ لِصِحَّتِهَا شَرَائِطُ الصَّلٰوةِ اِلَّا التَّحْرِيْمَةَ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يَسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَانِ بِلَا رَفْعِ يَدٍ وَلَا تَشَهُّدٍ وَلَا تَسْلِيْمٍ

(فَصْلٌ) سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ الْاِمَامِ لَا يُثَابُ عَلَيْهَا وَتَرْكُهَا وَقَالَا هِيَ قُرْبَةٌ يُثَابُ عَلَيْهَا وَهَيْئَتُهَا مِثْلُ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ

فَائِدَةٌ مُهِمَّةٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ

قَالَ الْاِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي الْكَافِيْ مَنْ قَرَأَ اٰيَ السَّجْدَةِ كُلَّهَا فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ وَسَجَدَ لِكُلٍّ مِنْهَا كَفَاهُ اللّٰهُ مَا اَهَمَّهُ

ترجمہ: سجدۂ تلاوت کے وجوب کا سبب تلاوت کرنے والے کا سجدہ کی آیت کی تلاوت کرنا - اور آیت سجدہ سننا ہے درست قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ آیتِ سجدہ کا وجوب اگر دورانِ نماز نہ ہو تو یہ تاخیر کی گنجائش کے ساتھ لازم ہوتا ہے (یعنی اگر تاخیر سے ادا کیا جائے تب بھی شرعاً درست ہے) مگر (بلاعذر) تاخیر کرنے میں کراہتِ تنزیہی ہے (یعنی خلافِ اولیٰ ہے) اور سجدۂ تلاوت کا وجوب آیت سجدہ تلاوت کرنے والے پر ہوگا۔ خواہ بزبان فارسی (غیر عربی) ہی تلاوت کرے اور حرفِ سجدہ کے ساتھ اس سے پہلے کے ایک کلمہ کے پڑھ لینے کا حکم صحیح قول کے مطابق آیتِ سجدہ کی تلاوت کا سا ہے۔

اور سجدہ کی آیات کی تعداد چودہ ہے۔ سورۂ اعراف کی (اخیر) آیت اور سورۂ رعد و نحل و بنی اسرائیل و مریم کی آیات اور سورۂ حج کے سجدہ کی پہلی آیت (پہلی آیت کہہ کر دوسری آیت یعنی "وارکعوا واسجدوا" سے احتراز مقصود ہے۔ عندالاحناف اس آیت پر سجدہ نہیں) اور سورۂ فرقان، نمل، الم السجدہ، صٓ، حم السجدہ، النجم، انشقت اور سورۂ اقرا میں سجدہ ہے۔

اور سجدہ کا وجوب ہر اس شخص پر ہوتا ہے جس نے آیت سجدہ سن لی ہو خواہ وہ سننے کا ارادہ بھی

نہ کرے ۔ البتہ وہ عورت جسے حیض یا نفاس آرہا ہو اور امام اور مقتدی (اگر آیت سجدہ خطائً کسی دوسری مقتدی کے آیت سجدہ پڑھنے کے باعث سن لیں تو) ان پر سجدۂ تلاوت کا وجوب نہ ہوگا
اور امام و مقتدی خارج نماز شخص سے آیتِ سجدہ سنیں تو ان پر نماز سے فارغ ہو کر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہوگا۔ اور اندرونِ نماز ان کا سجدہ کرنا نا کافی ہوگا۔ البتہ انکے سجدہ دورانِ نماز کر لینے سے نماز فاسد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ آیت کے ظاہر کے مطابق یہی ہے ۔
اور معتمد قول کے مطابق اگر بزبان فارسی (عربی کے علاوہ) بھی سجدہ کی آیت کا ترجمہ سنکر سمجھ لے تو سننے والے پر سجدہ کا وجوب ہوگا۔
اور سونے والے یا پاگل شخص سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ واجب ہونے نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلافِ رائے ہے (بعض وجوب اور بعض عدم وجوب کے قائل ہیں)
اور پرندہ سے آیت سجدہ سن لینے پر (کہ اسے آیتِ سجدہ مثلاً یاد کرا رکھی ہو) اور صدائے بازگشت سے سجدہ کی آیت کان میں پڑجانے پر سجدہ کا وجوب نہ ہوگا۔
رکوع و سجدۂ نماز کے علاوہ میں اندرونِ نماز رکوع یا سجدہ کر لینے پر (کہ وہ بنیتِ ادائیگی سجدہ تلاوت کیا ہو پھر) سجدۂ تلاوت کرے (اور وہ رکوع یا سجدہ کافی نہ ہوگا۔ اور اندرونِ رکوع نماز اگر سجدۂ تلاوت کی نیت کر لے تو اسے کافی قرار دیا جائے گا (اور سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا) اور اسی طرح سجدۂ نماز سجدہ کے واسطے کافی ہو جائے گا۔ خواہ نیت سجدۂ تلاوت نہ بھی کرے بشرطیکہ آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد دو آیات سے زیادہ کی تلاوت نہ کی ہو۔
اگر امام سے سجدہ کی آیت سنکر امام کی اقتدیٰ نہ کرے یا (بجائے اس رکعت کے) دوسری رکعت کی اقتدیٰ کرے تو روایت کے ظاہر کے مطابق خارج نماز تلاوت کے سجدہ کی ادائیگی کرے گا۔
اور اگر امام نے ابھی سجدۂ تلاوت نہ کیا ہو کہ وہ اسکی اقتدیٰ کر لے تو وہ امام کے ہمراہ سجدہ کرے۔
اور اگر امام کے سجدہ کر چکنے کے بعد اسی رکعت میں امام کی اقتدیٰ کرے تو وہ حکماً سجدہ کا بھی پانے والا (اور گویا امام کے ساتھ سجدہ کرنے والا) شمار ہوگا۔ لہذا پھر وہ بالکل سجدۂ تلاوت نہ کرے (نہ اندرونِ نماز اور نہ خارج نماز) جس سجدۂ تلاوت کا وجوب اندرون نماز ہو وہ خارج نماز ادا نہ ہوگا۔
اور اگر خارج نماز آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد سجدہ کرے پھر اندرونِ نماز اسی آیتِ سجدہ کی تلاوت کرلے تو وہ (اس صورت میں) دوبارہ سجدہ کرے اور اگر ابھی پہلا سجدہ نہ کیا ہو تو روایت کے ظاہر کے مطابق ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا۔ جیسے اس شخص کیلئے ایک سجدہ کافی ہو جاتا ہے۔ جو ایک مجلس میں آیتِ سجدہ کی

دو مرتبہ تلاوت کرے۔ البتہ دو مجلسوں میں مکرر پڑھے تو ایک سجدہ کافی نہ ہوگا۔ اور مجلس تلاوت بدل جانے سے مجلس بدلنے کا حکم ہوگا۔ خواہ تانا تننے کے باعث مجلس بدل رہی ہو اور ایک شاخ سے دوسری شاخ کی جانب منتقل ہونے کے باعث مجلس بدلنے کا حکم ہوگا۔

نیز زیادہ صحیح قول کے مطابق نہر یا بڑے حوض میں تیرنے کے باعث مجلس بدلنے کا حکم ہوگا۔ اور کمرہ یا مسجد کے گوشوں کے بدلنے سے خواہ مسجد بڑی ہی کیوں نہ ہو مجلس کے بدلنے کا حکم نہ ہوگا۔ اور نہ کشتی کے رواں ہونے سے مجلس بدلے گی اور نہ ایک دو رکعات پڑھ لینے سے مجلس بدلے گی۔ اور نہ پانی پی لینے اور ایک دو لقمے کھا لینے اور ایک دو قدم چلنے، اور ٹیک (تکیہ لگا لینے اور بیٹھ جانے (کھڑا ہوا ہو اور بیٹھ جائے) اور کھڑا ہو جانے، سوار ہو جانے اور جہاں تلاوت کر رہا ہو وہیں سوار ہونے اور اتر جانے اور بحالتِ نماز اسکی سواری کے چلنے کے باعث مجلس تبدیل نہ ہوگی۔ اور سننے والے کی مجلس بدل جانے کیصورت میں دو بار سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ خواہ تلاوت کرنے والے کی مجلس نہ بدلی ہو اور زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس بدلتی رہی اور سننے والے کی نہ بدلے تو سننے والے پر ایک سجدہ کا وجوب ہوگا۔

یہ باعثِ کراہت ہے کہ سورۃ کی تلاوت کرے اور صرف) آیتِ سجدہ کی تلاوت ترک کر دے اور صرف آیتِ سجدۂ تلاوت کرنا باعثِ کراہت نہیں اور باعثِ استحباب ہے کہ سجدہ کی آیت کے ساتھ ایک یا ایک سے زیادہ آیات ملا لی جائیں۔

اور ایسے شخص کے سامنے آیتِ سجدہ با آہستگی پڑھنا باعثِ استحباب ہے جو (اس وقت) سجدہ کے واسطے آمادہ نہ ہو۔

باعثِ استحباب ہے کہ سجدہ کی تلاوت کی ادائگی کی خاطر کھڑا ہو، پھر سجدہ کرے آیت سجدہ کو سننے والا اپنا سر تلاوت کرنے والے سے قبل نہ اٹھائے

اور آیت سجدہ کی تلاوت کرنے والے کو آگے بڑھنے (امام کی طرح آگے بڑھنے) اور سننے والوں کی صفیں بنا کر سجدہ کا حکم نہیں کیا جاتے گا۔ بلکہ وہ جس طرح بھی ہوں سجدہ کریں گے۔

سجدۂ تلاوت درست ہونے کے لئے تحریمہ چھوڑ کر وہی شرائط ہیں جو نماز کے واسطے ہیں اور سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ کرلے یہ دو تکبیریں ہاتھ اٹھائے اور تشہد و سلام کے بغیر پڑھنا دائرہ سنت میں داخل ہیں

فصل:۔ امام (ابو حنیفہؒ) کے نزدیک سجدۂ شکر باعثِ کراہت ہے اور اس کے ادا کرنے پر ثواب نہیں ملے گا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وہ مستحق ثواب ہوگا۔ اور اسکی

(ادائیگی کی شکل) تلاوت کے سجدہ کی طرح

ہر پریشانی دور کرنے کی خاطر عظیم (واہم) فائدہ

" کافی " میں امام نسفیؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ایک مجلس میں ساری آیاتِ سجدہ کی تلاوت کی اور ہر آیتِ سجدہ کا سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے اس معاملہ میں جو اسکے واسطے پریشان کن ہو کفیل بن جاتے گا۔

تشریح وتوضیح | وھو واجب الخ آیت سجدہ تلاوت کرنیوالے پر یہ سجدہ واجب ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب ابن آدم سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو کر یہ کہہ کر جدا ہوتا ہے ہائے افسوس ابنِ آدم کو سجدہ کا حکم ہوا پس اس نے سجدہ کیا اور جنت کا حقدار ہوگیا۔ اور مجھے سجدہ کا حکم کیا گیا میں نے انکار کیا پس میرے لئے دوزخ ہے (یہ حدیث مسلم شریف وغیرہ میں موجود ہے۔ اس حدیث کی تائید میں کفار کی مذمت کرتے ہوئے ارشادِ ربانی ہے " واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون" (الآیۃ)

تلا آیۃ الخ یعنی ایک آیت پوری تلاوت کرے یا حرفِ سجدہ کے ساتھ اکثر آیت تلاوت کرے۔ سجدہ واجب ہوگا۔ اور صحیح یہ ہے کہ اگر حرفِ سجدہ کے ساتھ اس سے پہلے ایک کلمہ یا اس کے بعد ایک کلمہ تلاوت کرے تو سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ "سراج الوہاج" میں اسی طرح ہے۔

فی الاعراف الخ یعنی ارشادِ ربانی ہے " ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون" ، سورہ اعراف میں آیتِ سجدہ تلاوت ہے۔

والرعد الخ سورہ رعد کی یہ آیت وللہ یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرھا وظلالھم بالغدو والآصال" آیتِ سجدہ ہے۔

والاسراء الخ سورہ بنی اسرائیل کی آیت " ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا" آیتِ سجدہ ہے۔

ومریم الخ۔ سورۂ مریم کی یہ آیت " اذا تتلیٰ علیھم اٰیات الرحمٰن خروا سجدا وبکیا" آیتِ سجدہ ہے۔

والاولی الحج الخ۔ سورۂ حج کی آیت " الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت والارض (الیٰ قولہ) ان اللہ یفعل ما یشاء" آیتِ سجدہ ہے۔

والفرقان الخ سورۂ فرقان کی آیت " واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا" آیت سجدہ ہے۔

والنمل الخ سورۂ نمل کی یہ آیت " الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبأ فی السموات والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون اللہ لا الٰہ الا ھو رب العرش العظیم " آیت سجدہ ہے۔

والم السجدہ۔ اس سورت کی یہ آیت " انما یؤمن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدًا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون " آیتِ سجدہ ہے۔

صٓ۔ اس سورۃ کی آیت " وخر راکعًا واناب " آیت سجدہ ہے۔

النجم سورۃ النجم کی آیت " فاسجدوا للہ واعبدوا " آیتِ سجدہ ہے۔

انشقت الخ اس سورۃ کی یہ آیت " فما لھم لا یؤمنون واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون " آیتِ سجدہ ہے۔ واقرأ اس سورۃ کی آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یہ آیت سجدہ ہے

ولم تقض الصلاتیۃ الخ قضاً بمعنی ادا بھی استعمال کرتے ہیں یعنی نماز میں واجب ہونے والا سجدہ خارج نماز ادا نہ کیا جائے۔ قضاً بمعنی ادا استعمال کئے جانے کی دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے " فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض " (الآیۃ)

فی مجلس واحد الخ مجلس نہ بدلنے کی صورت میں ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، نبی علیہ السلام کے سامنے تلاوت فرماتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے سامنے تلاوت فرماتے تھے اور صرف ایک مرتبہ سجدہ کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے (ہدایہ اور "بنایہ" میں اسکی صراحت ہے) ایک رکعت میں اگر متعدد بار ایک آیت سجدہ پڑھی گئی تو بالاتفاق سب کے نزدیک دوسرا سجدہ لازم نہ ہوگا "قنیہ" میں اسی طرح ہے

وکرہ الخ شان واخلاقِ مؤمن سے یہ بات بعید ہے کہ قرآن شریف کے کچھ حصہ کی تلاوت سجدہ سے گریز کی بنا پر چھوڑ دی جائے کیونکہ اس طرح صرف آیتِ سجدہ کا ترک گریز کے ایہام کو تقویت دیتا ہے، اسلئے شرعًا اسے ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے مکروہ قرار دیا گیا ہے

ولا بعکسہ الخ کیونکہ صرف آیتِ سجدہ پڑھنے میں سجدہ ریزی اور اطاعت کیشی کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے جو عند اللہ محمود ہے اسلئے اس میں کسی طرح کی کراہت نہیں بلکہ مبادرت الی الطاعت کی بنا پر مستحسن ہے۔

بَابُ الْجُمُعَۃ

صَلوٰۃُ الْجُمُعَۃِ فَرْضُ عَیْنٍ عَلیٰ مَنِ اجْتَمَعَ فِیْہِ سَبْعَۃُ شَرَائِطَ الذُّکُوْرَۃُ وَالْحُرِّیَّۃُ وَالْاِقَامَۃُ فِیْ مِصْرٍ اَوْ فِیْمَا ھُوَ دَاخِلٌ فِیْ حَدِّ الْاِقَامَۃِ فِیْھَا فِی الْاَصَحِّ

وَالصِّحَّةُ وَالاَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ وَيُشْتَرَطُ
لِصِحَّتِهَا سِتَّةُ اَشْيَاءَ الْمِصْرُ اَوْفِنَاؤُهُ وَالسُّلْطَانُ اَوْنَائِبُهُ وَوَقْتُ الظُّهْرِ
فَلَا تَصِحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بِخُرُوجِهِ وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِى وَقْتِهَا وَحُضُوْرُ
اَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مِمَّنْ تَنْعَقِدُ بِهِمُ الْجُمُعَةُ وَلَوْ وَاحِدًا فِى الصَّحِيْحِ وَالْاِذْنُ
الْعَامُّ وَالْجَمَاعَةُ وَهُمْ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ غَيْرُ الْاِمَامِ وَلَوْ كَانُوْا عَبِيْدًا اَوْمُسَافِرِيْنَ
اَوْمَرْضٰى وَالشَّرْطُ بَقَاؤُهُمْ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَسْجُدَ فَاِنْ نَفَرُوْا بَعْدَ سُجُوْدِهِ
اَتَمَّهَا وَحْدَهُ جُمُعَةً وَاِنْ نَفَرُوْا قَبْلَ سُجُوْدِهِ بَطَلَتْ وَلَا تَصِحُّ بِامْرَاَةٍ
اَوْصَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرِيْضِ اَنْ يَّؤُمَّ فِيْهَا وَالْمِصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ
لَهُ مُفْتٍ وَاَمِيْرٌ وَقَاضٍ يُنَفِّذُ الْاَحْكَامَ وَيُقِيْمُ الْحُدُوْدَ وَبَلَغَتْ اَبْنِيَتُهُ مِنًى
فِى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاِذَا كَانَ الْقَاضِىْ اَوِالْاَمِيْرُ مُفْتِيًا اَغْنٰى عَنِ التَّعْدَادِ وَ
جَازَتِ الْجُمُعَةُ بِمِنًى فِى الْمَوْسِمِ لِلْخَلِيْفَةِ اَوْاَمِيْرِ الْحِجَازِ وَصَحَّ الْاِقْتِصَارُ
فِى الْخُطْبَةِ عَلٰى نَحْوِ تَسْبِيْحَةٍ اَوْ تَحْمِيْدَةٍ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَسُنَنُ الْخُطْبَةِ
ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا الطَّهَارَةُ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ الشُّرُوْعِ
فِى الْخُطْبَةِ وَالْاَذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْاِقَامَةِ ثُمَّ قِيَامُهُ وَالسَّيْفُ بِيَسَارِهِ
مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِى كُلِّ بَلْدَةٍ فُتِحَتْ عَنْوَةً وَبِدُوْنِهِ فِى بَلْدَةٍ فُتِحَتْ صُلْحًا وَاسْتِقْبَالُ
الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ وَبَدَاءَتُهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ وَالشَّهَادَتَانِ
وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَةُ وَالتَّذْكِيْرُ وَقِرَاءَةُ
اٰيَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوْسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَاِعَادَةُ الْحَمْدِ
وَالثَّنَاءُ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى اِبْتِدَاءِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ
وَالدُّعَاءُ فِيْهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ وَاَنْ يَسْمَعَ الْقَوْمُ
الْخُطْبَةَ وَتَخْفِيْفُ الْخُطْبَتَيْنِ بِقَدْرِ سُوْرَةٍ مِّنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ وَيُكْرَهُ
التَّطْوِيْلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِّنَ السُّنَنِ وَيَجِبُ السَّعْىُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ
بِالْاَذَانِ الْاَوَّلِ فِى الْاَصَحِّ وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَرُدُّ
سَلَامًا وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهِ وَكُرِهَ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الْاَكْلُ
وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْاِلْتِفَاتُ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيْبُ عَلَى الْقَوْمِ اِذَا اسْتَوٰى

عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُرِهَ الْخُرُوجُ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ النِّدَاءِ مَالَمْ يُصَلِّ وَمَنْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ إِنْ أَدَّاهَا جَازَتْ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ وَمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ قَبْلَهَا حَرُمَ فَإِنْ سَعَى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيهَا بَطَلَ ظُهْرُهُ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهَا وَكُرِهَ لِلْمَعْذُورِ وَالْمَسْجُونِ أَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا وَمَنْ أَدْرَكَهَا فِي التَّشَهُّدِ أَوْ سُجُودِ السَّهْوِ أَتَمَّ جُمُعَةً وَاللهُ أَعْلَمُ

متن ترجمہ۔ نمازِ جمعہ اُس شخص پر فرضِ عین ہے جو ان سات شرطوں کا حامل ہو (۱) مرد ہونا۔ (۲) آزاد ہونا (۳) شہر میں مقیم ہونا یا ایسے مقام پر قیام جو شہر کی حد میں شمار ہو۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ (۴) تندرست ہونا (۵) ظالم (شخص) سے مامون ہونا (۶) آنکھوں کی سلامتی (۷) پاؤں کی سلامتی اور جمعہ کے صحیح ہونے (اور ادائیگی) کے لئے چھ شرائط ہیں۔

(۱) شہر یا فنائے شہر ہونا (۲) بادشاہ یا اس کے قائم مقام کا ہونا (۳) ظہر کے وقت کا ہونا، لہٰذا وقتِ ظہر سے پہلے نمازِ جمعہ صحیح نہ ہوگی۔ اور نمازِ جمعہ پڑھتے ہوئے اگر وقتِ ظہر نکل جائے تو نمازِ جمعہ باطل ہو جائے گی (۴) نمازِ جمعہ سے قبل نمازِ جمعہ کے قصد سے اندرونِ وقتِ جمعہ خطبہ۔ اور وہ لوگ جن سے جمعہ کا انعقاد ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک شخص کا خطبہ سننے کی خاطر موجود ہونا۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے (۵) بلا روک ٹوک) عام اجازت (۶) نمازِ جمعہ کا باجماعت ہونا اور وہ یہ کہ امام کے علاوہ (کم از کم) تین مرد ہوں۔ خواہ وہ غلام یا مسافر یا مریض ہی کیوں نہ ہوں

اور شرط یہ ہے کہ وہ امام کے سجدہ کرنے تک امام کے ساتھ شریک رہے ہوں لہٰذا اگر امام سجدہ کر چکنے کے بعد یہ لوگ بھاگ گئے ہوں تو امام (اس صورت میں) تنہا نمازِ جمعہ مکمل کر لے اور اگر امام کے سجدہ سے قبل ہی وہ لوگ بھاگ جائیں تو نمازِ جمعہ کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔

دو مردوں کے ہمراہ اگر کوئی عورت یا بچہ (نابالغ) ہو تو نمازِ جمعہ صحیح نہ ہوگی (یعنی صحتِ جمعہ کے لئے جمع بالغ مردوں کا مقتدی ہونا ضروری ہے)

یہ درست ہے کہ غلام یا مریض شخص امام جمعہ بن جائے۔

اور شہر ہر وہ مقام کہلاتا ہے جہاں مفتی اور امیر اور قاضی ہو کہ احکامِ شریعت کا نفاذ کرتا اور حدود قائم کرتا ہو اور منیٰ کی عمارتوں کے بقدر اسکی عمارتیں ہو گئی ہوں روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور اگر قاضی یا امیر ہی مفتی بھی ہو تو مقررہ (تین کی قاضی، مفتی وامیر کی) تعداد سے بے نیازی ہو جائے گی۔ اور موسمِ حج میں خلیفۃ المسلمین

یا امیر حجاز کے واسطے منیٰ میں جمعہ پڑھنا درست ہے اور نماز سے پہلے (کم از کم) ایک تسبیح یا تہمید کے بقدر خطبہ پر (ظہر کے وقت میں) اکتفا کیا تو نمازِ جمعہ مع الکراہت صحیح ہو جائے گی۔

خطبہ میں اٹھارہ چیزیں مسنون ہیں

(۱) طہارت (پاک ہونا) (۲) ستر عورت (۳) خطبہ کے آغاز سے قبل (خطیب کا) ممبر پر بیٹھ جانا۔ (۴) تکبیر کے مانند امام کے روبرو اذان (۵) پھر خطیب کا کھڑا ہونا (اور کھڑے ہو کر خطبہ دینا) اس طریقہ سے کہ بائیں ہاتھ میں لی ہوئی تلوار پر ٹیک لگاتے ہو ہر اس شہر میں جس پر غالب ہو کر فتح حاصل کی گئی ہو اور جس شہر پر مصالحانہ فتح حاصل کی گئی ہو وہاں بلا تلوار لئے خطبہ کی خاطر (خطیب) کھڑا ہو (۶) خطیب کا رُخ قوم (نمازیوں) کی طرف رہے (۷) خطبہ کا آغاز اللہ تعالےٰ کے لائق حمد و ثنا سے کرنا (۸) دونوں شہادت کے کلموں کی (دورانِ خطبہ) ادائیگی (۹) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود بھیجنا (۱۰) امورِ خیر کی نصیحت (و تلقین) (۱۱) ثواب و عذاب آخرت سے مطلع کرنا۔ (۱۲) قرآن کریم کی کسی آیت کی تلاوت (۱۳) دو خطبے پڑھنا (۱۴) دونوں خطبوں کے بیچ میں (ذرا دیر کے لئے) بیٹھ جانا۔ (۱۵) دوسرے خطبہ کے آغاز میں حمد و ثنا و درود شریف از سر نو پڑھنا (۱۶) تمام مومنین مؤمنات کے لئے دُعائے مغفرت (اور دیگر دعائیں) (۱۷) اور یہ کہ مقتدیوں (حاضرین نماز) کو خطیب کا خطبہ سننا ممکن ہو (یعنی آواز زیادہ پست نہ ہو) (۱۸) دونوں خطبے طوال مفصل کی ایک سورۃ کے بقدر مختصر پڑھے جائیں اور باعثِ کراہت ہے کہ خطبہ (زیادہ) لمبا پڑھا جائے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ خطبہ کی سنتوں میں سے کوئی سنت ترک کردی جائے۔

اذانِ اوّل پر نمازِ جمعہ کیخاطر روانگی اور خرید و فروخت کا ترک کرنا واجب ہے زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور امام کے خطبہ کے لئے نکلنے پر نماز پڑھنا اور گفتگو کرنا اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا نماز سے فارغ ہونے تک جائز نہیں اور خطبہ میں حاضر شخص کے لئے کھانا پینا اور ادھر اُدھر متوجہ ہونا باعثِ کراہت ہے۔

خطیب خطبہ کی خاطر ممبر پہ آتے وقت حاضرین کو سلام نہ کرے۔

اور باعثِ کراہت ہے کہ اذانِ جمعہ کے بعد شہر سے باہر نکلے تا وقتیکہ نماز نہ پڑھ لے۔ وہ شخص جس کے اُوپر نمازِ جمعہ کا وجوب نہ ہو اگر جمعہ پڑھ لے تو فرضِ وقت سے کافی ہو جائے گا (اور اسکی نمازِ ظہر ادا ہو جائیگی)۔

اور غیر معذور شخص اگر نمازِ ظہر جمعہ سے قبل پڑھے تو حرام ہے۔

پس اگر نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد نمازِ جمعہ کی خاطر امام کے نمازِ جمعہ پڑھنے کے وقت ادا نہ ہو تو چاہیے اسے

نماز جمعہ نہ ملی ہو اسکی نماز ظہر باطل (کالعدم) قرار دی جائے گی۔

اور معذور یا قیدی کے لیے جمعہ کے دن شہر میں باجماعت نماز ظہر ادا کرنا باعثِ کراہت ہے۔ اور جو شخص امام کو تشہد یا سجدۂ سہو میں پائے تو وہ نماز جمعہ مکمل کرے۔

تشریح وتوضیح | والاقامة فی مصر الخ یہ اس حدیث کی بنیاد پر ہے کہ جمعہ واجب ہے مگر بچہ یا غلام یا مسافر پر واجب نہیں (یہ روایت بیہقی میں ہے) اور اسی پر آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اجماع ہے پس اگر مسافر نماز جمعہ ادا کرے تو جائز ہے مگر اس پر واجب نہیں۔

والصحة الخ تندرست ہونا بھی شرط ہے لہذا ایسے مریض پر واجب نہیں جو جامع مسجد میں جانے پر قادر نہ ہو یا قادر تو ہو مگر مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ ہر مسلمان پر واجب حق ہے مگر چار اس سے مستثنیٰ ہیں۔ غلام یا عورت یا بچہ یا مریض (یہ روایت ابوداؤد میں ہے "غنیہ" میں بھی اسی طرح ہے۔

علی نحو تسبیحة الخ یہ اس مقدار کا بیان ہے جو خطبہ میں شرط ہے حاصل یہ ہے کہ نیتِ خطبہ ایک تسبیح یا تحمید یا تہلیل کی مقدار۔ مقدار واجب کی ادائیگی کے لیے کافی ہو جائے گی کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ" اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ" مطلق ہے۔ مگر صرف اتنی مقدار پر انحصار کراہت سے خالی نہیں۔ درمختار اور "جامع الرموز میں" اسکی صراحت ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ خلافِ سنت ہے اسلئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے۔ اور دونوں خطبوں کے درمیان ذرا دیر کے لیے بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کی ثنا کرتے۔ وعظ وتذکیر کرتے، مناسب احکام بیان کرتے اور آیاتِ قرآن تلاوت فرماتے تھے " صحاح ستہ"، وغیرہ میں اسکی صراحت ہے۔

امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک خطبہ کے لیے ذکرِ طویل شرط ہے کیونکہ صرف تسبیح وتحمید پر بلحاظ عرف خطبہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔

بالاذان الاول الخ حاصل یہ ہے کہ جمعہ کے لیے چلنا اور خرید وفروخت وغیرہ ترک کرنا اذانِ اول کے ساتھ ضروری ہے ارشادِ ربانی ہے " اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (الآیة)

ومن ادرکھا الخ یعنی وہ شخص جو امام کے ساتھ نماز جمعہ کا کچھ حصہ پالے مثلاً تشہد یا سجدۂ سہو میں شریک ہو جائے تو جتنی نماز امام کی باقی ہو وہ اس کے ساتھ پڑھے اور باقی پوری کرلے اور ظہر نہ پڑھے کیونکہ حدیث شریف میں مطلق ہے کہ جتنی نماز تم امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے پوری کرلو۔ (یہ روایت " صحاح ستہ"، میں موجود ہے۔

بَابُ العِیدَین

صَلوٰۃُ العِیدِ وَاجِبَۃٌ فِی الاَصَحِّ عَلٰی مَن تَجِبُ عَلَیهِ الجُمُعَۃُ بِشَرَائِطِهَا سِوَی
الخُطبَۃِ فَتَصِحُّ بِدُونِهَا مَعَ الاِسَاءَۃِ کَمَا لَو قُدِّمَتِ الخُطبَۃُ عَلٰی صَلوٰۃِ العِیدِ
وَنُدِبَ فِی العِیدِ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ شَیئًا اَن یَاکُلَ وَاَن یَکُونَ المَاکُولُ تَمرًا
وِترًا وَیَغتَسِلَ وَیَستَاکَ وَیَتَطَیَّبَ وَیَلبَسَ اَحسَنَ ثِیَابِهٖ وَیُؤَدِّیَ صَدَقَۃَ
الفِطرِ اِن وَجَبَت عَلَیهِ وَیُظهِرَ الفَرَحَ وَالبَشَاشَۃَ وَکَثرَۃَ الصَّدَقَۃِ
حَسبَ طَاقَتِهٖ وَالتَّبکِیرُ وَهُوَ سُرعَۃُ الاِنتِبَاهِ وَالاِبتِکَارُ وَهُوَ المُسَارَعَۃُ
اِلَی المُصَلّٰی وَصَلوٰۃُ الصُّبحِ فِی مَسجِدِ حَیِّهٖ ثُمَّ یَتَوَجَّهُ اِلَی المُصَلّٰی مَاشِیًا
مُکَبِّرًا سِرًّا وَیَقطَعُهٗ اِذَا انتَهٰی اِلَی المُصَلّٰی فِی رِوَایَۃٍ وَفِی رِوَایَۃٍ اِذَا افتَتَحَ
الصَّلوٰۃَ وَیَرجِعُ مِن طَرِیقٍ اٰخَرَ وَیُکرَهُ التَّنَفُّلُ قَبلَ صَلوٰۃِ العِیدِ فِی المُصَلّٰی وَالبَیتِ وَبَعدَهَا فِی المُصَلّٰی
فَقَط عَلَی اختِیَارِ الجُمهُورِ وَوَقتُ صِحَّۃِ صَلوٰۃِ العِیدِ مِنِ ارتِفَاعِ الشَّمسِ
قَدرَ رُمحٍ اَو رُمحَینِ اِلٰی زَوَالِهَا وَکَیفِیَّۃُ صَلوٰتِهِمَا اَن یَنوِیَ صَلوٰۃَ العِیدِ
ثُمَّ یُکَبِّرُ لِلتَّحرِیمَۃِ ثُمَّ یَقرَأُ الثَّنَاءَ ثُمَّ یُکَبِّرُ تَکبِیرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا یَرفَعُ
یَدَیهِ فِی کُلٍّ مِنهَا ثُمَّ یَتَعَوَّذُ ثُمَّ یُسَمِّی سِرًّا ثُمَّ یَقرَءُ الفَاتِحَۃَ ثُمَّ سُورَۃً وَنُدِبَ اَن
تَکُونَ سَبِّحِ اسمَ رَبِّکَ الاَعلٰی ثُمَّ یَرکَعُ فَاِذَا قَامَ لِلثَّانِیَۃِ ابتَدَأَ بِالبَسمَلَۃِ
ثُمَّ بِالفَاتِحَۃِ ثُمَّ بِالسُّورَۃِ وَنُدِبَ اَن تَکُونَ سُورَۃَ الغَاشِیَۃِ ثُمَّ یُکَبِّرُ تَکبِیرَاتِ
الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا وَیَرفَعُ یَدَیهِ فِیهَا کَمَا فِی الاُولٰی وَهٰذَا اَولٰی مِن تَقدِیمِ
تَکبِیرَاتِ الزَّوَائِدِ فِی الرَّکعَۃِ الثَّانِیَۃِ عَلَی القِرَاءَۃِ فَاِن قَدَّمَ التَّکبِیرَاتِ عَلَی
القِرَاءَۃِ فِیهَا جَازَ ثُمَّ یَخطُبُ الاِمَامُ بَعدَ الصَّلوٰۃِ خُطبَتَینِ یُعَلِّمُ فِیهِمَا
اَحکَامَ صَدَقَۃِ الفِطرِ وَمَن فَاتَتهُ الصَّلوٰۃُ مَعَ الاِمَامِ لَا یَقضِیهَا وَتُؤَخَّرُ بِعُذرٍ
اِلَی الغَدِ فَقَط وَاَحکَامُ الاَضحٰی کَالفِطرِ لٰکِنَّهٗ فِی الاَضحٰی یُؤَخِّرُ الاَکلَ عَنِ
الصَّلوٰۃِ وَیُکَبِّرُ فِی الطَّرِیقِ جَهرًا وَیُعَلِّمُ الاُضحِیَّۃَ وَتَکبِیرَ التَّشرِیقِ فِی
الخُطبَۃِ وَتُؤَخَّرُ بِعُذرٍ اِلٰی ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ وَالتَّعرِیفُ لَیسَ بِشَیءٍ وَیَجِبُ تَکبِیرُ

التَّشْرِيقِ مِنْ بَعْدِ فَجْرِ عَرَفَةَ إِلَى عَصْرِ الْعِيدِ مَرَّةً فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ أُدِّيَ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ عَلَى إِمَامٍ مُقِيمٍ بِمِصْرٍ وَعَلَى مَنِ اقْتَدَى بِهِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ رَقِيقًا أَوْ أُنْثَى عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَقَالَا يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ عَلَى مَنْ صَلَّاهُ وَلَوْ مُنْفَرِدًا أَوْ مُسَافِرًا أَوْ قَرَوِيًّا إِلَى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَبِهِ يُعْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَلَا بَأْسَ بِالتَّكْبِيرِ عَقْبَ صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّكْبِيرُ أَنْ يَقُولَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ ہر زیادہ صحیح قول کے مطابق عید کی نماز واجب ہے۔ خطبہ کے علاوہ جو شرطیں وجوب اور ادا جمعہ کی ہیں وہی عید کی بھی ہیں (البتہ خطبہ عیدین میں سنت ہے) لہٰذا عید کی نماز بلا خطبہ کے بھی بکراہت صحیح ہوجاتی ہے۔ جیساکہ عید کی نماز پر خطبہ کو مقدم کرنا مکروہ (اور خلافِ سنت) ہے۔

عید الفطر میں تیرہ اشیا باعثِ استحباب ہیں۔

(۱) نماز سے قبل کچھ کھانا (۲) کھائی جانے والی چیز کھجور ہو (خواہ خشک چھوہارہ ہی کیوں نہ ہو) (۳) طاق عدد ہو (۴) اور غسل کرلے (۵) اور مسواک کرے (۶) اور خوشبو لگائے (۷) اور اپنے کپڑوں میں جو سب سے اچھے ہوں وہ پہنے۔ (۸) اور صدقۂ فطر ادا کرے بشرطیکہ واجب ہو (۹) اور مسرت و بشاشت کا اظہار کرے (۱۰) اور حسبِ استطاعت زیادہ صدقہ کرے (۱۱) صبح سویرے بیدار ہونا (۱۲) سویرے عید گاہ جانا۔ (۱۳) نمازِ فجر مسجد محلہ میں پڑھنا۔ پھر آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے عید گاہ پیدل جانا۔ اور ایک روایت کے مطابق عید گاہ پہنچ کر تکبیر بند کردینا۔ اور ایک روایت کی رُو سے نماز شروع کرنے پر تکبیر بند کرنا اور دوسرے راستے سے لوٹنا

اور باعث کراہت ہے کہ نمازِ عید سے قبل عید گاہ اور مکان میں نفل پڑھے اور نماز عید کے بعد جمہور فقہا کے اختیار کردہ قول کے مطابق صرف یہ باعثِ کراہت ہے کہ عید گاہ میں نماز پڑھے۔

نمازِ عید کا صحیح وقت سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزے بلند ہونے پر شروع ہوکر زوال تک رہتا ہے۔

اور نمازِ عیدین کا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ عید کی نیت کرکے تکبیرِ تحریمہ پڑھے، پھر ثنا پڑھے۔ پھر تین زائد تکبیریں کہے ہر تکبیر پر ہاتھ اٹھائے اسکے بعد آہستگی اعوذ باللہ۔ اس کے بعد بسم اللہ پڑھے۔ اس کے بعد امام سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے گا۔

اور "سبح اسم ربک الاعلیٰ" پڑھنا باعثِ استحباب ہے اس کے بعد رکوع کرے گا۔ پھر دوسری رکعت کی خاطر کھڑا ہو تو وہ "بسم اللہ" سے آغاز کرے۔ پھر سورہ فاتحہ اور سورہ کی تلاوت کرے۔ اور سورۂ الغاشیہ کی تلاوت باعثِ استحباب ہے۔ پھر تین بار زائد تکبیریں کہے۔ اور دونوں ہاتھ پہلی رکعت کی طرح اٹھائے۔

دوسری رکعت میں زائد تکبیرات سے قرأت کو مقدم کرنا (جیسا کہ عند الاحناف مروج ہے) اولیٰ (و بہتر) ہے لیکن اگر اندرونِ رکعتِ ثانیہ قرأت پر تکبیرات کو مقدم کرے تو یہ بھی درست ہے۔

پھر نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا۔ جن میں احکام صدقۂ فطر بتلائے گا۔ اور جسے امام کے ساتھ نمازِ عید نہ ملے وہ قضا نہیں کرے گا۔ اور نماز عذر کی وجہ سے محض دوسرے دن پڑھی جائیگی (اگر پہلے دن نہ پڑھی گئی ہو) اور عید الاضحیٰ کے احکام عید الفطر کے سے ہیں لیکن عید الاضحیٰ میں نماز سے قبل نہ کھانا مستحب ہے اور عید الاضحیٰ میں راستہ میں جہراً تکبیر کہے گا اور خطیب خطبہ میں تکبیراتِ تشریق اور قربانی کے احکام بتائے گا۔ اور عذر کی وجہ سے اس عہد کے دن کے علاوہ دو دن بعد تک نماز (نمازِ عید الاضحیٰ) درست ہے اور عرفہ کے دن وقوفِ عرفہ کرنے والوں کی مشابہت کے خیال سے اکٹھا ہونا غیر معتبر ہے (قابل اعتبار چیز نہیں) اور تکبیراتِ تشریق یعنی اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد) کا کہنا نویں تاریخ کی فجر سے ہر فرض نماز کے بعد جو جماعتِ مستحبہ سے ادا کی گئی ہو۔ واجب ہے (جماعت مستحبہ کہہ کر عورتوں کی جماعت سے احتراز مقصود ہے) یہ تکبیریں شہر کے امام مقیم پر اور اسکی اقتدیٰ کرنے والوں پر واجب ہیں۔ خواہ وہ اقتدیٰ کرنے والا مسافر ہو یا غلام یا عورت، امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔

امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک تکبیر تشریق کا وجوب ہر فرض نماز کی ادائیگی کے بعد فوراً ہو جاتا ہے خواہ فرض نماز ادا کرنے والا منفرد ہو یا مسافر ہو یا دیہات کا باشندہ ہو۔ نو تاریخ کی صبح سے پانچویں دن یعنی تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک یہ تکبیریں واجب ہیں

اسی پر عمل اور فتویٰ ہے۔

اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ نماز عید الفطر و نماز عید الاضحیٰ کے بعد تکبیر کہی جائے۔ تشریق کی تکبیر (حسب ذیل) ہے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

تشریح و توضیح | ان یاکل الخ نمازِ عید سے پہلے تین یا پانچ یا سات یا کم و بیش کھجوریں کھانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، "بخاری شریف" میں اسکی صراحت ہے اگر کھجوریں

موجود نہ ہوں تو اور کوئی میٹھی چیز کھا لینا مستحب ہے۔

ویستاك الخ ہر نماز کے لئے مسواک کرنا مستحب ہے تو نماز عیدین کے لئے بطریق اولیٰ مسنون ہوگی

ویؤدی صدقة الفطر الخ مسنون یہ ہے کہ صدقۂ فطر نماز عید سے قبل دے دیا جائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم صدقۂ فطر لوگوں کے نماز عید کے لئے نکلنے سے قبل ادا کریں (بخاری اور مسلم میں یہ روایت موجود ہے

ثم یتوجه الی المصلی الخ عیدگاہ یا میدان میں نکل کر نماز عیدین پڑھنا سُنّت موکدہ ہے۔ خواہ شہر کی مساجد میں گنجائش ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا اگر بلا عذر شہر کی مسجدوں میں نماز پڑھی گئی تو نماز درست ہو جائے گی۔ لیکن ترکِ سُنّت کا گناہ ہوگا۔

اصل اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں نماز عیدین کے لئے نکلتے تھے اور مسجد نبوی کے شرف کے باوجود اسمیں نماز نہیں پڑھتے تھے البتہ ایک مرتبہ بارش کے عذر کی بنا پر مسجد میں نماز عید پڑھی "ابن قیمؒ نے" "زاد المعاد" اور "قسطلانیؒ" نے "مواہب لدنیہ" میں اسکی تفصیل کی ہے۔

الی المصلی الخ دار قطنی میں روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں گھر سے تشریف لاتے تو تکبیر عیدگاہ تک پڑھتے تھے

ویکرہ التنفل الخ اصل اس باب میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید پڑھتے تھے اور نہ اس سے قبل کوئی نفل نماز پڑھتے تھے۔ اور نہ اس کے بعد "صحاح ستہ" میں یہ روایت موجود ہے۔

وتؤخر بعذر الی الغد الخ یعنی اگر کسی عذر کیوجہ سے نماز عید پہلے دن فوت ہو جائے مثلاً شدتِ باراں کیوجہ سے نکلنا ممکن نہ ہو تو اگلے دن نماز پڑھی جائیگی (یہ روایت مختلف الفاظ سے ابنِ ماجہ، نسائی، ابو داؤد اور ابن حبان وغیرہ میں موجود ہے) اور اگر دو دن تک کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھی جا سکی تو پھر تیسرے دن نہیں پڑھی جائے گی۔

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالْأَفْزَاعِ

سُنَّ رَكْعَتَانِ كَهَيْئَةِ النَّفْلِ لِلْكُسُوْفِ بِإِمَامِ الْجُمُعَةِ اَوْ مَأْمُوْرِ السُّلْطَانِ بِلَا اَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَلَا جَهْرٍ وَلَا خُطْبَةٍ بَلْ يُنَادِيْ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ وَسُنَّ تَطْوِيْلُهُمَا وَتَطْوِيْلُ رُكُوْعِهِمَا وَسُجُوْدِهِمَا ثُمَّ يَدْعُو الْإِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِنْ شَاءَ اَوْ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَهُوَ اَحْسَنُ وَيُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهِ

حتیٰ یکمُلَ انجلاءُ الشمسِ واِن لم یحضرِ الامامُ صلّوا فرادیٰ کالخسوفِ والظلمۃِ الھائلۃِ نھارًا والریحِ الشدیدۃِ والفزعِ

ترجمہ: سورج گہن ہو تو باعثِ سُنّت ہے کہ نفل کی مانند دو رکعات جمعہ کے امام یا بادشاہ کے مقرر کردہ شخص کی امامت میں بلا اذان واقامت اور بلا جہر وخطبہ کے پڑھی جائیں بلکہ "صلوٰۃ جامعہ" پکار دیا جائے اور سُنّت ہے کہ یہ دونوں رکعات لمبی پڑھی جائیں (طویل قرآت کی جائے) اور ان رکعتوں کے رکوع وسجدے لمبی طویل کئے جائیں۔ پھر امام کو اختیار ہے خواہ قبلہ رُخ بیٹھ کر دُعا مانگے یا لوگوں کی جانب رُخ کر کے کھڑے ہو کر دُعا کرے۔ اور یہ کھڑے ہو کر لوگوں کی جانب رُخ کر کے دعا مانگنا زیادہ اچھا ہے مقتدی امام جو دعا کرے اس پر آمین کہتے جائیں حتی کہ سُورج پُوری طرح روشن ہو جائے اور امام کے موجود نہ ہونیکی صورت میں اکیلے اکیلے نماز ادا کریں جس طرح کہ چاند کے گہن ہونے اور دن میں ہیبت ناک تاریکی چھانے، اور شدید آندھی یا گھبراہٹ و پریشانی کی صورت میں الگ الگ نفلیں پڑھی جاتی ہیں

تشریح وتوضیح علی دعائہ الخ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند کلمات سکھائے جو میں سختی کے وقت پڑھتی ہوں۔ (وہ یہ ہیں) "اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ شیئاً" (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت یہ فرماتے "لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحٰن اللہ رب العرش العظیم سبحان اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب العرش الکریم" (ابن ماجہ)

بابُ الاستسقاءِ

لہٗ صلوٰۃٌ من غیرِ جماعۃٍ ولہٗ استغفارٌ ویُستحبُ الخروجُ لہٗ ثلاثۃَ ایّامٍ مُشاۃً فی ثیابٍ خلقۃٍ غسیلۃٍ اومرقعۃٍ متذللین متواضعین خاشعین للہِ تعالیٰ ناکسینَ رؤسھم متقدمین الصدقۃَ کلَّ یومٍ قبلَ خروجھم ویُستحبُ اخراجُ الدوابِ والشیوخِ الکبارِ والاطفالِ وفی مکۃَ وبیتِ المقدسِ ففی المسجدِ الحرامِ والمسجدِ الاقصیٰ یجتمعونَ وینبغی ذٰلکَ ایضاً لاھلِ مدینۃِ النبیِّ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ ویقومُ الامامُ مستقبلَ القبلۃِ رافعًا یدیہِ والناسُ

قُعُوْدٌ مُسْتَقْبِلِيْنَ الْقِبْلَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحًّا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا اَشْبَهَهٗ سِرًّا اَوْ جَهْرًا وَلَيْسَ فِيْهِ قَلْبُ رِدَاءٍ وَلَا يَحْضُرُهٗ ذِمِّيٌّ

ترجمہ :- استسقاء کی خاطر جماعت کے بغیر (انفرادی طور پر) نماز بھی پڑھی جاتی ہے اور اس (طلب بارش) کے لئے فقط استغفار بھی کیا جاتا ہے۔

ایسے پرانے کپڑوں میں یا پیادہ نکلنا باعثِ استحباب ہے جو پیوند دار یا دھلے ہوتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کے ذریعہ اپنی عاجزی اور خشوع و خضوع کا اظہار ہو رہا ہو۔ سر جھکا رکھے ہوں۔ ہر دن نکلنے سے قبل کچھ صدقہ کرتے ہوں

یہ باعثِ استحباب ہے کہ عمر رسیدہ لوگوں اور بچوں اور مویشیوں کو ساتھ لے جائیں اہل مکہ مکرمہ اور باشندگان بیت المقدس مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ میں اکٹھے ہوں اور باشندگانِ مدینہ طیبہ کے لئے مسجد نبوی میں اکٹھا ہونا موزوں ہے۔

اور امام بحالت قیام قبلہ کی جانب رُخ کرکے اپنے ہاتھ بلند کرکے دعا کرے اور لوگ قبلہ رُخ بیٹھے ہوتے (اسکی دُعا پر) آمین کہتے جائیں۔ امام کہے۔ اے اللہ ہمیں پانی دینے والی خوشگوار بارش سے سیراب کر جو باعثِ برکت و خوشگوار ہو سرسبزی و شادابی عطا کرنیوالی تیزی سے چھا جانے والی اور زمین کا احاطہ کرنے والی اور مسلسل ہو اور اس جیسی دُعا مانگے آہستہ یا بلند آواز کے ساتھ دعا مانگے

اور نماز استسقاء میں یہ مسنون نہیں کہ چادر پلٹی جائے اور استسقاء کے وقت ذمی (دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ) ساتھ نہ آئے۔

تشریح و توضیح | من غیر جماعۃ الخ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نمازِ استسقاء با جماعت مسنون نہیں، مگر دعا و استغفار ضرور ہے اگر لوگوں نے یہ نماز تنہا تنہا پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں۔ "ذخیرہ" میں اسی طرح ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بطور عجز اور طلب باراں چادر پلٹی نہیں جائیگی۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام کو نماز کے واسطے نکل کر دو رکعت نماز پڑھانی چاہیئے۔ اور دونوں رکعتوں میں قرآت جہر کے ساتھ کی جاتے۔ پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "هل اتاك حديث الغاشية" کی تلاوت کرنی چاہیئے "عینی شرح ہدایہ" میں یہ تفصیل موجود ہے۔

لگاتار تین روز تک امام کا نماز استسقاء کے لئے جانا مستحب ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

هِيَ جَائِزَةٌ بِحُضُوْرِ عَدُوٍّ وَبِخَوْفِ غَرْقٍ اَوْ حَرْقٍ وَاِذَا تَنَازَعَ الْقَوْمُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ اِمَامٍ وَاحِدٍ فَيَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدَةٌ بِاِزَاءِ الْعَدُوِّ وَيُصَلِّي بِالْاُخْرٰى رَكْعَةً مِنَ الثُّنَائِيَّةِ وَرَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ اَوِ الْمَغْرِبِ وَتَمْضِي هٰذِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ مُشَاةً وَجَاءَتْ تِلْكَ فَصَلّٰى بِهِمْ مَا بَقِيَ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ فَذَهَبُوْا اِلَى الْعَدُوِّ ثُمَّ جَاءَتِ الْاُوْلٰى وَاَتَمُّوْا بِلَا قِرَاءَةٍ وَسَلَّمُوْا وَمَضَوْا ثُمَّ جَاءَتِ الْاُخْرٰى اِنْ شَاءُوْا صَلَّوْا مَا بَقِيَ بِقِرَاءَةٍ وَاِنِ اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلَّوْا رُكْبَانًا فُرَادٰى بِالْاِيْمَاءِ اِلٰى اَيِّ جِهَةٍ قَدَرُوْا وَلَمْ تَجُزْ بِلَا حُضُوْرِ عَدُوٍّ وَيُسْتَحَبُّ حَمْلُ السِّلَاحِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَاِنْ لَّمْ يَتَنَازَعُوْا فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ اِمَامٍ وَاحِدٍ فَالْاَفْضَلُ صَلٰوةُ كُلِّ طَائِفَةٍ بِاِمَامٍ مِثْلَ حَالَةِ الْاَمْنِ

ترجمہ:۔ دشمن کے سامنے (مقابل) ہونے اور ڈوب جانے یا جل جانے کے اندیشے کے باعث نمازِ خوف درست ہے اور لوگ ایک ہی شخص کی امامت میں (سب کے سب) نماز پڑھنے کے بارے میں جھگڑیں (اور تمام یہ چاہتے ہوں کہ ایک ہی شخص کو امام بنائیں) تو امام لوگوں کے دو حصے کرکے ایک گروہ کو دشمن کی جانب کرے (کہ وہ ان سے لڑیں) اور دو رکعت والی نماز میں دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور چار رکعت والی نماز ہو یا نمازِ مغرب ہو تو پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعات پڑھے اور یہ گروہ دشمن کی طرف چلا جائے۔ اور وہ دشمن سے لڑنے والا گروہ آئے اور امام انکے ساتھ باقی نماز پڑھے اور امام تنہا سلام پھیر دے پھر یہ جماعت دشمن کی جانب چلی جائے اور پہلی جماعت آکر نماز بلا قرأت پوری کرکے سلام پھیر دے اور دشمن سے نبرد آزما ہونے چلے جائیں پھر دوسری جماعت اگر آنا چاہے تو قرأت سے نماز پوری کرلے۔

اور اگر دشمن کا زیادہ خوف ہو (کہ گھوڑے سے اترنا ممکن نہ ہو) تو سواری ہی پر تنہا اشارہ سے جس طرف کو چاہیں (بشرطیکہ قبلہ رُخ ہونے سے عاجز و مجبور ہوں)

اور دشمن سامنے موجود نہ ہونے کی صورت میں صلوٰۃ الخوف جائز نہ ہوگی باعث استحباب ہے کہ (دشمن سے)

اندیشہ کے وقت دورانِ نماز ہتھیار لگائے رکھے۔

اور اگر لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مصر نہ ہوں اور نہ جھگڑیں تو افضل و بہتر یہ ہے کہ امن (و اطمینان) کی حالت کی مانند ہر جماعت الگ امام کی امامت میں نماز پڑھ لے

تشریح و توضیح صلوٰۃ الخوف الخ اس میں اختلاف نہیں کہ نمازِ خوف کی مشروعیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہ اسی طریقہ سے مشروع ہے" اور "یہی درست قول یہی قرار دیا گیا ہے۔

زیادہ خوف کی شکل میں جبکہ دشمن صاف نظر آرہا ہو اور یہ خطرہ ہو کہ سب لوگ جماعت میں مصروف ہوں گے۔ تو دشمن حملہ آور ہوگا۔ (جوہرہ وغیرہ) اگر لشکر فاصلہ سے کچھ سیاہی دیکھ کر دشمن کا آنا سمجھ لے اور نمازِ خوف پڑھ لے پھر اگر دشمن ظاہر ہوگیا۔ تو نماز درست ہوجائیگی اور اگر دشمن ظاہر نہ ہوا تو درست نہ ہوگی لیکن اگر خیال کی غلطی کا اظہار ایک جماعت کے نماز پڑھ کر اپنی جہت (سمت) کی طرف واپسی ہوتے وقت ہو مگر ابھی جماعت صفوں سے باہر نہیں نکلی تھی تو استحساناً اسی کے اوپر بنا درست ہے۔ "فتح القدیر" میں اسی طرح ہے یہ حکم مقتدیوں کے لئے ہے امام کی نماز ہر حالت درست ہوگی کیونکہ امام کے حق میں کوئی چیز نماز کو فاسد کرنے والی نہیں (البحر الرائق)

اگر بحالتِ نماز امن حاصل ہوجائے جیسے دشمن چلا جائے تو نمازِ خوف کا پورا کرنا درست نہ ہوگا اور جتنی نماز باقی رہ گئی ہو وہ حالت امن کی نماز طرح پڑھنی چاہیئے۔ دشمن چلا جائے اور پھر بھی کوئی قبلہ رُخ نہ ہو تو اسکی نماز کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر دشمن کے جانے سے قبل نماز کے واسطے قبلہ رُخ ہوا اور پھر دشمن بھی چلا جائے۔ تو اسی پر نماز کی بنا کرنی چاہیئے۔

بَابُ أَحْكَامِ الْجَنَائِزِ

يُسَنُّ تَوجِيهُ المُحتَضَرِ لِلقِبلَةِ عَلىٰ يَمِينِهِ وَجَازَ الاِستِلقَاءُ وَيُرفَعُ رَأسُهُ قَلِيلاً وَيُلَقَّنُ بِذِكرِ الشَّهَادَتَينِ عِندَهُ مِن غَيرِ الحَاحٍ وَلَا يُؤمَرُ بِهَا وَتَلقِينُهُ فِي القَبرِ مَشرُوعٌ وَقِيلَ لَا يُلَقَّنُ وَقِيلَ لَا يُؤمَرُ بِهِ وَلَا يُنهىٰ عَنهُ وَيُستَحَبُّ لِأَقرِبَاءِ المُحتَضَرِ وَجِيرَانِهِ الدُّخُولُ عَلَيهِ وَيَتلُونَ عِندَهُ سُورَةَ يٰسٓ وَاستُحسِنَ سُورَةُ الرَّعدِ وَاختَلَفُوا فِي إِخرَاجِ الحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ مِن عِندِهِ فَإِذَا مَاتَ شُدَّ لَحيَاهُ وَغُمِّضَ

عيناه ويقول مغمضه بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللهم يسر عليه أمره وسهل عليه ما بعده وأسعده بلقائك واجعل ما خرج إليه
خيرا مما خرج عنه ويوضع على بطنه حديدة لئلا ينتفخ وتوضع يداه بجنبيه
ولا يجوز وضعهما على صدره وتكره قراءة القرآن عنده حتى يغسل ولا بأس
بإعلام الناس بموته ويعجل بتجهيزه فيوضع كما مات على سرير مجمر
وترا ويوضع كيف اتفق على الأصح ويستر عورته ثم جرد عن ثيابه ووضئ
إلا أن يكون صغيرا لا يعقل الصلاة بلا مضمضة واستنشاق إلا أن يكون
جنبا وصب عليه ماء مغلي بسدر أو حرض وإلا فالقراح وهو الماء الخالص
ويغسل رأسه ولحيته بالخطمي ثم يضجع على يساره فيغسل حتى يصل
الماء إلى ما يلي التخت منه ثم على يمينه كذلك ثم أجلس مسندا إليه
ومسح بطنه رفيقا وما خرج منه غسله ولم يعد غسله ثم ينشف بثوب
ويجعل الحنوط على لحيته ورأسه والكافور على مساجده وليس في الغسل
استعمال القطن في الروايات الظاهرة ولا يقص ظفره وشعره ولا يسرح
شعره ولحيته والمرأة تغسل زوجها بخلافه كأم الولد لا تغسل
سيدها ولو ماتت امرأة مع الرجال يمموها كعكسه بخرقة وإن
وجد ذو رحم محرم يمم بلا خرقة وكذا الخنثى المشكل يمم في ظاهر
الرواية ويجوز للرجل والمرأة تغسيل صبي وصبية لم يشتهيا و
لا بأس بتقبيل الميت وعلى الرجل تجهيز امرأته ولو معسرا في الأصح
ومن لا مال له فكفنه على من تلزمه نفقته وإن لم يوجد من تجب عليه
نفقته ففي بيت المال فإن لم يعط عجزا أو ظلما فعلى الناس ويسأل
له التجهيز من لا يقدر عليه غيره وكفن الرجل سنة قميص وإزار
ولفافة مما يلبسه في حياته وكفاية إزار ولفافة وفضل البياض
من القطن وكل من الإزار واللفافة من القرن إلى القدم ولا يجعل لقميصه
كم ولا دخريص ولا جيب ولا تكف أطرافه وتكره العمامة في الأصح
ولف من يساره ثم يمينه وعقد إن خيف انتشاره وتزاد المرأة في السنة

خِمَارًا لِوَجْهِهَا وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا وَيُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيْرَتَيْنِ عَلٰى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيْصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهُ تَحْتَ اللِّفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ فَوْقَهَا وَتُجَمَّرُ الْاَكْفَانُ وِتْرًا قَبْلَ اَنْ يُدْرَجَ فِيْهَا وَكَفَنُ الضَّرُوْرَةِ مَا يُوْجَدُ

ترجمہ: مسنون ہے کہ قریب المرگ کو قبلہ رُخ دائیں کروٹ لٹایا جائے اور یہ (بھی) جائز ہے کہ چت لٹایا جائے اور سر ذرا ابھار دیں اور اصرار کے بغیر (اس سے پڑھنے کے لئے کہے بغیر) کلمۂ شہادت دونوں کلماتِ شہادت کی تلقین کی جائے گی۔ اور اسے پڑھنے کا امر نہ کریں گے اور اندرون قبر بھی اسے تلقین کرنا مشروع ہے اور ایک قول کے مطابق تلقین نہیں کی جائے گی اور نہ اس سے (کوئی کرے) تو منع نہیں کیا جائے گا۔

اور باعثِ استحباب ہے کہ قریب المرگ کے اعزہ اور پڑوسی اس کے پاس جائیں اور اس کے قریب (بیٹھ کر) سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں اور سورہ رعد کی تلاوت بھی مستحسن قرار دی گئی ہے اور اس کے بارے میں اختلاف (فقہا کا اختلاف) ہے کہ اس کے پاس سے ایسی عورتیں ہٹائی جائیں۔ جنہیں حیض و نفاس آ رہا ہو (یا نہیں) اور مرنے پر اس کے دونوں جبڑے باندھ دیئے جائیں۔ اور آنکھیں بند کر دیں اور جو شخص آنکھیں بند کرے وہ یہ کہے " بسم اللہ وعلی ملّۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اے اللہ اس کا معاملہ سہل فرما دے اور ما بعد آنے والا مرحلہ اس پر آسان فرما اور اسے اپنی ملاقات (زیارت) کی سعادت سے نواز دے۔ اور جسکی طرف (آخرت کی جانب) اسکی روانگی ہوئی ہے اس سے (دنیا سے) جس سے وہ نکل کر وہاں پہنچا ہے اچھا بنا دے۔ اور اس کے شکم پر لوہا (یا کوئی وزنی چیز) رکھ دیں تا کہ پیٹ پھول نہ جائے اور دونوں ہاتھ پہلوؤں میں رکھے جائیں۔

اور یہ جائز نہیں کہ انہیں سینہ پر رکھا جائے اور (مرنے کے بعد) اس کے نزدیک غسل دینے تک قرآن شریف کی تلاوت باعثِ کراہت ہے اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ لوگوں کو اس کے مرنے کی اطلاع کی جائے اور اس کے کفن (اور امور دفن وغیرہ) میں جلدی کریں اور اس کے تخت کو (خوشبو کی) دھونی دی جائیگی اور زیادہ صحیح قول کے مطابق جیسا مناسب ہو تخت پر لٹا دیں اسکی شرمگاہ چھپائیں گے اور تخت پر رکھ کر اس کے کپڑے اُتارے جائیں گے۔ اور کلی و ناک میں پانی دیئے بغیر اسے وضو کرایا جائے گا۔ البتہ غیر ذی شعور بچہ (نابالغ) ہو (تو اسے وضو نہیں کرائیں گے۔) اور کلی و ناک میں پانی دیئے بغیر وضو کرائیں۔ البتہ اگر جنبی ہو۔ (ناپاک جسے غسل کی احتیاج ہو) تو کلی کرائیں گے اور ناک میں پانی دیں گے (یعنی کپڑا بھگو کر اچھی طرح دھوئیں گے)

اور میّت پر بیری کے پتوں اور اشنان (ایک قسم کی گھاس) سے جوش دیا ہوا پانی بہایا جائے گا۔ اور جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ پانی بہائیں گے۔

اور اس کا سر اور ڈاڑھی خطمی (گل خیرہ) سے دھوئیں گے۔

پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹا کر غسل دیں گے حتّٰی کہ پانی تخت سے ملے ہوئے حصۂ بدن تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کیا جائے پھر ٹیک لگا کر بٹھا کر آہستہ آہستہ پیٹ ملیں گے۔ اور جو کچھ نکلے اسے دھو دیا جائے گا۔ اور غسل کا اعادہ نہ ہوگا پھر کپڑے سے پانی پونچھ دیا جائے۔ اور اس کے سر اور ڈاڑھی پر خوشبو ملیں اور سجدوں کی جگہ پر کافور ملیں۔

اور روایاتِ ظاہرہ کی رُو سے اندرونِ غسل رُوئی کا استعمال داخلِ غسل نہیں ہے اور نہ اس کے ناخنوں کو کاٹا جائے اور نہ اس کے بالوں میں کنگھی کی جائے اور نہ اسکی ڈاڑھی میں کنگھی کریں۔

اور عورت کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے خاوند کو غسل دے اس کے برعکس یہ درست نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل دے جس طرح اُم ولد کے واسطے اپنے آقا کو غسل دینا درست نہیں

اور اگر عورت جو مردوں کے ہمراہ ہو، موت کی آغوش میں سو جائے تو اسے ایک کپڑے کے واسطے سے (کپڑا لپیٹ کر یا دستانے پہن کر) تیمم کرادیں جیسے کہ اس صورت میں حکم ہے جبکہ عورتوں کے ہمراہ مرد کا انتقال ہو جائے (اور مرد غسل دینے والا موجود نہ ہو)

اور ذی رحم محرم موجود ہونے کی صورت میں بلا کپڑے کے تیمم کرادے۔

اور اسی طرح روایت کے ظاہر کے مطابق خنثیٰ مشکل (جس کے مرد اور عورت دونوں کی علامات ہوں) کو تیمم کرادیں

اور مرد و عورت کے واسطے ایسے نابالغ لڑکے اور لڑکی کو غسل دینا درست و جائز ہو (جو ابھی) شہوت کی عمر کو نہ پہنچے ہوں

اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ میت کو بوسہ دیا جائے۔

اور زیادہ صحیح قول کے مطابق شوہر پر بیوی کا کفن واجب ہے خواہ وہ تنگدست ہی کیوں نہ ہو۔

اور وہ شخص جس کے پاس اپنا کوئی مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص پر لازم ہوگا جس پر اس کے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو اور اگر کوئی اس طرح کا شخص (عزیز) موجود نہ ہو جس پر اس کے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو تو اسکا کفن بیت المال سے دیا جائے گا۔

اور اگر اس کا کفن بوجہ عجز (بیت المال خالی ہونے) یا ظلم کے سبب نہ دیں تو اس کے کفن کا وجوب مسلمانوں پر ہوگا۔ اور جس شخص کے پاس اپنی میّت کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ موجود نہ ہو تو اس کے لئے درست ہے کہ وہ

اسکی خاطر دوسرے لوگوں سے سوال کرے

ان کپڑوں میں سے جنہیں وہ دورانِ حیات پہنا کرتا تھا اور کفایت کے طریقہ سے کفن (یعنی وہ کفن جو کافی ہوجائے) ازار (تہبند) ولفافہ ہے۔

اور افضل یہ ہے کہ کفن سفید سوتی کپڑے سے ہو۔ اور تہبند اور لفافہ دونوں کنپٹی سے پاؤں تک ہونے گے اور قمیص بلا آستین اور بغیر کلی و جیب ہونا چاہیئے اور نہ اس کے کناروں کو پہننا چاہیئے۔

اور زیادہ صحیح قول کے مطابق کفن میں عمامہ باعثِ کراہت ہے اور میت کو (اول) بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپٹیں۔ اور کفن کے کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھ دیا جائے

اور عورت کے لئے مسنون کفن (زنانہ قمیص، ازار و لفافہ کے علاوہ اوڑھنی اور سینہ بند ہے کہ اس سے اسکی چھاتیاں باندھی جائیں اور (اگر یہ کپڑے نہ ہوں) تو عورت کے لئے (لفافہ اور ازار) اور اوڑھنی کافی ہے اور اس کے بالوں کو دو لٹوں پر تقسیم کرکے سینہ پر ڈال دیں (عورت کو اول قمیص پہنائیں، اور اس کے بالوں کے دو حصے کرکے اسکے سینہ پر قمیص کے اوپر ڈال دیں۔ پھر اس کے اوپر اوڑھنی رہے گی لفافہ کے نیچے پھر سینہ بند اس کے (لفافہ) کے اوپر اور میت کو کفن میں داخل کرنے (اور پہنانے سے قبل) تین بار کفن کو دھونی دیں۔ اور کفن ضرورت وہ کہلاتا ہے جو میسر ہو۔

تشریح و توضیح الجنائز الخ۔ احکام نماز اور اس کے متعلقات سے فارغ ہو کر میت کے غسل دفن اور نماز جنازہ کا حال بیان کرنا شروع کیا

الجنائز الخ زبر کے ساتھ جنازہ کی جمع ہے اور جنازہ میت کو کہتے ہیں اور زیر کے ساتھ وہ تخت یا چارپائی کہلاتی ہے جس پر میت کو اٹھاتے ہیں۔

ویلقن الخ یعنی حاضرین قریب المرگ کو کلمۂ شہادت کی تلقین کریں گے اور یہ تلقین کرنا مستحب ہے "نہر" میں مستحب لکھا ہے اور "قنیہ" میں تلقین واجب ہے۔ اور ان کا مستدل یہ حدیث ہے کہ اپنے موتیٰ (قریب المرگ) کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو (یہ روایت مسلم اور سنن میں موجود ہے) تلقین کی شکل یہ ہے کہ لوگ بلند آواز سے خود یہ کلمہ پڑھیں تاکہ وہ سنکر اسے دھرانے لگے۔ خود نہ پڑھنا اور قریب المرگ سے پڑھنے کے لئے کہنا مناسب نہیں کیونکہ تکلیف اس پر غالب ہوتی ہے۔

ثم جرد عن ثیابہ الخ یعنی میت کے کپڑے اتار کر غسل دیا جائے۔ اگر کپڑوں سمیت غسل دیا جائے تب بھی مضائقہ نہیں (بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں)

اصل اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ جب صحابہؓ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے کپڑے اتاریں جس طرح طرح ہم اپنے موتی کے کپڑے اتارتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیں جب صحابہؓ کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی پھر سب گھر کے گوشہ سے یہ کہتے ہوئے آئے کہ آنحضورؐ کو کپڑوں سمیت غسل دیں پس آنحضورؐ کو آپ کے کپڑوں میں غسل دیا گیا ا یہ روایت ابو داؤد میں موجود ہے)

عَلٰی مَسَاجِدِہٖ الخ مسجد کی جمع جیم کے زبر کے ساتھ یعنی پیشانی اور ناک دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں قدم ان اعضا کی خصوصیت انکی کرامت وعظمت کی بنا پر ہے" دار" میں اسی طرح ہے۔

وتکرہ العمامۃ الخ زاہدی نے "مجتبیٰ" میں بیان کیا ہے کہ زیادہ صحیح قول کے مطابق میت کے عمامہ باندھنا مکروہ ہے اور اسکی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ اگر میت کے عمامہ باندھنا بہتر ہوتا تو سادات کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باندھا جاتا۔

(فَصْلٌ) اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ فَرْضُ کِفَایَۃٍ وَاَرْکَانُھَا التَّکْبِیْرَاتُ وَالْقِیَامُ وَشَرَائِطُھَا سِتَّۃٌ اِسْلَامُ الْمَیِّتِ وَطَھَارَتُہٗ وَتَقَدُّمُہٗ وَحُضُوْرُہٗ اَوْحُضُوْرُ اَکْثَرِ بَدَنِہٖ اَوْنِصْفِہٖ مَعَ رَاْسِہٖ وَکَوْنُ الْمُصَلِّیْ عَلَیْھَا غَیْرَ رَاکِبٍ بِلَاعُذْرٍ وَکَوْنُ الْمَیِّتِ عَلَی الْاَرْضِ فَاِنْ کَانَ عَلٰی دَابَّۃٍ اَوْعَلٰی اَیْدِی النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ اِلَّامِنْ عُذْرٍ وَسُنَنُھَا اَرْبَعٌ قِیَامُ الْاِمَامِ بِحِذَاءِ صَدْرِ الْمَیِّتِ ذَکَرًا کَانَ اَوْ اُنْثٰی وَالثَّنَاءُ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِیَۃِ وَالدُّعَا لِلْمَیِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَۃِ وَلَایَتَعَیَّنُ لَہٗ شَیْءٌ وَاِنْ دَعَا بِالْمَاْثُوْرِ فَھُوَ اَحْسَنُ وَاَبْلَغُ وَمِنْہُ مَاحَفِظَ عَوْفٌ مِنْ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًاخَیْرًامِنْ دَارِہٖ وَاَھْلًاخَیْرًا مِنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًاخَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَیُسَلِّمُ بَعْدَ الرَّابِعَۃِ مِنْ غَیْرِ دُعَاءٍ فِیْ ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ وَلَایَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی وَلَوْ کَبَّرَ الْاِمَامُ خَمْسًا لَمْ یُتَّبَعْ وَلٰکِنْ یَنْتَظِرُ سَلَامَہٗ فِی الْمُخْتَارِ وَلَایُسْتَغْفَرُ لِمَجْنُوْنٍ وَصَبِیٍّ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ

لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

ترجمہ:۔ میت پر نماز پڑھنے کو فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے (یعنی کچھ لوگ پڑھ لیں تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔ ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ نمازِ جنازہ کے ارکان (چار) تکبیریں اور قیام ہے۔
چھ چیزیں نماز جنازہ کے شرائط میں داخل ہیں۔
(۱) میت مسلمان ہو (۲) میت پاک ہو (۳) نماز پڑھانے والا میت کے آگے (سینہ کے مقابل) کھڑا ہو (۴) میت یا اس کے جسم کا زیادہ یا (کم از کم) نصف سامنے ہو (۵) کسی عذر کے بغیر نماز پڑھنے والا سوار نہ ہو۔ (اور سوار ہونے کی حالت میں نماز ادا نہ کرے)
(۶) میت زمین کے اوپر ہو پس اگر جنازہ لوگوں کے ہاتھوں یا سواری کے اوپر ہو تو راجح قول کے مطابق (اگر بلا عذر ایسا ہو) نماز جائز نہ ہو گی۔
نمازِ جنازہ میں چار چیزیں مسنون ہیں (۱) نماز پڑھانے والا میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو۔ خواہ میت مذکر ہو یا مؤنث (۲) تکبیر اُولی کے بعد ثناء پڑھنا (۳) دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا (۴) تیسری تکبیر کے بعد میت کے واسطے دُعا
میت کے لئے کوئی مخصوص دعا مقرر نہیں لیکن منقول (احادیثِ صحیحہ میں مروی) دعا پڑھنا زیادہ بہتر اور معین مقصود ہے منقول دعاؤں میں سے ایک دُعا حضرت عوف رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کردہ یہ (حسبِ ذیل) دُعا ہے۔ " اے اللہ اسے بخشش دے اور اس کے اوپر رحم کر اسے عافیت عطا کر۔ اسکی آمد کو مکرم فرما۔ اس کی قبر کشادہ کر دے اور اسے پانی برف اور اولے کے ذریعہ دھو دے اور اسے اس طرح خطاؤں سے پاک کر جس طرح سفید کپڑوں کو میل کچیل سے پاک وصاف کیا جاتا ہے اور اسکو بدلہ میں دنیوی مکان سے بہتر عطا فرما۔ اور دنیوی اہل وعیال سے اچھے اہل وعیال بخش۔ اور اسے دنیوی جوڑے سے بہتر جوڑا عنایت کر۔ اور اسے داخلِ جنت فرما اور اسے عذابِ قبر و عذاب جہنم سے محفوظ رکھ اور روایت کے ظاہر کے مطابق چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھے بغیر سلام پھیر دے
اور پہلی تکبیر کے سوا کسی اور تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائے اور امام نے پانچویں تکبیر کہہ دی ہو تو (مقتدی) پانچویں تکبیر میں اسکی اقتدیٰ نہ کرے اور راجح قول کے مطابق امام کے سلام پھیرنے کا منتظر رہے۔
اور میت پاگل اور بچہ ہو تو اس کے واسطے استغفار نہ کرے۔ اور کہے۔ اے اللہ اسے ہمارے لئے پیش رو بنا دے اور اسے ہمارے واسطے (ذریعہ) اجر بنا دے۔ اے اللہ اسے ہمارے لئے ذخیرہ آخرت بنا دے

اے اللہ اسے ہماری شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت بنادے (یعنی وہ اجر وثواب جو ہم سے پہلے آخرت میں پہنچ جائے۔

تشریح وتوضیح بحذاء صدر المیت الخ میت کے سینہ کے مقابل کھڑے ہونا خواہ میت مرد ہو یا عورت مستحب ہے اور اس کی تعلیل کی گئی ہے کہ سینہ محل ایمان ہے پس مناسب ہے کہ نمازمیں اس کے مقابل کھڑے ہوں۔ نماز جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کے لئے یہی جگہ موزوں ہے۔ امام اگر دوسری جگہ کھڑا ہوگیا تو درست ہے۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اگر ان تکبیروں میں سے ایک بھی ترک ہوجائے تو نماز درست نہ ہوگی نماز جنازہ میں اول تکبیر تحریمہ کہی جائے اور اخیر تک ثنا پڑھی جائے اس کے بعد دوسری تکبیر کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ پھر تیسری تکبیر کہہ کر میت اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعا پڑھی جائے

یہ حکم اس شکل میں ہوگا۔ جب یہ دعائیں بخوبی پڑھ سکتا ہو اور اگر بخوبی نہ پڑھ سکتا ہو تو کوئی سی بھی دعا پڑھ لے (شرح جامع صغیر) نماز جنازہ میں قرآن شریف کی تلاوت نہ کرنی چاہیے۔ سورۃ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ بہ نیت قرآت پڑھنی درست نہیں۔ کیونکہ یہ محل دعا ہے محل قرآت نہیں (محیط سرخسی)

امام اور قوم دونوں کے لئے یہ حکم یکساں ہے۔ (کافی)

(فصل) اَلسُّلْطَانُ اَحَقُّ بِصَلٰوتِہٖ ثُمَّ نَائِبُہٗ ثُمَّ الْقَاضِیْ ثم اِمَامُ الْحَیِّ ثم الْوَلِیُّ وَلِمَنْ لَہٗ حَقُّ التَّقَدُّمِ اَنْ یَّاْذَنَ لِغَیْرِہٖ فَاِنْ صَلّٰی غَیْرُہٗ اَعَادَھَا اِنْ شَاءَ وَلَا یُعِیْدُ مَعَہٗ مَنْ صَلّٰی مَعَ غَیْرِہٖ وَمَنْ لَہٗ وِلَایَۃُ التَّقَدُّمِ فِیْھَا اَحَقُّ مِمَّنْ اَوْصٰی لَہُ الْمَیِّتُ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ عَلَی الْمُفْتٰی بِہٖ وَاِنْ دُفِنَ بِلَا صَلٰوۃٍ صُلِّیَ عَلٰی قَبْرِہٖ وَاِنْ لَمْ یُغَسَّلْ مَالَمْ یَتَفَسَّخْ وَاِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاِفْرَادُ بِالصَّلٰوۃِ لِکُلٍّ مِنْھَا اَوْلٰی وَیُقَدَّمُ الْاَفْضَلُ فَالْاَفْضَلُ وَاِنِ اجْتَمَعْنَ وَصَلّٰی عَلَیْھَا مَرَّۃً جَعَلَھَا صَفًّا طَوِیْلًا مِمَّا یَلِی الْقِبْلَۃَ بِحَیْثُ یَکُوْنُ صَدْرُکُلٍّ قُدَّامَ الْاِمَامِ وَرَاعَی التَّرْتِیْبَ فَیَجْعَلُ الرِّجَالَ مِمَّا یَلِی الْاِمَامَ ثم الصِّبْیَانَ بَعْدَھُمْ ثُمَّ الْخَنَاثٰی ثُمَّ النِّسَاءَ وَلَوْ دَفَنُوْا بِقَبْرٍ وَاحِدٍ وَضَعُوْا عَلٰی عَکْسِ ھٰذَا وَلَا یَقْتَدِیْ بِالْاِمَامِ مَنْ وَجَدَہٗ بَیْنَ تَکْبِیْرَتَیْنِ بَلْ یَنْتَظِرُ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ فَیَدْخُلُ مَعَہٗ وَیُوَافِقُہٗ فِیْ دُعَائِہٖ ثُمَّ یَقْضِیْ مَافَاتَہٗ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَۃِ وَلَا یَنْتَظِرُ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ مَنْ حَضَرَ

تحریمتہ ومن حضر بعد التکبیرۃ الرابعۃ قبل السلام فاتتہ الصلوٰۃ فی الصحیح وتکرہ الصلوٰۃ علیہ فی مسجد الجماعۃ وھو فیہ او خارجہ وبعض الناس فی المسجد علی المختار ومن استھل سمی وغسل وصلی علیہ وان لم یستھل غسل فی المختار وادرج فی خرقۃ ودفن ولم یصل علیہ کصبی سبی مع احد ابویہ الا ان یسلم احدھما او ھو او لم یسب احدھما معہ وان کان لکافر قریب مسلم غسلہ کغسل خرقۃ نجسۃ وکفنہ فی خرقۃ والقاہ فی حفرۃ او دفعہ الی اھل ملتہ ولا یصلی علی باغ وقاطع طریق قتل فی حالۃ المحاربۃ وقاتل بالخنق غیلۃ ومکابر فی المصر لیلا بالسلاح ومقتول عصبیۃ وان غسلوا وقاتل نفسہ یغسل ویصلی علیہ لا علی قاتل احد ابویہ عمدا

ترجمہ :- اور امامت کے لئے زیادہ بہتر بادشاہ ہے اور وہ نہ ہو تو بادشاہ کا نائب اور وہ نہ ہو تو قاضی، پھر (وہ نہ ہو تو) محلہ کی مسجد کا امام پھر ولی میت (عصبات کی ترتیب کے اعتبار سے) اور وہ شخص جسے امامت میں مقدم ہونے کا حق ہو اس کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی اور کو امامت کی اجازت عطا کرے اگر اس شخص کے علاوہ جسے حق تقدم حاصل ہو کوئی اور نماز پڑھا دے تو اسے نماز دہرانے کا اختیار ہے اور جو شخص دوسرے کے ہمراہ نماز پڑھ چکا ہو اسے از سر نو نماز پڑھنے کا حق نہ ہوگا

وہ شخص جسے میت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق ہو مفتیٰ بہ قول کی رو سے اسی کا حق میت کی نماز پڑھانے کی وصیت کردہ شخص کے مقابلہ میں زیادہ تسلیم کیا جائے گا۔

اور اگر کسی میت کو نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو جب تک میت نہ پھٹے (ظن غالب کے مطابق) اسکی قبر کے اوپر نماز پڑھی جائے گی خواہ میت کو غسل کے بغیر ہی دفن کر دیا گیا ہو۔

اور اگر کئی جنازے اکٹھے ہو گئے ہوں تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی نماز الگ الگ پڑھی جائے اور ان میں جو (دین داری، علم و فضل کے اعتبار سے) افضل ہو اسے پہلے اور اس کے بعد دوسروں کو باعتبار فضیلت بالترتیب رکھیں۔

اور اگر کئی جنازے اکٹھے ہوں اور امام ان تمام پر ایک ہی بار نماز پڑھے تو قبلہ کیطرف سارے جنازے ایک لمبی صف کی صورت میں اس طریقہ سے رکھے جائیں کہ ان میں سے ہر میت کا سینہ نماز پڑھانے والے کے سامنے

رہے اور بصورتِ صف رکھنے میں بھی ترتیب کی رعایت کی جائے پس مرد امام سے متصل رہیں پھر انکے بعد بچے، اس کے بعد مخنث، پھر عورتیں۔

اور اگران چاروں قسم کی میتوں کو ایک قبر میں رکھا جائے تو ترتیب ذکر کردہ ترتیب کے برعکس ہوگی (یعنی پہلے عورتیں پھر مخنث پھر بچے پھر مرد) جس شخص کو امام دو تکبیروں کے بیچ میں ملے (کہ وہ کسی دعا میں مصروف ہو) تو اس وقت اقتدیٰ نہ کرے بلکہ امام کا تکبیر کا منتظر رہے تب اسکے ہمراہ داخل نماز ہو۔ اور اندرونِ دعا موافقت امام کرے اس کے بعد جنازہ اٹھنے سے قبل جتنی نماز فوت ہوگئی ہو اسکی قضا کرے۔

اور امام کی تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت موجود شخص امام کی اگلی تکبیر کا انتظار نہیں کرے گا۔ (بلکہ تکبیر کہے گا اور امام کے ہمراہ شریک نماز ہوگا۔

اور امام کے چوتھی تکبیر کہہ چکنے کے بعد سلام سے قبل آنے والے شخص کی جنازہ کی نماز فوت ہوگئی۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے

اور راجح قول کے مطابق ایسی مسجد میں نمازِ جنازہ مکروہ ہے جسمیں جماعت ہوتی ہو۔ خواہ وہ اندرونِ مسجد (داخل مسجد) جنازہ ہو یا خارج مسجد ہو اور کچھ لوگ اندرونِ مسجد ہوں۔

اور جو بچہ پیدائش کے بعد مر جائے اگر رویا اور چلایا ہو (جو زندگی کی علامت ہے) تو اس کا نام رکھا جائے گا، اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔ راجح قول کے مطابق ورنہ غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر بغیر نماز پڑھے دفن کیا جائے گا۔

جیسے وہ بچہ جو اپنے والدین کے ہمراہ دار الحرب سے قید کر کے لایا جائے البتہ اگر والدین میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا یا وہ خود دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا ہو یا تنہا اسے قید کیا گیا ہو اور والدین میں سے کوئی اس کے ساتھ قید نہیں کیا گیا تو اس پر نماز پڑھیں گے۔

اور اگر مرنے والے کافر کا کوئی مسلمان عزیز ہو تو وہ مسلمان اسے ناپاک چیز کی طرح غسل دے (نہ اسے وضو کرائے اور نہ دائیں جانب سے شروع کرے۔)

اور ایک کپڑے میں اسے لپیٹ کر اور گڑھا (بلا رعایتِ سنت) کھود کر اس میں ڈال دیا جائے گا یا اسے اس کے اہلِ مذہب کے سپرد کر دے گا۔

اور باغی اور وہ ڈاکو جو بحالتِ جنگ قتل کیا جائے اسپر نمازِ جنازہ نہ پڑھیں گے اور وہ شخص جو پوشیدہ طور پر لوگوں کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیتا ہو یا بوقتِ شب ہنھیا رہند ہو کر اندرونِ شہر ڈاکہ ڈالے، یا عصبیت میں جنگ کرتا ہوا ہلاک ہو ان میں سے کسی پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھیں گے اگرچہ ان تمام کو نہلایا جائیگا

وہ شخص جس نے خودکشی کرلی ہو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھیں گے۔ اور جس شخص نے اپنے والدین میں سے کسی کو عمداً قتل کیا ہو اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھیں گے

تشریح و توضیح | احق بصلوٰته الخ یعنی نمازِ جنازہ کی امامت کا حق بادشاہ کو ہے اگر وہ موجود ہو کیونکہ اس اعزاز کا سب سے زیادہ مستحق وہی ہے اور وہ نہ ہو تو قاضی اپنے منصب و امتیازی حیثیت کی بنا پر اس کا زیادہ مستحق ہے اور وہ بھی نہ ہو تو امام مسجد محلہ جو پانچوں وقت کی نماز پڑھاتا ہو وہ اس لائق ہے کہ اسے آگے بڑھایا جائے۔ ولی میت پر ان تینوں کو مقدم کرنا اس صورت میں ہے کہ یہ تینوں ولی سے افضل ہوں۔ ولی میت میں ترتیبِ عصبات کا خیال رکھا جائے گا۔ اور اقرب کو ابعد پر مقدم کیا جائیگا

وتکرہ الصلوٰۃ علیہ فی مسجد الجماعۃ الخ یعنی ایسی مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا جسمیں جماعت ہوتی ہو مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ قاسم ابن قطلوبغاؒ نے ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر لکھتے ہوئے اسکی صراحت کی ہے۔ متأخرین فقہا کا میلان اسی طرف ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ مسجد نبوی کے شرف کے باوجود اس میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی نہیں تھی بلکہ میدان یا عیدگاہ اس کیلئے تشریف لے جاتے تھے یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی عذر نہ ہو اور اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو مکروہ نہیں۔

فی مسجد الجماعۃ الخ یعنی ایسی مسجد میں جہاں باجماعت نمازیں ہوتی ہوں وہاں نمازِ جنازہ مکروہ ہے۔ یہ کہکر اس مسجد (جنازہ گاہ) سے احتراز مقصود ہے جو نمازِ جنازہ ہی کے لئے بنائی جائے۔

وغسل الخ کیونکہ بچہ دنیا میں بحالتِ حیات آیا اور بعد میں انتقال ہوا پس اسکے لئے زندوں کا سا حکم ہوگا اور وہ عمل جو زندہ کے مرجانے پر کیا جاتا ہے اس کے ساتھ بھی کیا جائے گا۔ اصل اس بارے میں بچہ سے متعلق جو حدیث ہے کہ نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی اور نہ وہ وارث ہوگا اور نہ اسکی میراث ملے گی یہاں تک کہ وہ روئے (یہ روایت ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ میں موجود ہے) یعنی اگر آثارِ حیات نمایاں ہوجائیں اور اس کا زندہ ہونا متحقق ہوجائے تو حدیث شریف میں ذکر کردہ احکام اس پر مرتب ہوں گے ورنہ نہیں۔

ادھو الخ یعنی اگر بچہ خود عاقل و ذی شعور رہو تو اس کا اسلام قابلِ قبول اور شرعاً معتبر ہے۔ اس کا مستدل کتب حدیث و سیر میں ذکر کردہ یہ واقعہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نابالغی کی حالت میں اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول فرمایا۔

والقاہ الخ یہ حکم بھی اس صورت میں ہے کہ اس کا اور کوئی قریبی کافر عزیز موجود نہ ہو۔ اگر موجود ہو تو اس سے بھی باز آنا اور ترک اولیٰ ہے۔

(فَصْلٌ فِي حَمْلِهَا وَدَفْنِهَا) يُسَنُّ لِحَمْلِهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ وَيَنْبَغِي حَمْلُهَا اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِهَا الْاَيْمَنِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَيَمِيْنُهَا مَا كَانَ جِهَةَ يَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرُهَا الْاَيْمَنِ عَلَيْهِ ثُمَّ مُقَدَّمُهَا الْاَيْسَرِ عَلٰى يَسَارِهٖ ثُمَّ يَخْتِمُ الْاَيْسَرَ عَلَيْهِ وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْرَاعُ بِهَا بِلَا خَبَبٍ وَهُوَ مَا يُؤَدِّيْ اِلٰى اِضْطِرَابِ الْمَيِّتِ وَالْمَشْيُ خَلْفَهَا اَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ اَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلٰوةِ الْفَرْضِ عَلَى النَّفْلِ وَيُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالْجُلُوْسُ قَبْلَ وَضْعِهَا وَيُحْفَرُ الْقَبْرُ نِصْفَ قَامَةٍ اَوْ اِلَى الصَّدْرِ وَاِنْ زِيْدَ كَانَ حَسَنًا وَيُلْحَدُ وَلَا يُشَقُّ اِلَّا فِيْ اَرْضٍ رِخْوَةٍ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ وَيَقُوْلُ وَاضِعُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُوَجَّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَتُحَلُّ الْعُقَدُ وَيُسَوَّى اللَّبِنُ عَلَيْهِ وَالْقَصَبُ وَكُرِهَ الْاٰجُرُّ وَالْخَشَبُ وَاَنْ يُسَجّٰى قَبْرُهَا لَا قَبْرُهٗ وَيُهَالُ التُّرَابُ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ وَيَحْرُمُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ لِلزِّيْنَةِ وَيُكْرَهُ لِلْاِحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ وَلَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِئَلَّا يَذْهَبَ الْاَثَرُ وَلَا يُمْتَهَنَ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْبُيُوْتِ لِاخْتِصَاصِهٖ بِالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْفَسَاقِيْ وَلَا بَأْسَ بِدَفْنِ اَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ فِيْ قَبْرٍ لِلضَّرُوْرَةِ وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ وَمَنْ مَاتَ فِيْ سَفِيْنَةٍ وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيْدًا اَوْ خِيْفَ الضَّرَرُ غُسِلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَاُلْقِيَ فِي الْبَحْرِ وَيُسْتَحَبُّ الدَّفْنُ فِيْ مَحَلٍّ مَاتَ بِهٖ اَوْ قُتِلَ فَاِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفْنِ قَدْرَ مِيْلٍ اَوْ مِيْلَيْنِ لَا بَأْسَ بِهٖ وَكُرِهَ نَقْلُهٗ لِاَكْثَرَ مِنْهُ وَلَا يَجُوْزُ نَقْلُهٗ بَعْدَ دَفْنِهٖ بِالْاِجْمَاعِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ مَغْصُوْبَةً اَوْ اُخِذَتْ بِالشُّفْعَةِ وَاِنْ دُفِنَ فِيْ قَبْرٍ حُفِرَ لِغَيْرِهٖ ضَمِنَ قِيْمَةَ الْحَفْرِ وَلَا يُخْرَجُ مِنْهُ وَيُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِيْهِ وَلِكَفَنٍ مَغْصُوْبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَيِّتِ وَلَا يُنْبَشُ بِوَضْعِهٖ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ اَوْ عَلٰى يَسَارِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ترجمہ :۔ اور جنازہ چار آدمیوں کا اٹھانا مسنون ہے موزوں یہ ہے کہ ایک آدمی چالیس قدم تک جنازہ اٹھائے اس طرح کہ پہلے اس اگلے داہنے شانے پر اور جنازہ کا داہنا اسے کہیں گے۔ جو اٹھانے والے شخص کے لئے ہاتھ کی طرف ہو اس کے بعد جنازہ کا پچھلا دایاں حصہ اپنے بائیں شانہ پر رکھے اس کے بعد جنازہ کا اگلا بایاں حصہ اپنے بائیں شانہ پر رکھے اس کے بعد اخیر میں جنازہ کا پچھلا بایاں حصہ اپنے بائیں کاندھے پر رکھے گا

اور اچھلے بغیر جنازہ تیز لے چلنا باعثِ استحباب ہے۔ خبب ایسی رفتار کہلاتی ہے۔ جس کی وجہ سے میت کو جھٹکے لگتے ہوں

اور جنازہ کے آگے چلنے کے بجائے جنازہ کے پیچھے چلنا باعثِ فضیلت ہے ایسی ہی فضیلت جیسی فرض نماز کو نماز نفل پر حاصل ہے اور باعثِ کراہت ہے کہ (جنازہ لے جاتے ہوئے) بلند آواز سے ذکر کیا جائے۔ اور جنازہ رکھے جانے سے قبل بیٹھنا باعثِ کراہت ہے۔ اور قبر نصف قد کے بقدر گہری یا سینہ تک لحد کھودیں گے اور گہرائی اس سے زیادہ ہو تو اچھا ہے اور قبر بغلی بنائیں گے شق نہیں بنائی جائیگی، البتہ اگر زمین نرم ہو تو شق بنائی جائیگی اور میت کو قبلہ کی جانب سے رکھیں گے اور رکھنے والا کہے گا بسم اللہ وعلیٰ ملّۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دائیں جانب لٹاکر اس کا منہ قبلہ رُخ کیا جائے گا اور کفن کی گرہ کھول دی جائیگی اور کچی اینٹ اور بانس قبر پر رکھے۔

اور پکی اینٹ اور کھڑی (سوکھی لکڑی) قبر میں بچھانا مکروہ ہے اور میت رکھتے وقت عورت کی قبر پر پردہ کیا جائے اور مرد کی قبر پر پردہ نہ کریں گے۔ اور مٹی ڈالی جائے گی اور قبر کوہان نما بنائی جائے مربع نہ بنائی جائے

اور حرام ہے کہ زینت کے واسطے قبر پر تعمیر کی جائے اور باعثِ کراہت (مکروہ تحریمی) ہے کہ دفن کے بعد مضبوطی واستحکام کی خاطر تعمیر کیجائے۔

اور قبر پر اگر اس خیال سے کچھ لکھ دیں (کتبہ لگادیں) کہ قبر کا نشان نہ مٹے اور روندی نہ جائے تو اس میں حرج نہیں، گھر میں دفن کرنا باعثِ کراہت ہے اسلئے کہ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی خصوصیت ہے۔

اور باعثِ کراہت ہے کہ فساقی (بند کمرہ نما جگہ) میں دفن کیا جائے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں، کہ ضرورتًا ایک قبر میں ایک سے زیادہ مردے دفن کئے جائیں اور ہر دو جنازوں کے درمیان مٹی حائل کردیں،

اور جس شخص کا کشتی (یا بحری جہاز) میں انتقال ہو جائے اور خشکی (ساحل) مسافت پر ہو یا میت کو ضرر کا اندیشہ ہو (مثلاً یہ کہ لاش گل سڑ جائے گی) تو اس صورت میں اسے نہلا کر کفن پہنا کر نمازِ جنازہ پڑھیں اور اسے سمندر میں ڈال دیں باعثِ استحباب ہے کہ اسی جگہ (اسی بستی کے قبرستان میں دفن کریں جہاں موت سے ہمکنار ہوا ہو یا جس جگہ اسے قتل کیا جائے۔ پس اگر دفن سے قبل ایک یا دو میل منتقل کردیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور مسافت اس سے زیادہ ہو تو اس کا منتقل کرنا باعثِ کراہت ہے اور اگر میت دفن کردی گئی ہو تو بالاتفاق سب کے نزدیک یہ ناجائز ہے کہ میت منتقل کی جائے۔ البتہ اگر وہ زمین جہاں دفن کیا ہو۔

مغصوبہ ہو یا شفعہ کے ذریعہ لی گئی ہو تو میت کو وہاں سے منتقل کر دینا جائز ہے

اور اگر میت ایسی قبر میں دفن کردی جائے جو کسی اور کے لئے کھودی ہو تو (اس صورت میں) اُجرتِ کھدائی کا ضمان لازم ہوگا۔ اور میت کو اس قبر سے نہیں نکالیں گے۔

اور قبر اندر دفنِ قبر گرے ہوئے سامان، یا میت کے ساتھ دفن شدہ مال یا غصب کئے گئے کفن کیخاطر کھول سکتے ہیں اور میت اگر قبلہ رُخ نہ رکھی گئی یا بائیں کروٹ پر لٹادی گئی ہو تو اسکی وجہ سے قبر کو نہیں کھولیں گے۔ (اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے)

تشریح و توضیح | و دفنہا الخ دفن میت فرض کفایہ ہے۔ قبر میں لحد مسنون ہے شق نہیں لحد اسے کہتے ہیں کہ پوری قبر کھود کر اس کے اندر قبلہ کی جانب ایک گڑھا کھودا گیا ہو اور مردہ اس میں رکھا جاتے اسے چھت دار کمرہ کی مانند بنا دیا جاتے لیکن اگر زمین نرم ہو اور اسکی وجہ سے لحد ممکن نہ ہو تو شق میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، شق یہ کہلاتی ہے کہ نہر کی مانند قبر کے درمیان ایک گھڑا کھود کر اسکی دونوں جانب کچھ کچی اینٹیں یا کچھ اور لگا دیں اور اس میں مردہ کو رکھ دیا جاتے اور چھت بنادی جاتے میانہ قد شخص کے سینہ تک قبر کی گہرائی ہو، گہرائی اس سے زیادہ ہو تو افضل ہے۔ بحوالہ حسن ابن زیادؒ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ قبر کا طول اتنا ہونا چاہیئے جتنا میت کے قد کا طول ہو اور چوڑائی نصف قد کی مقدار رہنی چاہیئے (یہ ساری تفصیل" سراج الوہاج، فتاوٰی قاضی خاں، معراج الدرایہ اور مضمرات میں موجود ہے) پانی کے بہاؤ کے مقام پر دفن مکروہ ہے۔ اندرونِ قبر اُترنے والے لوگ خواہ باعتبار عدد جفت ہوں یا طاق اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قبر میں اترنے والے لوگوں کا قوی، امین اور صالح ہونا مستحب ہے۔

مردہ کے دفن میں حاضر ہونے والوں کے لئے دونوں ہاتھوں سے تین تین لپ قبر پر مٹی ڈالنا مستحب ہے مٹی سر کی طرف سے ڈالنی چاہیے۔ پہلا لپ ڈالتے ہوتے " منہا خلقنٰکم " دوسرا لپ ڈالتے ہوئے " وفیہا نعیدکم " اور تیسرا لپ ڈالتے ہوئے " ومنہا نخرجکم تارۃً اخرٰی " پڑھیں (یہ تفصیل تاتارخانیہ، "فتح القدیر" اور سراج الوہاج میں موجود ہے۔

ولا بأس بدفن اکثر من واحد فی قبر الخ ایک قبر کے اندر دو تین مُردوں کو دفن نہ کیا جائے لیکن ضرورتاً درست ہے ایسی شکل میں ایک دوسرے کے بیچ میں کچھ مٹی کی اوٹ کر دی جائے

وینبش لمتاع الخ قبر میں کچھ مال رہ جائے اور مٹی ڈال دینے کے بعد پتہ چلے تو پھر قبر کھودی جائے فقہاء کہتے ہیں کہ ایک درہم کا مال ہونے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ " بحر الرائق " وغیرہ میں اسی طرح ہے۔

(فصلٌ فِی زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ) نُدِبَ زِیَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَی الْاَصَحِّ وَیُسْتَحَبُّ قِرَاءَةُ یٰسٓ لِمَا وَرَدَ اَنَّهٗ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ یَوْمَئِذٍ وَکَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَا فِیْهَا حَسَنَاتٌ وَلَا یُکْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَی الْقَبْرِ فِی الْمُخْتَارِ وَکُرِهَ الْقُعُوْدُ عَلَی الْقُبُوْرِ لِغَیْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَیْهَا وَقَلْعُ الْحَشِیْشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلَا بَأْسَ بِقَلْعِ الْیَابِسِ مِنْهُمَا.

ترجمہ :- زیادہ صحیح قول کے مطابق مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے قبور کی زیارت باعثِ استحباب ہے (مگر فقہاء عورتوں کو بعض قیود کے ساتھ زیارتِ قبور کی اجازت دیتے ہیں مثلاً یہ کہ وہاں جاکر نوحہ نہ کریں، بوسہ نہ دیں۔ نیز وہاں تک پہنچنے کا راستہ مامون ہو اور کسی دوسرے مفسدہ کا مظنہ نہ ہو) اور باعثِ استحباب ہے کہ سورہ یٰسین کی تلاوت کیجائے اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قبرستان میں پہنچ کر سورۂ یٰسین کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ (اسکی برکت سے) اس روز عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے اور تلاوت کرنے والے کو اس قبرستان میں دفن شدہ مُردوں کے بقدر نیکیاں ملتی ہیں

راجح قول کے مطابق قبر پر تلاوت کرنے والے کے واسطے بیٹھنا باعث کراہت نہیں اور تلاوت مقصود نہ ہو تو قبر کے نزدیک بیٹھنا باعث کراہت ہے۔

اور قبر کو روندنا اور قبر پر سونا اور قبر پر رفع حاجت (پاخانہ پیشاب کرنا) اور قبرستان کی (تر) گھاس اور درخت اکھاڑنا باعثِ کراہت ہے

اور گھاس خشک اور خشک درخت ہوں تو انہیں اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

تشریح و توضیح | وندب زیارتها الخ عبرت حاصل کرنے، آخرت کی یاد اور مردہ کے واسطے دعا کرنے کی غرض سے زیارت قبور مسنون اور شرعاً پسندیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان تشریف لے جاتے تو اول وہاں پہنچ کر فرماتے

مومنین کے گھر کے بسنے والو تم پر سلام ہو، ہم انشاء اللہ تم لوگوں سے ملاقات کرنے والے ہیں (مسلم شریف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے تنہا قبرستان تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو میں (آپ کی تلاش میں) نکلی آپ کو جنت البقیع میں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں اس بات

کا اندیشہ ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی (دوسری) بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں

آپ نے فرمایا شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتے ہیں (قبیلہ کلب بکریوں کی کثرت میں مشہور تھا۔ (ترمذی شریف)

(وکرہ القعود الخ) قبر پر عمارت بنانا یا قبر پر بیٹھنا سونا اور اس پر پھلانگنا، پاخانہ و پیشاب کرنا باعث کراہت تحریمی ہے۔ قبر خراب ہو گئی ہو تو اسے مٹی سے لیپ دینے میں کوئی حرج نہیں (تبیین" اور "جوہر اخلاطی" میں اس کی تصریح ہے۔

بَابُ اَحْكَامِ الشَّهِيْدِ

اَلْمَقْتُوْلُ مَيِّتٌ بِاَجَلِهٖ عِنْدَنَا اَهْلِ السُّنَّةِ وَالشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْحَرْبِ اَوْ اَهْلُ الْبَغْيِ اَوْ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ اَوِ اللُّصُوْصُ فِيْ مَنْزِلِهٖ لَيْلًا وَلَوْ بِمُثَقَّلٍ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَبِهٖ اَثَرٌ اَوْ قَتَلَهٗ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمَدًا بِمُحَدَّدٍ وَكَانَ مُسْلِمًا بَالِغًا خَالِيًا عَنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَجَنَابَةٍ وَلَمْ يَرْتَثَّ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ الْحَرْبِ فَيُكَفَّنُ بِدَمِهٖ وَثِيَابِهٖ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ بِلَا غُسْلٍ وَيُنْزَعُ عَنْهُ مَا لَيْسَ صَالِحًا لِلْكَفَنِ كَالْفَرْوِ وَالْحَشْوِ وَالسِّلَاحِ وَالدِّرْعِ وَيُزَادُ وَيُنْقَصُ فِيْ ثِيَابِهٖ وَكُرِهَ نَزْعُ جَمِيْعِهَا وَيُغَسَّلُ اِنْ قُتِلَ صَبِيًّا اَوْ مَجْنُوْنًا اَوْ حَائِضًا اَوْ نُفَسَاءَ اَوْ جُنُبًا اَوِ ارْتَثَّ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ الْحَرْبِ بِاَنْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ نَامَ اَوْ تَدَاوٰى اَوْ مَضٰى وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَعْقِلُ اَوْ نُقِلَ مِنَ الْمَعْرَكَةِ لَا لِخَوْفِ وَطْءِ الْخَيْلِ اَوْ اَوْصٰى اَوْ بَاعَ اَوِ اشْتَرٰى اَوْ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيْرٍ وَاِنْ وُجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ اِنْقِضَاءِ الْحَرْبِ لَا يَكُوْنُ مُرْتَثًّا وَيُغَسَّلُ مَنْ قُتِلَ فِي الْمِصْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ اَنَّهٗ قُتِلَ بِحَدٍّ ظُلْمًا اَوْ قُتِلَ بِحَدٍّ اَوْ قَوَدٍ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ اہل سنت کے نزدیک مقتول اپنی موت کے متعین وقت پر ہی موت کی آغوش میں سوتا ہے (یہ کہہ کر معتزلہ کا رد مقصود ہے۔)

شرعاً شہید اسے کہتے ہیں جسے دار الحرب والے یا باغی یا ڈاکو یا چور اس کے مکان میں گھس کر اسے موت کے

گھاٹ اتار دیں اگرچہ بھاری چیز (غیر دھاردار) کے ذریعہ ہلاک کر دیا ہو یا میدان قتل میں مُردہ زخمی پایا جائے یا ظلماً عمداً دھاردار آلہ کے ذریعہ مار ڈالا ہو۔

اور مرنے والا مسلم بالغ ہو (اور) جنابت وحیض و نفاس میں مبتلا نہ ہو (بالغ کہہ کر بچہ (نابالغ) سے احتراز مقصود ہے۔ خالیاً کہہ کر اس سے احتراز مقصود ہے جس پر غسل واجب ہو مثلاً جنبی اور وہ عورت جو حیض و نفاس میں مبتلا ہو) اور لڑائی ختم ہونے کے بعد وہ پُرانا نہ ہوا ہو (یعنی میدانِ کارزار سے زندہ نہ لایا گیا ہو) پس اس پر نماز پڑھ کر بلا غسل خون آلودہ حالت اور خون آلودہ کپڑوں میں دفن کر دیا جائے اور اس کے اِن کپڑوں کو اتار لیں گے جو کفن کے لئے موزوں نہ ہوں۔ جیسے پوستین اور ہتھیار اور رُوئی سے تیار شدہ کپڑے اور زرہ۔ اور کپڑوں میں موزوں کمی بیشی کر دیں گے۔

اور باعثِ کراہت ہے کہ سارے کپڑے اتار دیئے جائیں اور نابالغ بچہ یا جنبی یا پاگل یا حیض و نفاس والی عورت یا اختتامِ جنگ پر پرانا پڑ جانے والے کو غسل دیا جائے گا۔ اور پُرانا پڑنا یہ ہے کہ کچھ کھا لے یا پی لے یا سو جائے یا دوا کرے یا ایک نماز کا وقت بحالت ہوش وحواس گزر جائے یا گھوڑوں سے رُندے جانے کے خطرہ کے بغیر اسے میدانِ کارزار سے منتقل کیا گیا ہو۔

یا وہ وصیت کرے یا کوئی شے فروخت کرے یا خریدے یا بہت بات چیت کی ہو اگر ذکر کردہ باتیں اختتامِ جنگ سے قبل پائی گئی ہوں تو اسے مرتث (پُرانا) قرار نہیں دیں گے۔ اور وہ شہید ہی شمار ہو گا)

وہ شخص جسے اندرونِ شہر قتل کر دیا گیا ہو اور یہ پتہ نہ چل سکے کہ وہ ظلماً قتل کیا گیا یا سزاءً یا بطورِ قصاص قتل کر دیا گیا ہو تو اسے نہلایا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائیگی۔

تشریح وتوضیح | **الشھید** | فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول۔ شہادۃ یا شہود سے مشتق ہے۔ شہید کو شہید اسلئے کہتے ہیں کہ اس کے واسطے جنت کی شہادت دی گئی یا یہ کہ رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یا فعیل بمعنی فاعل ہے کیونکہ وہ عنداللہ حیات ہے۔ پس وہ شاہد ہے "الدرالمختار" وغیرہ میں اسی طرح ہے۔

پھر شہید کی دو قسمیں ہیں (۱) محض باعتبار آخرت شہید جیسے مبطون (جس کا پیٹ کی بیماری میں انتقال ہو)(۲) دنیوی اعتبار سے بھی شہید۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اسے بغیر غسل دیئے انھیں کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔

من قتله[۱] یعنی اہلِ حرب (کفار) جسے قتل کریں خواہ کسی بھی آلہ کے ذریعہ کریں۔ مثلاً اس پر

دیوار گرادیں یا آگ میں جلادیں وغیرہ۔ وہ بہر صورت شہید ہے "صحیح بخاری" اور "سنن اربعہ" میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کو ان کے خون آلودہ کپڑوں میں غسل دیئے بغیر دفن فرمایا۔ اور یہ معلوم ہے کہ ان میں سب کے سب تلوار اور دھار دار آلہ سے قتل نہیں کئے گئے بلکہ بعض پتھر اور بعض لاٹھی وغیرہ سے قتل کئے گئے۔ "بنایہ" میں اسی طرح ہے۔

بلا غسل الخ یعنی شہید کو غسل دیئے بغیر اس کے خون آلود کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے ساتھ یہی کیا رہی ان پر نماز تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ابن ماجہ، "مسند حاکم"، دار قطنی، طبرانی، بیہقی، ابو داؤد میں اسکی صراحت ہے۔

ان قتل صبیا الخ یعنی ذکر کردہ سب لوگوں بچہ، جنبی اور مرتث اور حد و قصاص میں قتل کیا جانے والا ان تمام پر نماز پڑھی جائے گی۔

او اوصی الخ یعنی منافع حیات میں سے کوئی نفع اٹھایا ہو تو اسے غسل دیا جائے۔ اسی لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جو شہید ہوتے انہیں غسل دیا گیا اور انہیں شہدائے اُحد کی طرح بلا غسل خون آلودہ کپڑوں میں دفن نہیں کیا۔

كِتَابُ الصَّوْمِ

هُوَ الْإِمْسَاكُ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا أَوْ خَطَأً بَطْنًا أَوْ مَا لَهُ حُكْمُ الْبَاطِنِ وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرْجِ بِنِيَّةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَسَبَبُ وُجُوبِ رَمَضَانَ شُهُودُ جُزْءٍ مِنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِنْهُ سَبَبٌ لِوُجُوبِ أَدَائِهِ وَهُوَ فَرْضٌ أَدَاءً وَقَضَاءً عَلَى مَنِ اجْتَمَعَ فِيهِ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوبِ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ أَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ أَدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَرَضٍ وَحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَالْإِقَامَةُ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ أَدَائِهِ ثَلَاثَةٌ النِّيَّةُ وَالْخُلُوُّ عَمَّا يُنَافِيهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُهُ وَلَا يُشْتَرَطُ الْخُلُوُّ عَنِ الْجَنَابَةِ وَرُكْنُهُ الْكَفُّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتَيِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا أُلْحِقَ بِهِمَا وَحُكْمُهُ سُقُوطُ الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

(فصلٌ) يَنقَسِمُ الصَّومُ إلىٰ سِتَّةِ اَقسامٍ فرضٌ وواجبٌ ومسنونٌ ومندوبٌ ونفلٌ ومكروهٌ اما الفرضُ فهو صومُ رمضانَ اداءً وقضاءً وصومُ الكفاراتِ والمنذورِ في الاظهرِ واما الواجبُ فهو قضاءُ ما افسدهُ من صومِ نفلٍ واما المسنونُ فهو صومُ يومِ عاشوراءَ مع التاسعِ واما المندوبُ فهو صومُ ثلاثةٍ من كلِّ شهرٍ ويندبُ كونُها الايامَ البيضَ وهي الثالثَ عشرَ والرابعَ عشرَ والخامسَ عشرَ وصومُ يومِ الاثنينِ والخميسِ وصومُ ستٍّ من شوالٍ ثم قيلَ الافضلُ وصلُها وقيل تفريقُها وكلُّ صومٍ ثبتَ طلبُهُ والوعدُ عليهِ بالسنةِ كصومِ داودَ عليهِ السلامُ كانَ يصومُ يومًا ويفطرُ يومًا وهو افضلُ الصيامِ واحبُّهُ الى اللهِ تعالىٰ واما النفلُ فهو ما سوىٰ ذٰلكَ مما لم يثبتْ كراهيتُهُ واما المكروهُ فهو قسمانِ مكروهٌ تنزيهًا ومكروهٌ تحريمًا الاولُ كصومِ عاشوراءَ منفردًا عن التاسعِ والثاني صومُ العيدينِ وايامِ التشريقِ وكرهَ افرادُ يومِ الجمعةِ وافرادُ يومِ السبتِ ويومِ النيروزِ والمهرجانِ إلا انْ يوافقَ عادتَهُ وكرهَ صومُ الوصالِ ولو يومينِ وهو انْ لا يفطرَ بعدَ الغروبِ اصلًا حتىٰ يتصلَ صومُ الغدِ بالامسِ وكرهَ صومُ الدهرِ

(فصلٌ) فيما يشترطُ تبييتُ النيةِ وتعيينُها فيهِ وما لا يشترطُ) اما القسمُ الذي لا يشترطُ فيهِ تعيينُ النيةِ ولا تبييتُها فهو اداءُ رمضانَ والنذرُ المعينُ زمانُهُ والنفلُ فيصحُّ بنيةٍ من الليلِ الىٰ ما قبلَ نصفِ النهارِ على الاصحِّ ونصفُ النهارِ من طلوعِ الفجرِ الىٰ وقتِ الضحوةِ الكبرىٰ ويصحُّ ايضًا بمطلقِ النيةِ وبنيةِ النفلِ ولو كانَ مسافرًا او مريضًا في الاصحِّ ويصحُّ اداءُ رمضانَ بنيةِ واجبٍ اخرَ لمن كانَ صحيحًا مقيمًا بخلافِ المسافرِ فانهُ يقعُ عما نواهُ من الواجبِ واختلفَ الترجيحُ في المريضِ إذا نوىٰ واجبًا اخرَ في رمضانَ ولا يصحُّ المنذورُ المعينُ زمانُهُ بنيةِ واجبٍ غيرِهِ بل يقعُ عما نواهُ من الواجبِ فيهِ واما القسمُ الثاني وهو ما يشترطُ فيهِ تعيينُ النيةِ

وَتَبْيِيتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ مَا أَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ بِأَنْوَاعِهَا وَالْمَنْذُورُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهِ إِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْضِيْ فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ

ترجمہ:۔ روزہ نام ہے عمداً یا خطاءً کھانے پینے اور ہمبستری سے (صبح صادق سے غروب آفتاب تک) نیت کے ساتھ رُکنا۔ اور یہ رکنا اس کے اہل (روزہ کی اہلیت رکھنے والے) سے ہو اور رمضان کا روزہ اس کے جزء (یعنی آغاز سے) کے آجانے سے واجب (فرض) ہو جاتا ہے۔ ماہِ رمضان کا ہر دن اس دن کا روزہ فرض ہو جانے کا سبب ہے اور وہ قضاء اور اداءً اس پر فرض ہے جو ان چار چیزوں کا حامل ہو۔ (۱) مسلمان ہو (۲) عاقل ہو (پاگل نہ ہو) (۳) بالغ ہو (بچہ نہ ہو) (۴) دارالحرب میں اسلام قبول کیا ہو تو اس کے وجوب سے آگاہ ہو یا وہ دارالاسلام میں ہو۔ روزے کے وجوب کی ادائیگی کے واسطے شرط یہ ہے کہ بیماری سے صحیح سالم (تندرست) ہو اور (عورت) حیض و نفاس میں مبتلا نہ ہو اور یہ کہ وہ مقیم ہو

روزے کی ادائیگی کے درست ہونے کے واسطے (حسب ذیل) تین شرائط ہیں، نیتِ روزہ حیض و نفاس اور منافی روزہ اشیاء میں مبتلا نہ ہو۔

اور یہ شرط نہیں کہ جنابت (ناپاکی) میں مبتلا نہ ہو۔

پیٹ اور شرمگاہ اور ان سے ملحق شہوتوں کی تکمیل سے رُک جانا رُکن روزہ ہے اور روزہ کا حکم فرض کے ذمہ سے ادائیگی اور ثواب اخروی ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے

فصل:۔ روزہ کی چھ قسمیں ہیں (۱) فرض روزہ (۲) واجب روزہ (۳) سنت روزہ (۴) مستحب روزہ (۵) نفل روزہ (۶) باعثِ کراہت روزہ۔ فرض روزے ماہِ رمضان کے روزے ہیں، اداءً یا قضاءً اور وہ روزے جو کفارں کے ہوں اور نذر کے روزے، زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

واجب۔ ایسا نفل روزہ جو رکھ کر توڑ دے اس کی قضاء واجب ہوگی مسنون روزہ۔ دس محرم کا نویں سمیت روزہ ہے (یعنی نو اور دس تاریخ کا روزہ)

ہر ماہ تین روزے رکھنے مستحب ہیں۔ باعثِ استحباب ہے کہ ایامِ بیض یعنی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے رکھے جائیں اور پیر اور جمعرات اور شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے پھر ایک قول کے مطابق مسلسل اور ایک قول کے مطابق وقفہ سے رکھنے افضل ہیں۔

اور ہر وہ روزہ جسے طلب کرنا اور جس کے اُوپر وعدۂ ثواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے (بذریعہ احادیث) ثابت ہو جائے۔ مثلاً صومِ داؤد علیہ السلام کہ وہ ایک دن روزہ سے رہتے اور ایک دن روزہ افطار فرماتے نفل روزوں میں عند اللہ یہ تمام سے بڑھ کر افضل و محبوب ہے۔

اور نفل روزے وہ سارے روزے جن کا مکروہ ہونا ثابت نہ ہو اور مکروہ دو قسموں پر مشتمل ہے۔ مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی۔ مکروہ تنزیہی (خلافِ اولیٰ) تنہا دس محرم کا روزہ رکھنا ہے نویں تاریخ کے روزہ کو چھوڑ کر اور عید الفطر و عید الاضحیٰ اور ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور تنہا جمعہ کے دن اور سنیچر کے دن کا اور نوروز و مہرجان کا روزہ باعثِ کراہت ہے۔ البتہ اگر وہ دن اسکی عادت کے مطابق پڑ جائے (مثلاً بدھ کے روز روزہ رکھنے کا معمول ہو اور نوروز یا مہرجان کا بھی یہی دن ہو) تو روزہ رکھنا مکروہ نہ ہوگا

اور صومِ وصال رکھنا باعثِ کراہت ہے خواہ دو روز کا ہی ہو اور صومِ وصال یہ کہلاتا ہے کہ غروبِ آفتاب کے بعد سرے سے افطار نہ کرے حتیٰ کہ آنے والے دن کا روزہ گذشتہ دن سے مِل جائے۔

اور صومِ دہر (ہمیشہ روزہ دار رہنا) بھی باعثِ کراہت ہے۔

فصل :- وہ روزے جن کے لئے شب سے ہی نیت اور ان کی تعیین شرط ہے اور وہ روزے جن میں اسکی شرط نہیں

روزوں کی وہ نوع جن میں شب سے نیت کرنا اور تعیین شرط نہیں وہ ماہِ رمضان کا ادا روزہ اور اس معین نذر کا روزہ ہے جسمیں وقت کی تعیین ہو اور نفل روزہ (اسی زمرہ میں) ہے۔

پس صحیح ہے انکی نیت رات سے نصف دن سے پہلے تک زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور نصف النہار صبح صادق کے رونما ہونے سے ضحوۂ کبریٰ کے وقت تک ہے اور ان تینوں قسموں کا روزہ مطلق نیت سے بھی درست ہو جائے گا اور نفل روزہ کی نیت کرلے تب بھی روزہ درست ہو جائے گا خواہ وہ مسافر یا مریض ہی کیوں نہ ہو۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے تندرست و مقیم شخص کا روزۂ رمضان دوسرے واجب کی نیت سے بھی ادا ہو جائے گا۔ البتہ اگر مسافر ہو تو نیت کردہ واجب ہی ادا ہوگا

اور بیمار شخص اگر ماہِ رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کرلے تو ترجیح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، (بعض کے نزدیک ماہ رمضان کا روزہ اور بعض کے نزدیک نیت کردہ روزہ ادا ہوگا

اور نذر کا ایسا روزہ جسمیں وقت کی تعیین ہو کسی اور واجب کی نیت سے صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ نیت کردہ واجب ہی کا روزہ تسلیم کیا جائے گا۔ اور روزہ کی دوسری نوع ایسے روزے ہیں کہ ان میں رات سے نیت کرنا

اور روزہ کی تعیین شرط ہے ۔ وہ قضا رمضان اور کفارہ مطلق نذر کے روزے اور ایسے نفل روزے ہیں جنہیں رکھنے کے بعد فاسد کر دیا ہو (اور نذر مطلق کے روزے) جیسے یہ کہے کہ اگر اللہ میرے بیمار کو اچھا کر دے تو مجھ پر ایک دن کا روزہ ہے پھر بیمار تندرست ہو جائے ۔

تشریح و توضیح | **کتاب الصوم** الخ یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے ۔ موزوں یہ تھا کہ اس کا بیان نماز کے بعد ہوتا کیونکہ قرآن کریم میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ کیا گیا ہے ۔ لہذا نماز کے بعد زکوٰۃ کے احکام بتلائے اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں روزہ کو حج پر مقدم کرنیکی وجہ یہ ہے کہ روزہ تو ہر سال فرض ہے اور حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے

هو الامساك الخ یہ تو روزہ کی شرعاً معتبر تعریف ہے اور لغت میں اسکے معنی مطلقاً رک جانے کے ہیں

لا يشترط فيه تعيين النية الخ رمضان کے روزہ میں مطلق نیت کافی ہے مثلاً کہہ دے کہ " میں روزہ کی نیت کرتا ہوں " فرض یا نفل کا اظہار نہ کرے اسی طرح اگر نفل روزہ اور دوسرے واجب کی نیت کرے جیسے کفارہ کا روزہ تو کیونکہ رمضان فرض روزہ کے لئے متعین ہے اور اس کی فرضیت منجانب اللہ ہے اور یہ بہر صورت تعین عبد (بندہ کے متعین کرنے) سے فوقیت رکھتا ہے ۔ لہذا مطلق نیت کافی ہو جائے گی ۔

بخلاف المسافر الخ یعنی رمضان شریف میں جب مسافر یا مریض نے کوئی اور واجب روزہ رکھا تو کیونکہ بوجہ اجازتِ افطار اس کے لئے رمضان شعبان کی طرح ہے ۔ لہذا جس واجب کی نیت کریگا وہی ادا ہوگا ۔

فيه تعيين النية الخ قضا کا روزہ یا کفارہ کا روزہ یا نذر مطلق کا روزہ کیونکہ اس کے مزاحم ہر روزہ ہے اسلئے تعیین کی ضرورت پیش آئی اس کے برعکس رمضان اور نذر معین کا روزہ کہ اس میں منجانب اللہ تعیین ہے ۔ یا منجانب العبد تعیین ہے پس مطلق نیت بھی کافی ہے

(فَصْلٌ فِيمَا يَثْبُتُ بِهِ الْهِلَالُ وَفِي صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهِ)

يَثْبُتُ رَمَضَانُ بِرُؤْيَةِ هِلَالِهِ أَوْ بِعَدِّ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ إِنْ غُمَّ الْهِلَالُ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَا يَلِي التَّاسِعَ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدِ اسْتَوٰى فِيْهِ طَرَفُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ بِأَنْ غُمَّ الْهِلَالُ وَكُرِهَ فِيْهِ كُلُّ صَوْمٍ إِلَّا صَوْمَ نَفْلٍ جَزَمَ بِهِ بِلَا تَرْدِيْدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَوْمٍ آخَرَ وَإِنْ ظَهَرَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَجْزَأَ عَنْهُ

ماصامه وان ردد فيه بين صيام وفطر لا يكون صائما وكره صوم
يوم او يومين من آخر شعبان لا يكره ما فوقهما ويأمر المفتي العامة بالتلوم
يوم الشك ثم بالافطار اذا ذهب وقت النية ولم يتعين الحال ويصوم
فيه المفتي والقاضي ومن كان من الخواص وهو من يتمكن من
ضبط نفسه عن الترديد في النية وملاحظة كونه عن الفرض
ومن رأى هلال رمضان او الفطر وحده ورد قوله لزمه الصيام
ولا يجوز له الفطر بتيقنه هلال شوال وان افطر في الوقتين قضى
ولا كفارة عليه ولو كان فطره قبل ما رده القاضي في الصحيح
واذا كان بالسماء علة من غيم او غبار او نحوه قبل خبر واحد عدل
او مستور في الصحيح ولو شهد على شهادة واحد مثله ولو كان
انثى او رقيقا او محدودا في قذف تاب لرمضان ولا يشترط لفظ
الشهادة ولا الدعوى وشرط لهلال الفطر اذا كان بالسماء علة لفظ
الشهادة من حرين او حر وحرتين بلا دعوى وان لم يكن بالسماء علة
فلا بد من جمع عظيم لرمضان والفطر ومقدار الجمع العظيم مفوض
لرأي الامام في الاصح واذا تم العدد بشهادة فرد ولم ير هلال
الفطر والسماء مصحية لا يحل له الفطر واختلف الترجيح فيما
اذا كان بشهادة عدلين ولا خلاف في حل الفطر اذا كان بالسماء علة
ولو ثبت رمضان بشهادة الفرد وهلال الاضحى كالفطر ويشترط
لبقية الاهلة شهادة رجلين عدلين او حر وحرتين غير محدودين
في قذف واذا ثبت في مطلع قطر لزم سائر الناس في ظاهر المذهب
وعليه الفتوى واكثر المشائخ ولا عبرة برؤية الهلال نهارا سواء
كان قبل الزوال او بعده وهو الليلة المستقبلة في المختار

ترجمہ:- **فصل** . وہ چیزیں جن کے ذریعہ رویت ہلال ثابت ہوتی ہے اور شک کے دن وغیرہ روزہ کا ذکر۔

ماہ رمضان کے رویتِ ہلال سے یا اگر چاند کے بارے میں شک ہو تو شعبان کے تیس روز پورے

ہو جانے پر ماہ رمضان کا ثبوت ہو جائے گا۔

شک کے دِن شعبان کا وہ دن کہلاتا ہے جو ۲۹ شعبان سے ملا ہوا ہو (۳۰ شعبان) اور واقف ہونے اور ناواقف ہونے کے دونوں رُخ مساوی ہوں

بایں طور کہ (رؤیت ہلال کے غبار کے باعث) مشتبہ ہو جاتے "یوم الشک" میں ہر روزہ باعثِ کراہت ہے۔

محض وہ نفل روزہ رکھنا (اس دن) کراہت سے خالی ہوگا جس کا پختہ قصد کیا ہو اور دوسرے روزے اور اس نفل روزے کے بیچ میں تردید نہ ہو اور اگر اس دن کے بارے میں ماہِ رمضان ہونا ظاہر ہو گیا تو اس رکھے ہوتے روزہ ہی کو ماہِ رمضان کے واسطے کافی قرار دیں گے۔

اور اگر اس دن کا روزہ رکھ کر افطار روزہ کے بیچ میں رد کرے (جیسے کہے کہ کل رمضان ہونے کی صورت میں رمضان شریف کا روزہ ہو گا ورنہ نہ ہو گا) تو وہ روزہ دار شمار نہ ہو گا۔

اور ماہِ شعبان کے اخیر میں ایک یا دو روزے کے روزے رکھنا باعثِ کراہت ہے اور اس سے زیادہ رکھنا باعثِ کراہت نہیں۔

مفتی یوم الشک میں عوام کو یہ حکم کرے گا کہ وہ انتظار کریں اس کے بعد کسی حالت کی تعیین کے بغیر اگر وقتِ نیت ختم ہو جاتے تو مفتی عوام کو یہ حکم دے گا کہ وہ افطار کرلیں۔ اور (البتہ) مفتی اور قاضی اور خاص لوگ جنہیں نیت میں کسی تردد کے بغیر ضبطِ نفس پر قدرت ہو اور اس کا لحاظ کر سکتے ہوں کہ کس شکل میں یہ روزہ دائرہ فرض میں داخل ہو جاتے گا وہ روزہ رکھ لیں۔

اور وہ شخص جو اکیلا ماہِ رمضان اور عید الفطر کا چاند دیکھے اور اس کے قول کو تسلیم نہ کیا گیا ہو خود اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور شوال کے چاند کی تعیین کے باعث اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ افطار کرے

اور اگر دونوں وقتوں میں (رویتِ ہلال رمضان و شوال کے بعد) روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ تو لازم نہ ہو گا۔ مگر اسکی قضا لازم ہو گی۔ خواہ قاضی کے اس قول کو ناقابلِ تسلیم قرار دینے سے قبل ہی وہ افطار کرے درست قول کے مطابق یہی حکم ہے

اگر آسمان پر ابر یا غبار ہو تو درست قول کے مطابق رمضان کے لئے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے۔ خواہ وہ اپنے ہی مانند ایک شخص کی گواہی پر گواہی دے۔ اور اگرچہ وہ شخص عورت یا غلام ہو یا اس نے کسی کو زنا سے متہم کیا ہو اور اسے دُرّے لگاتے گئے ہوں اور وہ توبہ کر چکا ہو

اور یہ شرط نہیں ہے کہ "شہادت" کے لفظ کے ذریعہ شہادت دی جاتے اور نہ یہ شرط ہے کہ

دعویٰ پہلے سے ہی دائر ہو (بلکہ بعد رؤیت شہادت صحیح ہے) اگر آسمان پر کوئی علت (ابر یا غبار وغیرہ) ہو تو یہ شرط ہے کہ لفظ شہادت کے ذریعہ دو آزاد (عادل) مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتیں رؤیتِ ہلال کی شہادت دیں۔ البتہ اسکی شرط نہیں کہ دعویٰ ہی دائر ہو

اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور شوال کے چاند کے لئے ایک بڑے مجمع (بہت سے لوگوں) کی شرط ہے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق بڑے مجمع کی تعیین (کہ کتنے افراد پر مجمع کا اطلاق ہو) اس کا امام (قاضی) کی رائے پر انحصار ہوگا۔

اور جب ایک آدمی کی شہادت کے مطابق رمضان شریف کے تیس دن کی تعداد پوری ہوتی ہو اور آسمان صاف ہوتے ہوئے بھی (غبار یا ابر نہ ہونے کے باوجود) رویت ہلال نہ ہو تو درست قول کے مطابق افطار کرنا ناجائز ہوگا۔

اور دو عادل آدمیوں کی گواہی کی بنیاد پر ماہِ رمضان کے روزہ کا حکم کیا گیا ہو تو راجح قول کے بارے میں (کہ عید اس قول کی بنیاد پر تسلیم کی جائے یا نہیں) فقہاء کا اختلاف ہے۔

اور تیس روزے مکمل ہونے پر اگر آسمان کے اوپر ابر یا غبار ہو تو اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے کہ عید الفطر مان لی جائے خواہ رمضان کا ثبوت ایک ہی شخص کی گواہی کی بنیاد پر ہوا ہو۔ اور ذکر کردہ احکام میں عید الاضحیٰ کا حکم عید الفطر کا سا ہے۔

اور دوسرے مہینوں کے چاند کے لئے دو عادل مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی شہادت جن پر تہمت زنا لگانے کی وجہ سے حد نہ لگی ہو۔ گواہی شرط قرار دی گئی ہے

اور کسی خطہ کے مطلع پر عید الفطر (کے چاند کی رؤیت) ثابت ہو جانے پر ظاہر مذہب (ومسلک) کی رو سے سب لوگوں پر لازم ہوگا کہ وہ افطار کریں یہی مفتیٰ بہ ہے اور بیشتر فقہاء یہی فرماتے ہیں

دن کی رؤیتِ ہلال غیر معتبر ہے خواہ زوال سے قبل رؤیتِ ہلال ہو یا زوال کے بعد اور راجح قول کے مطابق اس چاند کو آنے والی رات کا تسلیم کیا جاتا ہے۔

تشریح و توضیح | ومن رأى الخ یعنی اگر کوئی عاقل بالغ مسلمان تنہا رمضان کے چاند کی شہادت دے اور اسکی گواہی ناقابلِ قبول قرار دی جائے خواہ کسی بھی وجہ سے ہو تو اسے پھر بھی روزہ رکھنا لازم ہے۔ ارشادِ ربانی ہے "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" (الآیۃ) اور اس کے نزدیک رمضان شریف کی آمد اور اسکی روایت کے باعث متحقق ہو گئی۔ اسی طرح اگر شوال کا چاند دیکھے اور اس کی شہادت رد کر دی جائے تو وہ احتیاطاً روزہ رکھے گا۔

ایک عادل (غیر فاسق) کی شہادت بھی رمضان کے لئے کافی ہے اور ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے لئے ایک شخص کی گواہی قبول فرمائی (یہ روایت اصحاب سنن نے روایت کی ہے)

تاب ہو یعنی توبہ کرلے تو وہ دائرہ فسق سے نکل جائے گا۔ اور اسکی رویتِ ہلال کی شہادت معتبر ہوگی۔ اور توبہ نہ کرے تو اس کا شمار فاسقوں میں ہوگا

اور اسکی شہادت ارشادِ ربانی – ان جاءکم فاسقٌ بنبإٍ فتبینوا" (الآیۃ) کے تحت ناقابلِ اعتبار اور ناقابلِ قبول ہوگی۔

بَابُ مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ

وَهُوَ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ شَيْئًا مَا لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا وَإِنْ كَانَ لِلنَّاسِي قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهُ بِهِ مَنْ رَآهُ يَأْكُلُ وَكُرِهَ عَدَمُ تَذْكِيرِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قُوَّةٌ فَالْأَوْلَى عَدَمُ تَذْكِيرِهِ أَوْ أَنْزَلَ بِنَظَرٍ أَوْ فِكْرٍ وَإِنْ أَدَامَ النَّظَرَ وَالْفِكْرَ أَوِ ادَّهَنَ أَوِ اكْتَحَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ أَوِ احْتَجَمَ أَوِ اغْتَابَ أَوْ نَوَى الْفِطْرَ وَلَمْ يُفْطِرْ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ دُخَانٌ بِلَا صُنْعِهِ أَوْ غُبَارٌ وَلَوْ غُبَارُ الطَّاحُونِ أَوْ ذُبَابٌ أَوْ أَثَرُ طَعْمِ الْأَدْوِيَةِ فِيهِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ أَوْ أَصْبَحَ جُنُبًا وَلَوِ اسْتَمَرَّ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ أَوْ صَبَّ فِي إِحْلِيلِهِ مَاءً أَوْ دُهْنًا أَوْ خَاضَ نَهْرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ أُذُنَهُ أَوْ حَكَّ أُذُنَهُ بِعُودٍ فَخَرَجَ عَلَيْهِ دَرَنٌ ثُمَّ أَدْخَلَهُ مِرَارًا إِلَى أُذُنِهِ أَوْ دَخَلَ أَنْفَهُ مُخَاطٌ فَاسْتَنْشَقَهُ عَمْدًا أَوِ ابْتَلَعَهُ وَيَنْبَغِي إِلْقَاءُ النُّخَامَةِ حَتَّى لَا يُفْسِدَ صَوْمَهُ عَلَى قَوْلِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَعَادَ بِغَيْرِ صُنْعِهِ وَلَوْ مَلَأَ فَاهُ فِي الصَّحِيحِ أَوِ اسْتَقَاءَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فِيهِ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَوْ أَعَادَهُ فِي الصَّحِيحِ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ دُونَ الْحِمَّصَةِ أَوْ مَضَغَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهِ حَتَّى تَلَاشَتْ وَلَمْ يَجِدْ لَهَا طَعْمًا فِي حَلْقِهِ،

ترجمہ:۔ باب وہ اشیاء جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ایسی اشیاء (جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا) جو بیس ہیں۔ وہ یہ کہ بھول کر کھایا پی لے یا ہمبستری بھول کر کرلے۔ اگر یہ بھولنے والا روزہ کی قوت رکھتا ہو تو اسے کھاتے ہوتے دیکھنے والے شخص کو چاہیے کہ اسے یاد دلائے اور باعثِ کراہت ہے کہ اسے یاد نہ دلائے اور اگر وہ بھولنے والا روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو بہتر ہے کہ اسے یاد نہ دلائے یا دیکھ کر یا غور فکر وخیال سے انزال ہوگیا ہو خواہ مسلسل دیکھتا یا خیال کرتا رہے یا تیل یا سُرمہ لگائے خواہ اسکا ذائقہ حلق میں ہی کیوں نہ محسوس ہو۔

یا روزہ دار نے پچھنے لگوائے ہوں یا پسِ پشت کسی کی برائی کی ہو۔ یا نیت افطار کرے مگر افطار نہ کرے یا بلا ارادہ دھواں اسکے حلق میں پہنچ جائے یا غبار پہنچ جائے خواہ یہ غبار چکی ہی کا کیوں نہ ہو یا بحالتِ جنابت (ایسی ناپاکی کہ غسل کی ضرورت ہو) صبح کو بیدار ہو خواہ پورا دن اسی حالت میں گذر جائے (اگرچہ روزہ فاسد نہیں ہوگا مگر اس طرح رہنا سخت گناہ ہے)

یا مرد اپنے آلۂ تناسل کے سوراخ میں پانی یا تیل ٹپکالے یا کسی نہر میں غوطہ لگانے کے باعث اس کے کان میں پانی پہنچ جائے۔ یا اپنا کان کسی لکڑی کے ذریعہ کھجائے اور لکڑی پر میل ظاہر ہو پھر وہ اس لکڑی کو بار بار کان میں پہنچائے۔ یا ناک کی ریزش ناک میں آئے اور وہ اسے عمداً اوپر چڑھائے یا نگلے اور موزوں یہ ہے کہ اس ناک کی ریزش (کھکار) کو باہر پھینک دے تاکہ امام شافعیؒ کے قول کی رو سے اسکا روزہ فاسد نہ ہو۔ یا اسے خودبخود قے ہو جائے اور بلا اس کے فعل کے قے لوٹ جائے خواہ منہ بھر کر ہی کیوں نہ ہو صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے یا ایسی قے جو منہ بھر کر نہ ہو اپنے قصد سے کرے خواہ اسے لوٹا ہی کیوں نہ لے (مگر روزہ فاسد نہ ہوگا۔) صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

یا چنے کی مقدار سے کم دانتوں کے درمیان موجود چیز کھالے یا منہ کے باہر سے تل کی مانند کوئی شے چبالے حتیٰ کہ وہ رل جائے اور حلق میں اس کا ذائقہ بھی نہ محسوس ہو۔

تشریح وتوضیح | ما لو اکل الخ کوئی شخص بحالتِ روزہ کچھ کھا پی لے یا ہمبستری کرلے تو روزہ ٹوٹنے کا حکم نہ ہوگا چاہے فرض روزہ ہو یا نفل (ہدایہ) کوئی شخص کسی کو کھاتا دیکھ کر ٹوک دے مگر اسے یاد نہ آئے تو درست یہ ہے کہ روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہوگا۔

کوئی شخص دیکھے کہ ایک آدمی بھول کر کھا پی رہا ہے تو قولِ مختار کے مطابق روزہ یاد نہ دلانا باعثِ کراہت ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس روزہ رکھنے والے میں شام تک روزہ رکھنے کی قوت ہو۔ لیکن اگر اس آدمی کو روزہ مکمل کرنے کی بنا پر ضعف کا خطرہ ہو جیسے کوئی آدمی بے حد بوڑھا ہو تو اس شکل میں اسے روزہ یاد نہ دلانا درست ہوگا۔ (ظہیریہ)

دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی غذا کی مقدار اگر معمولی سی ہو اور وہ اسے نگل جائے تو روزہ نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا، اور مقدار زیادہ ہونے کی شکل میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا
کم اور زیادہ کا معیار یہ قرار دیا گیا ہے کہ چنے کے دانے کے مساوی یا اس سے زیادہ ہو اور چنے کے دانے سے کم ہونے کی شکل میں تھوڑی مقدار سمجھی جائے گی۔ اگر یہ ریزے منہ سے نکل کر ہاتھ پر رکھ کر کھالے تو روزہ ٹوٹنے کا حکم دینا موزوں ہے۔
دانتوں میں کوئی تل پھنس جائے اور وہ اسے نگل لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص تل باہر سے اٹھا کر منہ میں رکھ لے اور نگل لے تو روزہ ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ "خلاصہ اور کافی" میں یہ تفصیل موجود ہے

بَابُ مَا يُفْسِدُ بِهِ الصَّوْمُ وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

وَهُوَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ شَيْئًا اِذَا فَعَلَ الصَّائِمُ شَيْئًا مِنْهَا طَائِعًا مُتَعَمِّدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَهِيَ الْجِمَاعُ فِيْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ بِهٖ وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ سَوَاءٌ فِيْهِ مَا يَتَغَذّٰى بِهٖ اَوْ يَتَدَاوٰى بِهٖ وَابْتِلَاعُ مَطَرٍ دَخَلَ اِلٰى فَمِهٖ وَاَكْلُ اللَّحْمِ النِّيْءِ اِلَّا اِذَا دَوَّدَ وَاَكْلُ الشَّحْمِ فِيْ اِخْتِيَارِ الْفَقِيْهِ اَبِي اللَّيْثِ وَقَدِيْدِ اللَّحْمِ بِالْاِتِّفَاقِ وَاَكْلُ الْحِنْطَةِ وَقَضْمُهَا اِلَّا اَنْ يَمْضَغَ قَمْحَةً فَتَلَاشَتْ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ حِنْطَةٍ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ سِمْسِمَةٍ اَوْ نَحْوِهَا مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ فِي الْمُخْتَارِ وَاَكْلُ الطِّيْنِ الْاَرْمَنِيِّ مُطْلَقًا وَالطِّيْنِ غَيْرِ الْاَرْمَنِيِّ كَالطَّفْلِ اِنِ اعْتَادَ اَكْلَهٗ وَالْمِلْحِ الْقَلِيْلِ فِي الْمُخْتَارِ وَابْتِلَاعُ بُزَاقِ زَوْجَتِهٖ اَوْ صَدِيْقِهٖ لَا غَيْرِهِمَا وَاَكْلُهٗ عَمْدًا بَعْدَ غِيْبَةٍ اَوْ بَعْدَ حِجَامَةٍ اَوْ بَعْدَ مَسٍّ اَوْ قُبْلَةٍ بِشَهْوَةٍ اَوْ بَعْدَ مُضَاجَعَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ اَوْ بَعْدَ دَهْنِ شَارِبِهٖ ظَانًّا اَنَّهٗ اَفْطَرَ بِذٰلِكَ اِلَّا اِذَا اَفْتَاهُ فَقِيْهٌ اَوْ سَمِعَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَعْرِفْ تَاوِيْلَهٗ عَلَى الْمَذْهَبِ وَاِنْ عَرَفَ تَاوِيْلَهٗ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ
وَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ طَاوَعَتْ مُكْرِهًا

(فَصْلٌ فِي الْكَفَّارَةِ وَمَا يُسْقِطُهَا عَنِ الذِّمَّةِ)

تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِطُرُوِّ حَيْضٍ اَوْ نِفَاسٍ اَوْ مَرَضٍ مُبِيْحٍ لِلْفِطْرِ فِيْ يَوْمِهٖ وَلَا

تَسْقُطُ عَمَّنْ سُوفِرَ بِهٖ كُرْهًا بَعْدَ لُزُومِهَا عَلَيْهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالْكَفَّارَةُ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَإِنْ عَجَزَ عَنْهُ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا يَوْمُ عِيدٍ وَلَا أَيَّامُ التَّشْرِيقِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصَّوْمَ أَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا يُغَدِّيهِمْ وَيُعَشِّيهِمْ غَدَاءً وَعَشَاءً مُشْبِعَيْنِ أَوْ غَدَائَيْنِ أَوْ عَشَائَيْنِ أَوْ عَشَاءً وَسَحُورًا أَوْ يُعْطِي كُلَّ فَقِيرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ دَقِيقِهٖ أَوْ سَوِيقِهٖ أَوْ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرًا أَوْ قِيمَتَهٗ وَكَفَتْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ جِمَاعٍ وَأَكْلٍ مُتَعَدِّدٍ فِي أَيَّامٍ لَمْ يَتَخَلَّلْهُ تَكْفِيرٌ وَلَوْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى الصَّحِيحِ فَإِنْ تَخَلَّلَ التَّكْفِيرُ لَا تَكْفِي كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ

ترجمہ :- باب :- ایسا عمل جو روزہ کو فاسد کر دیتا ہے اور قضا کے ساتھ کفارہ کا موجب ہوتا ہے ایسی چیزوں کی تعداد بائیس ہے۔

جس وقت روزہ رکھنے والا ان میں سے کسی ایک کا بلا اضطرار عمداً اپنی رضا سے ارتکاب کریگا تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں کا وجوب ہوگا۔

اور وہ چیزیں (یہ) ہیں۔ آگے پیچھے کے راستوں میں سے کسی راستہ میں صحبت کرے یا اس سے ہمبستری کی جائے اور (قصداً) کھالی لے غذاً یا دواً اور منہ میں داخل شدہ بارش کے قطرہ کو نگلنا۔

اور کچا گوشت کھانا لیکن جبکہ کیڑے پڑ گئے ہوں۔

اور فقیہ ابو اللیثؒ کے اختیار کئے ہوئے قول کی رو سے چربی کھانا۔ اور خشک گوشت کھانا سب کے نزدیک (اس کے باعث) قضاء و کفارہ لازم ہوگا۔ اور گندم (دانۂ گندم) کھانا اور اسے چبانا البتہ ایک دانہ گندم چبائے اور وہ رل دفنا ہو جائے (حلق تک اس کا اثر نہ پہنچے) تو روزہ فاسد ہی نہ ہوگا) ایک دانہ گندم نگلنا۔ تل یا تل کے مانند دانہ جو منہ سے باہر ہو اسے نگلنا۔ راجح قول کے مطابق یہی حکم ہے (کہ قضاء و کفارہ لازم ہوگا) اور مطلقاً (بلا قید) ارمنی مٹی کھانا۔ اور ارمنی مٹی کے علاوہ اور مٹی مثلاً "طفل" نامی مٹی کھانا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اسے کھانے کا خوگر ہو اور راجح قول کے مطابق نمک کی تھوڑی سی مقدار (بھی کفارہ کو لازم کرتی ہے) اہلیہ کا لعاب نگلنا (کہ بوجہ محبت اس میں بھی ذائقہ محسوس ہوتا ہے) یا اپنے دوست کا لعاب نگلنا۔ ان دونوں کے علاوہ کسی دوسرے کا لعاب نگلنے سے نہ قضا لازم ہوگی اور نہ کفارہ۔ غیبت یعنی پس پشت کسی کو برا کہنے کے بعد یا پچھنے لگوا کر یا شہوت چھونے یا شہوت بوسہ

نے کر یا بلا انزال ہمبستری کر کے یا مونچھوں کو تیل لگا لینے پر یہ سمجھ کر کہ ان باتوں سے روزہ ٹوٹ چکا ہے۔ عمداً کھانے سے کفارہ لازم ہوگا۔

البتہ اگر کسی فقیہ نے روزہ ٹوٹ جانے فتویٰ دے دیا ہو یا کوئی حدیث اس کے کان میں پڑی ہو اور اپنے مذہب (و مسلک) کی رو سے جو اس کا منشاء بیان کیا گیا ہو اس سے آگاہ نہ ہو (تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا) مراد سے وہ آگاہ ہو تو (اس صورت میں) اس پر کفارہ کا وجوب ہوگا۔ اور اس عورت پر بھی کفارہ کا وجوب ہوگا جس کے ساتھ مکرہ (جس کو ہمبستری پر مجبور کیا گیا ہو) صحبت کرے اور وہ بلا جبر اس پر تیار ہو گئی ہو)

فصل ۔ کفارہ اور ان باتوں کا بیان جن کی وجہ سے کفارہ ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے

کفارہ کو واجب کرنے والے فعل کا جس روز ارتکاب کیا اسی روز ماہواری یا نفاس یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کے باعث افطار جائز ہو جاتا ہو تو (اس صورت میں) کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

اور وہ شخص جس کو کفارہ واجب ہو چکنے کے بعد جبراً سفر میں لے جایا جائے اس کے ذمہ سے روایت کے ظاہر کے مطابق کفارہ ساقط نہیں ہوگا۔ اس کا کفارہ ایک غلام کو نعمتِ آزادی سے ہمکنار کرنا ہے خواہ وہ غلام مسلمان بھی نہ ہو پس اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو مسلسل ایسے دو ماہ کے روزے رکھے کہ ان کے درمیان عید کے دن اور ایام تشریق (حائل) نہ ہوں اور اگر دو ماہ مسلسل روزوں کی قوت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے دن میں دن کا اور شب میں شب کا کھانا شکم سیر کھلائے۔ یا دو روز دن میں کھلائے یا دو روز شب کو کھلائے یا رات کا کھانا اور سحری کھلائے یا ان میں سے ہر مسکین کو نصف صاع (موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۶۳۳ گرام) گندم یا گندم کا آٹا یا گندم کا ستو دیدے۔ یا ہر مسکین کو کھجور یا جَو ایک ایک صاع حوالہ کر دے یا اس کی قیمت عطا کرے۔

کتنی دن میں کتنی بار صحبت کرنے یا کتنی بار کھانے پر اگر درمیان میں کفارہ کی ادائیگی نہ کی ہو تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ خواہ دو رمضانوں میں یہ فعل سرزد ہو۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور اگر درمیان میں کفارہ کی ادائیگی کر دی ہو تو (اس صورت میں) ظاہر روایت کی رو سے ایک کفارہ ناکافی ہوگا۔

تشریح و توضیح | وطی الجماع فی احد السبیلین الخ جس شخص نے عمداً اگلی یا پچھلی جانب بحالتِ روزہ ہمبستری کی تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں کا وجوب ہوگا۔ اور دونوں شکلوں میں انزال ہونا شرط قرار نہیں دیا گیا۔ عورت بخوشی جماع کرائے تو اس کا حکم مرد کا سا ہوگا۔ اور زبردستی جماع کیا گیا تو

عورت پر فقط قضاء واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا۔ یہ حکم اس شکل میں ہوگا کہ ابتداءً عورت سے زبردستی جماع کیا گیا اور اخیر میں اس نے برضامندی جماع کرایا۔ "فتاویٰ قاضی خاں" میں اس کی صراحت ہے۔

اسی اعتبار سے بحالت روزہ اگر کوئی شخص روٹی کھالے یا کھانے پینے کی اشیاء یا تیل دودھ وغیرہ استعمال کرے یا ہیڑ، زعفران، کافور، مشک وغیرہ کھالے تو عند الاحناف قضاء وکفارہ دونوں کا وجوب ہوگا۔ "فتاویٰ قاضی خاں" میں اسکی صراحت ہے۔

واکلہ عمداً الخ کوئی شخص بھولے سے کھاپی لے یا ہمبستری کرلے پھر یہ سوچ کر کہ روزہ تو جاتا ہی رہا دوسری مرتبہ قصداً کھاپی لے تو اس پر کفارہ کا وجوب نہ ہوگا اور اگر یہ بات جانتا ہو کہ کسی شخص کے بھول کر افطار کرلینے سے روزہ ختم نہیں ہوتا تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دوبارہ ارادتاً کھانے پینے پر کفارہ کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ زیادہ درست قول یہی قرار دیا گیا ہے۔ "خلاصہ" میں اسی طرح ہے۔

فتلاشت الخ کیونکہ چبانے کی بنا پر وہ تھوک میں ملنے کے باعث فنا ہو جائے گا اور اس کا عدم اور وجود برابر ہوگا۔ لہذا اسکی وجہ سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

او قبلۃ الخ قاف کے پیش کے ساتھ یعنی ایسے شخص کے لئے جسے یہ اندیشہ ہو کہ شہوت زیادہ ہوکر ہمبستری پر مائل کرے گی۔ اور روزہ باقی رکھنا دشوار ہو جائے گا تو اس کے لئے بوسہ لینا مکروہ ہے اسی طرح چھونے کا حکم ہے لیکن اگر اس طرح کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ روزہ تقبیل فرماتے تھے۔

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ وَيُوجِبُ الْقَضَاءَ

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَخَمْسُوْنَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أُرْزًا نِيًّا أَوْ عَجِيْنًا أَوْ دَقِيْقًا أَوْ مِلْحًا كَثِيْرًا دَفْعَةً أَوْ طِيْنًا غَيْرَ أَرْمَنِيٍّ لَمْ يَعْتَدْ أَكْلَهُ أَوْ نَوَاةً أَوْ قُطْنًا أَوْ كَاغَذًا أَوْ سَفَرْجَلًا وَلَمْ يُطْبَخْ أَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً أَوِ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ حَدِيْدًا أَوْ تُرَابًا أَوْ حَجَرًا أَوِ احْتَقَنَ أَوِ اسْتَعَطَ أَوْ أَوْجَرَ بِصَبِّ شَيْءٍ فِيْ حَلْقِهٖ عَلَى الْأَصَحِّ أَوْ أَقْطَرَ فِيْ أُذُنِهٖ دُهْنًا أَوْ مَاءً فِي الْأَصَحِّ أَوْ دَاوَى جَائِفَةً أَوْ آمَّةً بِدَوَاءٍ وَوَصَلَ إِلَى جَوْفِهٖ أَوْ دِمَاغِهٖ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ مَطَرٌ أَوْ ثَلْجٌ فِي الْأَصَحِّ وَلَمْ يَبْتَلِعْهُ بِصُنْعِهٖ أَوْ أَفْطَرَ خَطَاءً بِسَبْقِ مَاءِ الْمَضْمَضَةِ إِلَى جَوْفِهٖ أَوْ أَفْطَرَ مُكْرَهًا وَلَوْ بِالْجِمَاعِ

او اُكْرِهَتْ عَلَى الجماعِ اَوْ افطرتْ خوفًا على نفسها من ان تمرض من الخدمة امة كانت او منكوحة او صب احدٌ في جوفه ماءً وهو نائم او اكل عمدًا بعد اكله ناسيا ولو علم الخبر على الاصح او جامع ناسيا ثم جامع عامدًا او اكل بعد ما نوى نهارًا ولم يبيت نيته او اصبح مسافرا فنوى الاقامة ثم اكل او سافر بعد ما اصبح مقيما فاكل او امسك بلا نية صوم ولا نية فطر او تسحر او جامع شاكًا في طلوع الفجر وهو طالع او افطر بظن الغروب والشمس باقية او انزل بوطئ ميتة او بهيمة او بتفخيذ او بتبطين او قبلة او لمس او افسد صوم غير اداء رمضان او وطئت وهي نائمة او اقطرت في فرجها على الاصح او ادخل اصبعه مبلولة بماء او دهن في دبره او ادخلته في فرجها الداخل في المختار او ادخل قطنة في دبره او في فرجها الداخل وغيبها او ادخل حلقه دخانا بصنعه او استقاء ولو دون ملء الفم في ظاهر الرواية وشرط ابو يوسف ملء الفم وهو الصحيح او اعاد ما ذرعه من القئ وكان ملء الفم وهو ذاكر لصومه او اكل ما بين اسنانه وكان قدر الحمصة او نوى الصوم نهارًا بعد ما اكل ناسيا قبل ايجاد نيته من النهار او اغمى عليه ولو جميع الشهر الا انه لا يقضي اليوم الذي حدث فيه الاغماء او حدث في ليلته او جن غير ممتد جميع الشهر ولا يلزمه قضاؤه بافاقته ليلا او نهارا بعد فوات وقت النية في الصحيح

(فصل) يجب الامساك بقية اليوم على من فسد صومه وعلى حائض ونفساء طهرتا بعد طلوع الفجر وعلى صبي بلغ وكافر اسلم وعليهم القضاء الا الاخيرين

(فصل فيما يكره للصائم وفيما لا يكره وما يستحب)

كره للصائم سبعة اشياء ذوق شئ ومضغه بلا عذر ومضغ العلك والقبلة والمباشرة ان لم يامن فيهما على نفسه الانزال او الجماع في ظاهر الرواية وجمع الريق في الفم ثم ابتلاعه وما ظن انه يضعفه كالفصد والحجامة وتبعه

أَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْأَمْنِ وَدَهْنُ الشَّارِبِ وَالْكُحْلُ وَالْحِجَامَةُ وَالْفَصْدُ وَالسِّوَاكُ آخِرَ النَّهَارِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَأَوَّلِهِ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا أَوْ مَبْلُولًا بِالْمَاءِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وُضُوءٍ وَالِاغْتِسَالُ وَالتَّلَفُّفُ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ لِلتَّبَرُّدِ عَلَى الْمُفْتَى بِهِ وَيُسْتَحَبُّ لَهُ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ السُّحُورُ وَتَأْخِيرُهُ وَتَعْجِيلُ الْفِطْرِ فِي غَيْرِ يَوْمِ غَيْمٍ

ترجمہ :۔ باب وہ اشیاء جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور کفارہ کا وجوب نہیں ہوتا اور قضا واجب ہوتی ہے

اور وہ ستاون ۵۷ اشیاء ہیں اگر روزہ رکھنے والا کچا چاول کھالے یا ایسا آٹا جو گوندھا ہوا ہو یا خشک آٹا یا ایک ہی بار زیادہ نمک یا ارمنی مٹی کے علاوہ وہ اس قسم کی مٹی کھالے جس کا وہ خوگر نہ ہو یا گٹھلی یا روئی یا کاغذ یا ہی ملا پکلے بے کچی ہی کھالے (تو کفارہ کا وجوب نہ ہوگا) یا سبز اخروٹ کھائے یا کنکر یا لوہا یا مٹی یا پتھر نگلے یا حقنہ لے یا ناک کے اندر دوا ڈال لے (یعنی ناک میں دوا ڈالے اور وہ ناک کی ہڈی کے اندرونی حصہ تک پہنچ جائے) یا کوئی شے اندرون حلق ڈال کر پہنچائے زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے یا کان میں پانی یا تیل ٹپکائے (تو کفارہ کا وجوب نہ ہوگا۔) زیادہ صحیح قول کی رو سے یہی حکم ہے یا پیٹ یا دماغ کے زخم پر دوا لگائے اور وہ دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے (الجائفہ وہ زخم جو پیٹ کے اندرونی حصہ تک ہو اور "الآمّہ" وہ زخم جو ام الدماغ تک پہنچ گیا ہو) یا اندرونِ حلق بارش کا قطرہ (بلا ارادہ) پہنچ جائے یا اندرونِ حلق برف پہنچ گیا ہو (تو کفارہ واجب ہوگا) زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے درآنحالیکہ نگلنے میں اس کے فعل کو دخل نہ ہو یا غلطی کے باعث روزہ ٹوٹ جائے۔ بایں طور کہ (بلا ارادہ) کلی کا پانی اندر پہنچ جائے۔ یا اکراہ کے باعث افطار کرے خواہ بذریعہ صحبت ہی ہو۔ یا ہمبستری پر عورت مجبور کی گئی ہو یا خدمت کے سبب مریض ہونے (اور) اپنی جان کے اندیشہ کے باعث روزہ توڑ دے چاہے وہ عورت باندی ہو یا منکوحہ عورت ہو (بہر صورت حکم یہی رہے گا اور حکم میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا) یا سوتے ہوئے کوئی اس کے پیٹ میں پانی پہنچا دے یا بھولے سے کھا چکنے کے بعد (اس خیال سے کہ اب روزہ ٹوٹ گیا) عمداً کھانا کھالے خواہ وہ بھول کر کھانے سے متعلق (مروی) حدیث سے آگاہ ہو تب بھی کفارہ واجب نہ ہوگا) زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ یا بھولے سے ہمبستری کر لے کے بعد پھر عمداً ہمبستری کرے یا بجائے رات سے نیت کرنے کے دن میں روزہ کی نیت کرنے کے بعد کھالے یا بوقت صبح مسافر ہو پھر نیت اقامت کرنے کے بعد کھالے یا بوقتِ صبح مقیم ہو پھر سفر کرے اور کھالے یا روزہ کی نیت کے بغیر ٹھہرا رہے (نہ کھائے نہ پیئے) اور افطار کی نیت کرے یا سحری کھائے یا ہمبستر ہو اس حال میں کہ اسے

طلوعِ صبح صادق میں شبہ ہو درآنحالیکہ صبح صادق ہو چکی ہو یا غروبِ آفتاب کے خیال سے وہ افطار کر لے اور آفتاب ابھی غروب نہ ہوا ہو یا مردہ چوپاتے سے صحبت کرے یا شرمگاہ کے علاوہ) ران یا پیٹ میں صحبت (مس کرنے) سے انزال ہو یا بوسہ لے یا چھوتے (ان تمام شکلوں میں) اگر انزال ہو تو قضا کرے۔

یا رمضان کے روزہ کے علاوہ کوئی اور روزہ فاسد کرے یا عورت کے سونے کی حالت میں اس سے صحبت کر لی گئی ہو یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں کسی چیز کو ٹپکا لیا زیادہ صحیح قول کے مطابق (صرف قضاء لازم ہو گی) یا مرتیل یا پانی سے تر انگلی پاخانہ کے راستہ میں داخل کر لے یا عورت تر انگلی کو اپنی شرمگاہ کے اندر کے حصہ میں پہنچا کر غائب کر دے یا اپنے ارادہ سے اندرونِ حلق دھواں پہنچائے یا خود قے کرے خواہ وہ منہ بھر کر نہ ہو۔ ظاہر روایت کے مطابق (محض قضا لازم ہو گی) امام ابو یوسفؒ اسکی شرط لگاتے ہیں کہ قے منہ بھر کر ہو۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ یا از خود ہونے والی قے کو وہ لوٹا لے اور یہ قے منہ بھر کر ہو درآنحالیکہ روزہ اسے یاد ہو۔ یا وہ شے کھا لے جو دانتوں کے درمیان ہو اور وہ چنے کے برابر ہو یا دن میں نیتِ روزہ کر لے اور پھر دن کے وقت اپنی نیت کو جاتا رہنے پہنچانے سے قبل بھولے سے کچھ کھا لے یا اس کے اوپر بے ہوشی طاری رہے خواہ پورے مہینے بے ہوشی رہے البتہ اس روزہ کی قضا اس پر لازم نہ ہو گی جس روز یا دن کی رات میں اس بے ہوشی کا آغاز ہوا ہو (بشرطیکہ اسے کچھ کھلایا پلایا نہ ہو)۔

یا پاگل ہو جائے اور یہ پاگل پن سارے مہینہ برقرار نہ رہا ہو (اور اگر پورے مہینے پاگل پن طاری رہے۔ اور ماہِ رمضان کے آخری دن افاقہ ہو تو) صحیح قول کے مطابق وقتِ نیتِ شب یا دن نکل جانے پر روزہ کی قضاء واجب نہ ہو گی

فصل :- ماہِ رمضان میں دن کے باقی ماندہ حصہ میں واجب ہے کہ کھانے پینے سے وہ شخص (احتراماً) رُکا رہے جس کا روزہ ٹوٹ جائے اور وہ حیض و نفاس والی عورت جو صبح صادق ہو جانے کے بعد پاک ہو اور وہ بچہ جو طلوعِ صبح صادق کے بعد حدِ بلوغ کو پہنچا ہو اور وہ کافر جو دائرہ اسلام میں (بعد طلوعِ فجر) داخل ہو اور اس بالغ ہونے والے بچہ اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے کافر کے علاوہ باقی سب پر قضاء کا وجوب ہو گا۔

فصل :- وہ باتیں جو روزہ دار کے واسطے باعثِ کراہت ہیں اور وہ جو باعثِ کراہت نہیں اور جو باعثِ استحباب ہیں

روزہ رکھنے والے کے لئے سات اشیاء باعثِ کراہت ہیں۔ عذر (مجبوری) کے بغیر کوئی چیز چکھنا[۱] اور چبانا[۲] اور مصطگی چبا لینا۔ اور بوسہ لینا اور اہلیہ سے معانقہ کرنا بشرطیکہ وہ اپنے نفس انزال یا صحبت کے اندیشہ سے مطمئن نہ ہو

(تو) رُوایت کے ظاہر کے مطابق (ایسا کرنا مکروہ ہوگا) منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا اور ہر اس چیز کا ارتکاب جس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ اس سے اس کو ناتوانی ہوگی ۔ مثلاً فصد اور پچھنے لگانا ۔

نواشیاً رُوزہ رکھنے والے کے لئے باعثِ کراہت نہیں ۔ اپنے نفس پر انزال یا صحبت سے اطمینان کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا اور مونچھوں پر تیل لگالینا اور سرمہ لگالینا اور پچھنے لگوالینا اور فصد لگوانا (جبکہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو) دن کے اخیر حصہ میں مسواک ۔ بلکہ جس طریقہ سے دن کے شروع حصہ میں مسواک باعثِ سُنت ہے اسی طرح اخیر میں باعثِ سنت ہے ۔ خواہ مسواک سبز ہو یا پانی میں تر ہو اور بلا وضو کے کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا ۔ اور ٹھنڈک کی خاطر نہانا ٹھنڈک حاصل کرنے کی خاطر تر کپڑے میں لپیٹنا مفتیٰ بہ قول کے مطابق اور روزہ دار کے واسطے تین اشیاء باعثِ استحباب ہیں ۔ سحری کرنا (کہ سحری کا اہتمام مسنون ہے) اور سحری اخیر وقت میں کھالینا اور بادل نہ ہونے کی صورت میں افطار میں جلدی ۔

تشریح و توضیح | او احتقن الخ کوئی شخص بحالتِ روزہ تیل کا حقنہ کرائے یا کان میں تیل کا قطرہ ٹپکائے تو اس کا روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا (البتہ کفارہ کا وجوب نہ ہوگا ۔ ہدایہ)

تیل اس طریقہ سے اندر پہنچ جائے جیسے اس کے فعل کو رتی برابر دخل بھی نہ ہو تب بھی اس صورت میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا ۔ (محیط سرخسی)

امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ پیشاب گاہ کے سوراخ میں کسی شے کا قطرہ ٹپکا دینے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم نہ ہوگا خواہ قطرہ تیل کا ہو یا پانی کا دونوں کا حکم یکساں رہے گا ۔ اختلاف اسی شکل میں ہے جبکہ مثانہ تک وہ قطرہ چلا گیا ہو فقط پیشاب گاہ کی نالی تک پہنچنے پر کسی کے نزدیک بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا ۔ "محیط" اور تبیین' میں اسی طرح ہے

عورت کے اپنی پیشاب گاہ میں کچھ ٹپکانے کی صورت میں تمام فقہاء کے نزدیک روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا "ظہیریہ" میں اسی طرح ہے ۔

پیٹ یا سر میں کاری زخم ہونے کیصورت میں اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ دوا پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچ جانے پر روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا خواہ دوا سوکھی ہو یا گیلی ۔

اگر دوا کے اندر پہنچنے یا نہ پہنچنے کے بارے میں کچھ علم نہ ہو اور دوا گیلی ہو تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا ۔ اسلئے کہ عموماً گیلی دوا اندر تک پہنچ جایا کرتی ہے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ علم نہ ہونے کی شکل میں فقط شک کیوجہ سے روزہ ٹوٹنے کا حکم نہیں کریں گے اور دوا سوکھی ہو تو ان تینوں آئمہ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا " فتح القدیر میں اسی طرح ہے ۔

کوئی دھاگہ میں پروئی ہوئی گوشت کی بوٹی نگل لے اور اس کے بعد فوراً نکال لے تو روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا، کچھ دیر دہیں چھوڑے رکھنے پر روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بدائع)

اگر کوئی شخص لکڑی نگل لے اور اس لگی ہوئی لکڑی کا ایک سرا اس شخص کے ہاتھ میں موجود رہا، اس کے بعد وہ لکڑی نکال لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور پوری لکڑی نگلنے کی شکل میں روزہ ٹوٹ جائے گا (خلاصہ) کوئی شخص کسی عورت سے جبراً ہمبستری کر لے تو جس سے ہمبستری کی اس پر قضا واجب ہوگی کفارہ کا وجوب نہ ہوگا، "فتاوی قاضی خاں" میں اسی طرح ہے۔

(فصلٌ فِي العوارضِ) لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ المَرَضِ او بُطْءَ البُرْءِ ولِحَامِلٍ ومُرضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ العَقْلِ او الهَلَاكَ اوِ المَرَضَ عَلَى نَفْسِهِمَا اَوْ وَلَدِهَا نَسَبًا كَانَ اَوْ رَضَاعًا وَالخَوْفُ المُعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَنَدًا لِغَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ اَوْ اِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ حَاذِقٍ عَدْلٍ وَلِمَنْ حَصَلَ لَهُ عَطَشٌ شَدِيْدٌ اَوْجُوْعٌ يَخَافُ مِنْهُ الهَلَاكَ وَلِلْمُسَافِرِ الفِطْرُ وَصَوْمُهُ اَحَبُّ اِنْ لَمْ يَضُرَّهُ وَلَمْ تَكُنْ عَامَّةُ رُفْقَتِهِ مُفْطِرِيْنَ وَلَا مُشْتَرِكِيْنَ فِي النَّفَقَةِ فَاِنْ كَانُوْا مُشْتَرِكِيْنَ اَوْ مُفْطِرِيْنَ فَالْاَفْضَلُ فِطْرُهُ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ وَلَا يَجِبُ الْاِيْصَاءُ عَلَى مَنْ مَاتَ قَبْلَ زَوَالِ عُذْرِهِ بِمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَنَحْوِهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضَوْا مَا قَدَرُوْا عَلَى قَضَائِهِ بِقَدْرِ الْاِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِي الْقَضَاءِ فَاِنْ جَاءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ قُدِّمَ عَلَى الْقَضَاءِ وَلَا فِدْيَةَ بِالتَّاخِيْرِ اِلَيْهِ وَيَجُوْزُ الْفِطْرُ لِشَيْخٍ فَانٍ وَعَجُوْزٍ فَانِيَةٍ وَتَلْزَمُهُمَا الْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ كَمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْاَبَدِ فَضَعُفَ عَنْهُ لِاشْتِغَالِهِ بِالْمَعِيْشَةِ يُفْطِرُ وَيَفْدِيْ فَاِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْفِدْيَةِ لِعُسْرَتِهِ يَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالٰى وَيَسْتَقِيْلُهُ وَلَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ اَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهِ مِنْ عِتْقٍ وَهُوَ شَيْخٌ فَانٍ اَوْ لَمْ يَصُمْ حَتّٰى صَارَ فَانِيًا لَا يَجُوْزُ لَهُ الْفِدْيَةُ لِاَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهِ وَيَجُوْزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرُ بِلَا عُذْرٍ فِي رِوَايَةٍ وَالضِّيَافَةُ عُذْرٌ عَلَى الْاَظْهَرِ لِلضَّيْفِ وَالْمُضِيْفِ وَلَهُ الْبِشَارَةُ بِهٰذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيْلَةِ وَاِذَا اَفْطَرَ عَلَى اَيِّ حَالٍ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ اِلَّا اِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِي خَمْسَةِ اَيَّامٍ يَوْمَيِ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا بِاِفْسَادِهَا فِي ظَاهِرِ

الرعایة واللّٰہ اعلم

ترجمہ:۔ فصل ۔ عوارض (اعذار) کے بیان میں۔

جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ بیماری بڑھ جائے گی یا اس کا اندیشہ ہو کہ صحت یابی میں تاخیر ہوگی اور دودھ پلانے والی عورت جسے عقل میں ضرر کا خطرہ ہو یا اپنے ہلاک ہو جانے یا بیمار پڑ جانے کا خطرہ ہو خواہ یہ بچہ نسبی ہو یا رضاعی ہو۔ اور وہ خطرہ قابل اعتبار (لائق تسلیم) ہو گا۔ جو غالب گمان یا از روئے تجربہ یا مسلم حاذق طبیب کے بیان کی بنا پر ہو۔ اور اس کے لئے افطار درست ہے جسے اتنی شدید بھوک یا پیاس لگے کہ ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہو مسافر کے واسطے افطار کرنا درست ہے اور اگر روزہ اس کے لئے ضرر رساں نہ ہو اور اس کے رفقا کی اکثریت افطار کرنے والی اور شریک مصارف نہ ہو تو باعث استحباب ہے کہ روزہ رکھ لے پس اگر رفقا کی اکثریت شریک مصارف یا افطار کرنے والی ہو تو جماعت کی موافقت کے نقطہ نظر سے افطار کر لینا ہی افضل ہے۔

اور جو شخص زوال سے قبل مرض اور سفر وغیرہ کے عذر کے ہوتے ہوتے مرجائے اس پر وصیت واجب نہیں ہوگی۔ (وصیت فدیہ کا اس پر وجوب نہ ہوگا) جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور اس کے مقیم و تندرست ہونے کی حالت میں جتنے قضا روزوں پر (بیمار یا مسافر کو) قدرت ہو وہ اسقدر روزوں کی قضا کریں۔

روزوں کی قضا میں یہ شرط نہیں کہ لگاتار رکھے جائیں پس اگر دوسرا رمضان آگیا (اور سابق قضا روزے ابھی باقی ہوں تو انہیں قضا روزوں پر مقدم کرے اور قضا میں دوسرے رمضان تک تاخیر کے باعث کوئی فدیہ واجب نہ ہوگا۔

اور شیخ فانی (انتہائی عمر رسیدہ ناتواں بوڑھا) اور بہت بوڑھی (ناتواں) عورت (جو کمزوری کے باعث روزہ نہ رکھ سکتی ہو) کے لئے درست ہے کہ افطار کر لے ان دونوں پر فدیہ کا وجوب ہوگا۔ ہر دن کا فدیہ آدھا صاع گندم (موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۶۳۳ گرام) اس شخص کی مانند جو دائمی طور پر روزہ رکھنے کی نذر مانے پھر معاش کی مصروفیت کی بنا تمام نذر سے عاجز ہو جائے۔ یہ بھی افطار کرے اور ہر دن فدیہ ادا کرتا رہے پھر اگر افلاس کے باعث فدیہ کی استطاعت نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور عفو و درگزر کی درخواست کرے

اگر اس کے اوپر کفارہ یمین (قسم) یا کفارہ قتل کا وجوب ہو اور اب اسمیں غلام کو نعمت آزادی سے ہمکنار کر کے کفارہ ادا کرنیکی استطاعت نہ ہو درآنحالیکہ وہ شیخ فانی ہو یا کفارہ کے واجب ہونے کے وقت

روزے رکھ سکتا تھا لیکن نہیں رکھے حتیٰ کہ شیخ فانی کی صف میں داخل ہوگیا تو اس کے لئے جائز نہ ہوگا کہ وہ فدیہ دے (اور فدیہ دے کر سبکدوش ہوجائے) اسلئے کہ روزہ اس جگہ اپنے غیر (غلام کی آزادی یا صدقہ کا) عوض ہے۔

اور ایک روایت کی رو سے نفل روزہ رکھنے والے کے لئے عذر کے بغیر بھی افطار کرنا جائز ہے۔ اور بنا بر ظاہر روایت کے مطابق ضیافت مہمان اور میزبان دونوں کے واسطے عذر قرار دیا گیا ہے اور عظیم فائدہ کی (اپنے بھائی کی دلداری کے سبب ثواب کی) بنا اس کے لئے خوشخبری ہے (احادیث میں اپنے بھائی کی دلجوئی کی خاطر افطار کرنے کرنے کی فضیلت موجود ہے)

روزہ رکھنے والا جس حال میں بھی روزہ توڑے اس پر اس کی قضا کا وجوب ہوگا۔ البتہ اگر عیدین کے دنوں اور ایام تشریق میں نفل روزہ کا آغاز کرے تو روزہ فاسد کردینے سے ظاہر روایت کے مطابق قضاء کا وجوب نہ ہوگا۔

تشریح وتوضیح

العوارض الخ۔ جو شخص شرعی سفر میں ہو اس کے لئے درست ہے کہ روزہ رکھے جس دن سفر کا آغاز کیا ہو اسے سفر ہی کا دن گنتے ہوئے روزہ نہ رکھنے کا عذر قرار نہیں دے سکتے۔

جان جانے کا خطرہ ہو یا اندیشہ ہو کہ کوئی عضو بیکار ہوجائے گا۔ تو تمام کے نزدیک روزہ توڑنے کا حکم ہوگا۔ اگر بیماری کے بڑھ جانے کا یا مرض کے طویل ہوجانے کا اندیشہ ہو تب بھی عندالاحناف روزہ توڑ دینے کا حکم ہوگا۔ البتہ روزہ توڑ دیا تو اسکی قضا واجب ہوگی۔ (محیط)

یہ بات مریض کو اپنے اجتہاد کے ذریعہ معلوم کرلینی چاہیے۔ اجتہاد وہم کا نام نہیں بلکہ غالب گمان کسی طریقہ کسی طریقہ سے حاصل ہوجانے کا نام ہے۔ خواہ ظن غالب کسی علامت کے ذریعہ حاصل ہو یا تجربہ کی بنا پر، یا علی الاعلان فسق میں مبتلا نہ ہونے والے معالج کے ذریعہ "فتح القدیر، محیط" وغیرہ میں اسکی صراحت ہے اگر صحت مند شخص کو روزہ کی بنا پر مریض ہوجانے کا خوف ہو تو اسے بیمار ہی تصور کریں گے۔

اگر روزہ رکھنے اور بخار چڑھنے کا ایک ہی دن ہو اور وہ بخار چڑھنے سے قبل کچھ کھالے تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ "فتح القدیر" اور "تبیین" میں اسکی تصریح ہے۔

شیخ فانی پر بسلسلۂ قتل یا بسلسلۂ قسم روزوں کا وجوب تھا اور وہ بڑھاپا کی بناء پر اس بات سے معذور ہوگیا کہ روزے رکھ سکے تو اسے ان روزوں کے بدلہ کھانا کھلانا درست ہوگا۔ اس کا ضابطہ اصلیہ یہ ہے کہ ایسا روزہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے مستقل ہو اور وہ کسی دوسری چیز کا بدلہ نہ ہو اور اس روزہ کے ادا کرنے پر آدمی قادر نہ رہے تو اس کے عوض کھانا دینا درست نہ ہوگا، چاہے مستقبل میں بھی روزہ رکھنے کی توقع نہ رہے جیسے

بطور کفارہ قسم رکھے جانے والے روزے کہ ان کے بدلہ کھانا دینا درست نہ ہوگا۔ اسلئے کہ وہ بذاتِ خود دوسری شئے کا عوض ہیں، البتہ بطور کفارۂ ظہار اور بطور کفارہ رمضان ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اس بنا پر درست ہے کہ یہ فدیہ قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ شرح طحاوی میں اسکی تصریح ہے۔

بَابُ مَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِهٖ مِنْ مَنْذُوْرِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَنَحْوِهِمَا

إِذَا نَذَرَ شَيْئًا لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ إِذَا اجْتَمَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهٖ وَاجِبٌ وَأَنْ يَكُوْنَ مَقْصُوْدًا وَأَنْ يَكُوْنَ لَيْسَ وَاجِبًا فَلَا يَلْزَمُ الْوُضُوْءُ بِنَذْرِهٖ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ وَلَا عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَلَا الْوَاجِبَاتُ بِنَذْرِهَا وَيَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْاِعْتِكَافِ وَالصَّلٰوةِ غَيْرِ الْمَفْرُوْضَةِ وَالصَّوْمِ فَإِنْ نَذَرَ مُطْلَقًا أَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَوُجِدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ وَصَحَّ نَذْرُ صَوْمِ الْعِيْدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فِي الْمُخْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاؤُهَا وَإِنْ صَامَهَا أَجْزَأَهُ مَعَ الْحُرْمَةِ وَأَلْغَيْنَا تَعْيِيْنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالدِّرْهَمِ وَالْفَقِيْرِ فَيُجْزِئُهُ صَوْمُ رَجَبَ عَنْ نَذْرِهٖ صَوْمَ شَعْبَانَ وَيُجْزِئُهُ صَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرَ نَذَرَ أَدَاءَهُمَا بِمَكَّةَ وَالتَّصَدُّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيَّنَهُ لَهُ الصَّرْفُ لِزَيْدٍ الْفَقِيْرِ بِنَذْرِهٖ لِعَمْرٍو وَإِنْ عَلَّقَ النَّذْرَ بِشَرْطٍ لَا يُجْزِئُهُ عَنْهُ مَا فَعَلَهُ قَبْلَ وُجُوْدِ شَرْطِهٖ

ترجمہ :۔ باب۔ نذر کردہ روزہ اور نماز وغیرہ جنہیں پورا کرنا واجب ہے

اگر کسی شئے کی نذر کی جائے تو نذر کرنے والے پر اسکی تکمیل واجب ہے بشرطیکہ یہ تین شرائط موجود ہوں

(۱) آدمی نے جو نذر مانی ہو شرعاً اس قسم وجنس کی کوئی چیز واجب ہو اس لئے مثلاً کوئی بیمار کی عیادت کی نذر مانے تو صحیح نہیں)(۲) وہ چیز کسی شئے کے حصول کا ذریعہ نہ ہو بلکہ) وہی شئے مطلوب بھی ہو (اسی لئے اگر کوئی سجدہ تلاوت اور وضو کی نذر مانے تو درست نہ ہوگی (۳) اس چیز کا اس کے ذمہ وجوب نہ ہوا ہو (مثلاً کسی شخص نے نمازِ عصر یا ظہر کی نذر مانی ہو تو درست نہ ہوگی۔)

لہٰذا وضو کی نذر مانے تو وضو واجب نہ ہوگا، اسی طریقہ سے تلاوت کے سجدہ اور بیمار کی مزاج پرسی کی نذر ماننے تو ان کا وجوب نہ ہوگا، اور وہ عبادات جن کا وجوب بذاتِ خود نذر کے باعث ہو مزید ان کا وجوب نہ ہوگا۔

غلام کو حلقہ غلامی سے آزاد کرنے، اعتکاف کرنے اور ان نمازوں کی نذر جو فرض نہ ہوں اور روزہ کی نذر درست ہوگی۔

پس اگر کسی قید و شرط کے بغیر نذر کرے یا نذر کی تعلیق کسی شرط پر کرے اور پھر وہ شرط پائی جائے تو اس نذر کی تکمیل واجب ہوگی۔

راجح قول کے مطابق عیدین اور ایام تشریق کے روزوں کی کوئی نذر کرے تو نذر (اپنی جگہ) درست ہے لیکن افطار اور اس کے بعد قضاء کا وجوب ہوگا۔ اور اگر نذر کئے ہوئے روزے ان ایام میں رکھ ہی لے تو بکراہت تحریمی انکی ادائیگی ہوگی۔

ہمارے نزدیک وقت، مقام، درہم اور فقیر کی تعیین لغو (اور ناقابل اعتبار ہے۔) پس اگر شعبان کے مہینہ کے روزے رکھنے کی نذر کرے اور پھر ماہ رجب کے روزے رکھ لے (شعبان کے نذر رکھے) یا مکہ مکرمہ میں دو رکعات کی نذر کی ہو پھر یہ دو رکعات مصر میں ادا کرلے تو نذر ادا ہوجائے گی۔ اور وہ معین درہم جس کے صدقہ کرنے کی نذر کی اسکی جگہ دوسرا درہم صدقہ کردے اور عمر نامی مفلس پر خرچ کی نذر کی ہو اور اسکی جگہ وہ زید پر خرچ کردے تو ادائیگی نذر کے لئے اسے کافی قرار دیں گے (اور نذر کی ادائیگی ہوجائے گی۔) اور اگر نذر کسی شرط پر معلق کرلے تو شرط پائی جانے سے قبل وہ جو کچھ نذر کے بارے میں کرے گا اسے کافی قرار نہ دیں گے۔

تشریح و توضیح اذ نذر الخ "شرح منقی" میں ہے کہ نذر زبان کا عمل ہے اور اسکی صحت کی شرط یہ (بھی) ہے کہ معصیت کی نذر نہ ہو۔ مثلاً شراب پینے کی نذر۔

ایک نہایت ضروری شرط یہ بھی قرار دی گئی ہے کہ کسی ایسی شے کی نذر نہ کی جائے جو محال ہو۔ مثلاً کوئی شخص گزری ہوئی کل کے روزہ کی نیت کرے تو یہ نیت درست نہ ہوگی، بحرالرائق میں اسی طرح ہے۔

کوئی شخص اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دن کا روزہ رکھنے کی نذر کرے تو اس پہ ایک دن کے روزہ کا وجوب ہوگا۔ روزہ رکھنے کے واسطے دن کی تعیین کا وہ مختار رہے جس روز بھی رکھنا چاہے رکھ لے۔ اس روزہ کے بارے میں تمام فقہاء کے نزدیک اسکو مہلت میسّر ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے آدھے دن کا روزہ رکھنے کی نذر کرے تو نذر درست قرار نہ دیں گے اور اگر کوئی اللہ کے لئے دو یا تین یا دس دن کے روزے رکھنے کی نذر کرے تو اس کے ذمہ اتنے ہی روزوں کا وجوب ہوگا۔ خواہ وہ روزے متعین وقت کرکے ادا کئے ہوں۔ وہ مختار ہے خواہ لگاتار روزے رکھے خواہ علیحدہ علیحدہ رکھ لے۔ البتہ اگر لگاتار روزے رکھنے کی نذر کرلے تو پھر تمام روزے لگاتار ہی رکھنے پڑیں گے

اگر لگاتار روزے رکھنے کی نیت کرے مگر درمیان میں ایک روز کا ناغہ کردے یا عورت حائضہ ہوجائے

تو اب ان تمام روزوں کو نئے سرے سے رکھنا ہو گا "سراج الوہاج" میں اسکی تصریح ہے۔

کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ کے لئے میرے اوپر مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہیں اس صورت میں اس کے لئے لازم ہے کہ لگاتار روزے رکھے اور مسلسل وغیر مسلسل کی تفصیل بیان نہ کرنے کی صورت میں وہ مختار ہے اگر اس طرح کہنے کا قصد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر ایک دن کے روزہ کا وجوب ہے اور زبان سے "مہینہ بھر کے روزے رکھوں گا" نکل جاتے تو اس پر مہینہ بھر کے روزے واجب قرار دیئے جائیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ نذر میں ارادتاً الفاظ نکلیں یا غیر ارادی طور پر سب کا حکم یکساں ہوگا۔

کوئی یہ کہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہیں تو اس پر تیس دن کے روزے واجب ہوں گے۔ روزے رکھنے کے واسطے کوئی سا بھی مہینہ متعین کر لے اسے اختیار ہے یہ واجب نہیں ہے کہ نذر کرنے کے بعد فوراً اسکی ادائیگی واجب ہو حتیٰ کہ تاخیر کی بنا پر اسے گنہگار قرار نہ دیں گے "سراج الوہاج" میں اس کی تصریح ہے۔

بَابُ الاعتکاف

هُوَ الْإِقَامَةُ بِنِيَّتِهِ فِي مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَلَا يَصِحُّ فِي مَسْجِدٍ لَا تُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلَوٰةِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلِلْمَرْأَةِ الِاعْتِكَافُ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلَوٰةِ فِيهِ وَالِاعْتِكَافُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِي الْمَنْذُورِ وَسُنَّةٌ كِفَايَةً مُؤَكَّدَةً فِي الْعَشْرِ الْأَخِيرِ مِنْ رَمَضَانَ وَمُسْتَحَبٌّ فِيمَا سِوَاهُ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَنْذُورِ فَقَطْ وَأَقَلُّهُ نَفْلًا مُدَّةٌ يَسِيرَةٌ وَلَوْ كَانَ مَاشِيًا عَلَى الْمُفْتَى بِهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ كَالْجُمُعَةِ أَوْ طَبْعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ أَوْ ضَرُورِيَّةٍ كَانْهِدَامِ الْمَسْجِدِ وَإِخْرَاجِ ظَالِمٍ كُرْهًا وَتَفَرُّقِ أَهْلِهِ وَخَوْفٍ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَتَاعِهِ مِنَ الْمُكَابِرِينَ فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا غَيْرَهُ مِنْ سَاعَتِهِ فَإِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَا عُذْرٍ فَسَدَ الْوَاجِبُ وَانْتَهَى بِهِ غَيْرُهُ وَأَكْلُ الْمُعْتَكِفِ وَشُرْبُهُ وَنَوْمُهُ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرِهَ إِحْضَارُ الْمَبِيعِ فِيهِ وَكُرِهَ عَقْدُ مَا كَانَ لِلتِّجَارَةِ وَكُرِهَ الصَّمْتُ إِنِ اعْتَقَدَهُ قُرْبَةً وَالتَّكَلُّمُ إِلَّا بِخَيْرٍ وَحَرُمَ الْوَطْءُ وَدَوَاعِيهِ وَبَطَلَ بِوَطْئِهِ وَبِالْإِنْزَالِ بِدَوَاعِيهِ وَلَزِمَتْهُ اللَّيَالِي أَيْضًا بِنَذْرِ اعْتِكَافِ أَيَّامٍ

وَلَزِمَتْهُ الْاَيَّامُ بِنَذْرِ اللَّيَالِي مُتَتَابِعَةً وَاِنْ لَمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعَ فِي ظَاهِرِ
الرِّوَايَةِ وَلَزِمَتْهُ لَيْلَتَانِ بِنَذْرِ يَوْمَيْنِ وَصَحَّ نِيَّةُ النُّهُرِ خَاصَّةً دُوْنَ اللَّيَالِي
وَاِنْ نَذَرَ اِعْتِكَافَ شَهْرٍ وَنَوَى النُّهُرَ خَاصَّةً اَوِ اللَّيَالِي خَاصَّةً لَا تَعْمَلُ نِيَّتُهُ
اِلَّا اَنْ يُصَرِّحَ بِالْاِسْتِثْنَاءِ وَالْاِعْتِكَافُ مَشْرُوْعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ
اَشْرَفِ الْاَعْمَالِ اِذَا كَانَ عَنْ اِخْلَاصٍ وَمِنْ مَحَاسِنِهٖ اَنَّ فِيْهِ تَفْرِيْغَ الْقَلْبِ
مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمِ النَّفْسِ اِلَى الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةَ عِبَادَتِهٖ فِي بَيْتِهٖ وَالتَّحَصُّنَ
بِحِصْنِهٖ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ رَجُلٍ يَخْتَلِفُ عَلٰى بَابِ
عَظِيْمٍ لِحَاجَةٍ فَالْمُعْتَكِفُ يَقُوْلُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يَغْفِرَ لِي وَهٰذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيْرِ
بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيْرِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ
لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمَنْ وَالَاهُ نَسْاَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُتَوَسِّلِيْنَ
اَنْ يَجْعَلَهٗ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَاَنْ يَنْفَعَ بِهِ النَّفْعَ الْعَمِيْمَ وَيُجْزِلَ بِهِ الثَّوَابَ الْجَسِيْمَ

ترجمہ :۔ اعتکاف کے معنی ہیں بہ نیتِ اعتکاف جماعت والی مسجد میں جہاں پانچ وقت باجماعت نماز ہوتی ہو (یعنی جہاں امام و مؤذن مقرر ہو) ٹھہرنا۔ پس راجح قول کے مطابق اس مسجد میں اعتکاف درست نہ ہوگا جہاں باجماعت نماز نہ ہوا کرتی ہو۔ عورت کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے یعنی گھر کا وہ گوشہ جو نماز پڑھنے کی خاطر مقرر و متعین کر رکھا ہو۔

اور اعتکاف کی تین قسمیں ہیں (۱) اعتکاف واجب۔ یہ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر کی گئی ہو (۲) سُنّتِ کفایہ مؤکدہ۔ وہ ماہِ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف (۳) مستحب۔ جو ان دو قسموں کے علاوہ ہوتا ہے۔

محض نذر کردہ اعتکاف درست ہونے کے لئے روزہ کی شرط ہے (کہ بلا روزہ کے یہ اعتکاف بھی صحیح نہ ہوگا) نفل اعتکاف کی کم از کم مدت ذرا سی (یعنی ایک ساعت) ہے۔ خواہ چلنے ہی کی حالت میں کیوں نہ ہو، فتویٰ اسی قول پر ہے اور معتکف مسجد سے باہر محض ضرورتِ شرعی مثلاً جمعہ کے لئے یا طبعی حاجت (پیشاب یا پاخانہ) کے لئے نکلے گا۔ یا اضطراری حاجت کے باعث نکلے (تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا) مثلاً مسجد کا گر جانا یا کسی جابر شخص کا جبراً نکال دینا یا اس مسجد کے لوگوں (نمازیوں) کا متفرق ہونا اور گھبرا جانا اور ستم گردوں کی جانب سے اپنی ذات یا اپنے مال کے ضیاع کا اندیشہ (ان ساری ذکر کردہ شکلوں میں) وہ فوری طور پر اسی لمحہ

کسی اور مسجد میں داخل ہو جائے پس اگر عذر کے بغیر ایک ساعت (ایک گھڑی) بھی مسجد سے باہر رہا تو اعتکاف فاسد قرار دیا جائے گا۔ اور غیر واجب اعتکاف اس سے نکلنے کے باعث ختم ہو جائے گا۔

اور معتکف مسجد میں کھائے پیئے اور سوئے اور عقدِ بیع (خرید و فروخت کا معاملہ) جس کی خود اس کو یا اس کے اہل و عیال کو احتیاج ہو مسجد میں کرے۔ باعثِ کراہت ہے کہ بیع (خریدی جانے والی چیز) اندرونِ مسجد لائی جائے اور مکروہ ہے کہ تجارت کی اشیا مسجد میں لاتے۔

اور باعثِ کراہت ہے کہ معتکف (بالکل) خاموش رہے بلکہ خیر و بھلائی کی گفتگو کرے اور معتکف کے لئے اندرونِ اعتکاف (بیوی سے) ہمبستری اور ہمبستری پر ابھارنے والی بات کے نتیجہ میں انزال ہونے سے اعتکاف جاتا رہے گا۔

اور کچھ روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو ان دنوں کی راتیں اور کچھ راتوں کے اعتکاف کی نذر کرے تو دن بھی لگاتار اس میں داخل ہوں گے خواہ اس نے لگاتار کی نیت (و شرط) نہ کی ہو۔ روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور دو دن کی نذر کرے تو دو راتیں بھی اسمیں شامل ہوں گی۔ اور خاص طور پر صرف دنوں کی نیت کرے تو وہ (بھی) صحیح ہو گی۔ اگر ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر کرتے ہوئے خاص طور پر (محض) دنوں یا خاص طور پر راتوں ہی کی نیت کرے تو اس کی نیت سودمند نہ ہو گی (بلکہ دن کے ساتھ رات بھی شامل ہو گی) البتہ اگر وہ استثناء کی تصریح کر دے (تو درست ہے) اعتکاف کا مشروع ہونا۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے خلوصِ نیت کے ساتھ ہو تو اس کا شمار اشرف اعمال میں ہے (اعتکاف کے محاسن (و فوائد) میں سے یہ ہے کہ اندرونِ اعتکاف قلب امورِ دنیا سے فارغ و یکسو ہو کر اپنے آقا کے حوالہ کر دیا ہوتا ہے اور عبادتِ ربانی پر پابندی خود خانۂ رب میں ہوتی ہے اور وہ قلعۂ خداوندی میں محفوظ (و مامون) ہوتا ہے۔

اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ اعتکاف کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو کسی احتیاج کے باعث کسی بڑے شخص کے دروازہ پر جا پڑے (اور کسی دوسری جانب توجہ سے یکسو ہو جاتے) پس اعتکاف کرنے والا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ تاوقتیکہ میری بخشش نہ ہو اس در سے نہ ہٹوں گا۔

اور (صاحب نور الایضاح کہتے ہیں) کہ یہ عاجز حقیر جو کچھ پیش کر سکا محض مولائے قوی و قدیر کی عنایت (کا کرشمہ) ہے۔

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس کی توفیق بخشی۔ اللہ تعالیٰ کے ہدایت فرمائے بغیر ہمارا

ہدایت یافتہ ہونا ممکن نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء پر اور اہل بیت رسول و صحابہ کرامؓ و ذریت پر اور ان سب لوگوں پر جنہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی (اور آپؐ کے قدموں پر اپنی جانیں و مال نچھاور کر گئے

اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست گزار ہیں کہ رسالہ خاص طور پر اپنے (ہی) واسطے قرار دے (اسے خود قبول کرے اور لوگوں میں ہر دل عزیز بنادے) اور اسے عمومی فائدہ کا ذریعہ بنادے۔ اور اس پر عظیم ثواب عطا کرے۔

تشریح و توضیح الاعتکاف الخ کیونکہ اعتکاف میں روزہ کی شرط ہے اسلئے روزہ کے بیان کے بعد اس سے متصل اور اس کے بعد میں اعتکاف کے احکام بیان کئے گئے۔ اعتکاف کے لغوی معنی حبس اور رکنے کے ہیں

معتکف شخص تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے بندگئ خدا میں مشغول رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعید بعید کرنے والے دنیوی مشغلوں سے خود کو یکسو کئے رہتا ہے۔ معتکف کا تمام وقت بحالتِ نماز ہی گزرتا ہے اسلئے کہ یا تو وہ حقیقت میں بحالتِ نماز ہوگا یا نماز کا منتظر ہوگا۔ سبب یہ ہے کہ شرعًا اعتکاف کے مقرر کئے جانے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی کا وقت باجماعت نماز کے انتظار میں گزرے۔ معتکف کا حال ان لوگوں کے حال سے ملتا جلتا ہے جن کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے

"لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون"، (الآیۃ) جس چیز کا اللہ ان کو حکم فرماتا ہے۔ اس میں وہ اللہ کی عدم اطاعت نہیں کرتے اور جس بات کا ان کو امر کیا جاتا ہے اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں

اور معتکف ایسے لوگوں کی طرح ہوتا ہے جن کے متعلق ارشاد ہے۔ یسبحون اللیل والنھار وھم لا یسأمون" (الآیۃ) (وہ شب و روز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ تھکتے نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ وصال ہو گیا پھر آپؐ کے بعد امہات المومنینؓ نے اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ اور ماہِ رمضان میں آپؐ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان شریف

کی ہررات میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن کریم کا دور فرماتے تھے پس جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؐ کی سخاوت بادل وبارش لانے والی ہوا سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سال ایک بار دَور فرماتے تھے۔ اور جس سال آپؐ کا وصال ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دوبار دور کیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال وصال ہوا۔ تو آپؐ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا (بخاری)

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

هِيَ تَمْلِيْكُ مَالٍ مَخْصُوْصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوْصٍ فُرِضَتْ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ تِبْرًا اَوْ حُلِيًّا اَوْ اٰنِيَةً اَوْ مَا يُسَاوِيْ قِيْمَتَهٗ مِنْ عُرُوْضِ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيْرًا وَشَرْطُ وُجُوْبِ اَدَائِهَا حَوَلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْاَصْلِيِّ وَاَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِيْ اَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ اِلٰى مُجَانِسِهٖ وَيُزَكّٰى بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْاَصْلِيِّ سَوَاءٌ اُسْتُفِيْدَ بِتِجَارَةٍ اَوْ مِيْرَاثٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَلَوْ عَجَّلَ ذُوْ نِصَابٍ لِسِنِيْنَ صَحَّ وَشَرْطُ صِحَّةِ اَدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارِنَةٌ لِاَدَائِهَا لِلْفَقِيْرِ اَوْ وَكِيْلِهٖ اَوْ لِعَزْلِ مَا وَجَبَ وَلَوْ مُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً كَمَا لَوْ دَفَعَ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ نَوٰى وَالْمَالُ قَائِمٌ بِيَدِ الْفَقِيْرِ وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيْرِ اَنَّهَا زَكٰوةٌ عَلَى الْاَصَحِّ حَتّٰى لَوْ اَعْطَاهُ شَيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً اَوْ قَرْضًا وَنَوٰى بِهِ الزَّكٰوةَ صَحَّتْ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكٰوةَ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُهَا۔ وَزَكٰوةُ الدَّيْنِ عَلٰى اَقْسَامٍ فَاِنَّهٗ قَوِيٌّ وَوَسَطٌ وَضَعِيْفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التِّجَارَةِ اِذَا قَبَضَهٗ وَكَانَ عَلٰى مُقِرٍّ وَلَوْ مُفْلِسًا اَوْ عَلٰى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضٰى وَيَتَرَاخٰى وُجُوْبُ الْاَدَاءِ اِلٰى اَنْ يَقْبِضَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَفِيْهَا دِرْهَمٌ لِاَنَّ مَا دُوْنَ الْخُمُسِ مِنَ النِّصَابِ عَفْوٌ لَا زَكٰوةَ فِيْهِ وَكَذَا فِيْمَا زَادَ بِحِسَابِهٖ وَالْوَسَطُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ لِلتِّجَارَةِ كَثَمَنِ ثِيَابِ الْبِذْلَةِ وَعَبْدِ الْخِدْمَةِ وَدَارِ السُّكْنٰى لَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْهِ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا وَيُعْتَبَرُ لِمَا مَضٰى

مِنَ الحَوْلِ مِن وَقْتِ لُزُومِهٖ لِذِمَّةِ المُشْتَرِی فی صَحِیْحِ الرِّوَایَةِ وَالضَّعِیْفُ وَهُوَ بَدَلُ مَالَیْسَ بِمَالٍ کَالمَهْرِ وَالوَصِیَّةِ وَبَدَلِ الخُلْعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ العَمَدِ وَالدِّیَةِ وَبَدَلِ الکِتَابَةِ وَالسِّعَایَةِ لَاتَجِبُ فِیْهِ الزَّکٰوةُ مَالَمْ یَقْبِضْ نِصَابًا وَیَحُوْلُ عَلَیْهِ الحَوْلُ بَعْدَ القَبْضِ وَهٰذَا عِنْدَ الاِمَامِ وَاَوْجَبَا عَنِ المَقْبُوْضِ مِنَ الدُّیُوْنِ الثَّلَاثَةِ بِحِسَابِهٖ مُطْلَقًا وَاِذَا قَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لَاتَجِبُ زَکٰوةُ السِّنِیْنَ المَاضِیَةِ وَهُوَ کَابِقٍ وَمَفْقُوْدٍ وَمَغْصُوْبٍ لَیْسَ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِی البَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِی مَفَازَةٍ اَوْ دَارٍ عَظِیْمَةٍ وَقَدْ نَسِیَ مَکَانَهٗ وَمَاخُوْذٍ مُصَادَرَةً وَمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لَایَعْرِفُهٗ وَدَیْنٍ لَابَیِّنَةَ عَلَیْهِ وَلَایُجْزِئُ عَنِ الزَّکٰوةِ دَیْنٌ اُبْرِئَ عَنْهُ فَقِیْرٌ بِنِیَّتِهَا وَصَحَّ دَفْعُ عَرَضٍ وَمَکِیْلٍ وَمَوْزُوْنٍ عَنْ زَکٰوةِ النَّقْدَیْنِ بِالقِیْمَةِ وَاِنْ اَدّٰی مِنْ عَیْنِ النَّقْدَیْنِ فَالمُعْتَبَرُ وَزْنُهُمَا اَدَاءً کَمَا اعْتُبِرَ وُجُوْبًا وَتُضَمُّ قِیْمَةُ العُرُوْضِ اِلَی الثَّمَنَیْنِ وَالذَّهَبُ اِلَی الفِضَّةِ قِیْمَةً وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِی الحَوْلِ لَایَضُرُّ اِنْ کَمُلَ فِی طَرَفَیْهِ فَاِنْ تَمَلَّکَ عَرَضًا بِنِیَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَایُسَاوِیْ نِصَابًا وَلَیْسَ لَهٗ غَیْرُهٗ ثُمَّ بَلَغَتْ قِیْمَتُهٗ نِصَابًا فِی اٰخِرِ الحَوْلِ لَاتَجِبُ زَکٰوتُهٗ لِذٰلِکَ الحَوْلِ، وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالًا وَنِصَابُ الفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِیْ کُلُّ عَشَرَةٍ مِّنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِیْلَ وَمَازَادَ عَلٰی نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمُسًا زَکَّاهُ بِحِسَابِهٖ وَمَاغَلَبَ عَلٰی لِغِشٍّ فَکَالخَالِصِ مِنَ النَّقْدَیْنِ وَلَازَکٰوةَ فِی الجَوَاهِرِ وَاللَّاٰلِیْ اِلَّا اَنْ یَّتَمَلَّکَهَا بِنِیَّةِ التِّجَارَةِ کَسَائِرِ العُرُوْضِ وَلَوْتَمَّ الحَوْلُ عَلٰی مَکِیْلٍ اَوْمَوْزُوْنٍ فَغَلَا سِعْرُهٗ اَوْرَخُصَ فَاَدّٰی مِنْ عَیْنِهٖ رُبْعَ عُشْرِهٖ اَجْزَاهُ وَاِنْ اَدّٰی مِنْ قِیْمَتِهٖ تُعْتَبَرُ یَوْمَ الوُجُوْبِ وَهُوَ تَمَامُ الحَوْلِ عِنْدَ الاِمَامِ وَقَالَا یَوْمَ الاَدَاءِ لِمَصْرِفِهَا وَلَایَضْمَنُ الزَّکٰوةَ مُفَرِّطٌ غَیْرُ مُتْلِفٍ فَهَلَاکُ المَالِ بَعْدَ الحَوْلِ یُسْقِطُ الوَاجِبَ وَهَلَاکُ البَعْضِ حِصَّتَهٗ وَیُصْرَفُ الهَالِکُ اِلَی العَفْوِ فَاِنْ لَّمْ یُجَاوِزْهُ فَالوَاجِبُ عَلٰی حَالِهٖ وَلَاتُؤْخَذُ الزَّکٰوةُ جَبْرًا وَلَامِنْ تَرِکَتِهٖ اِلَّا اَنْ یُّوْصِیَ بِهَا فَتَکُوْنُ مِنْ ثُلُثِهٖ وَیُجِیْزُ اَبُوْیُوْسُفَ الحِیْلَةَ لِدَفْعِ

وُجُوبِ الزَّكٰوةِ وَكَرِهَهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى

متن ترجمہ: زکوٰۃ مخصوص مال کے مخصوص شخص کو مالک بنانے کا نام ہے۔

ہر مسلمان مکلف مالکِ نصاب پر فرض قرار دی گئی ہے اگر یہ نقد سونے چاندی کے ٹکڑے ہوں یا زیور ہو۔ یا اسکی مساوی قیمت کے برتن ہوں یا تجارت یا کوئی اور ایسا سامان ہو جو قرض اور ضروریاتِ اصلیہ سے زائد ہو۔ اور یہ نصاب بڑھنے والا ہو۔ چاہے یہ بڑھنا (حقیقتاً ہو یا) تقدیراً (حکماً ہو۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے واجب ہونے کی شرط حولانِ حول (پورا سال) نصابِ اصلی پر گزرنا ہے۔ اور وہ مال جو سال کے بیچ میں نفع کے باعث بڑھ گیا ہو۔ وہ اس کے مجانس (نصاب میں) ضم کیا جائے گا۔ (اور کل مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی، چاہے یہ استفادہ کردہ مال تجارت کے نفع کے طور پر ہو یا بطور ترکہ یا اس کے سوا کسی اور طرح ملا ہو۔

یہ بھی درست ہے کہ صاحبِ نصاب چند برسوں کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دے زکوٰۃ درست ادا ہونے کی شرط نیت ہے۔ یہ نیت فقیر (مستحق زکوٰۃ) کو دیتے ہوتے ہو یا اپنے وکیل زکوٰۃ کا مال دیتے ہوئے یا مقدارِ واجب الگ کرتے ہوتے ہو خواہ یہ اتصال حکماً ہی کیوں نہ ہو۔

جس طرح کہ کسی مستحق زکوٰۃ کو بلا نیت زکوٰۃ کی رقم دے دے اس کے بعد (ابھی وہ رقم مستحق زکوٰۃ شخص کے پاس (بعینہٖ) موجود ہو کہ نیتِ زکوٰۃ کر لے (تو صحیح ہو جائے گی۔) مستحق زکوٰۃ شخص کو جسے زکوٰۃ کی رقم دی جا رہی ہو۔) اس بات سے آگاہ ہونا شرط نہیں۔ کہ یہ دی ہوئی رقم زکوٰۃ کی ہے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

حتیٰ کہ اگر فقیر (مستحق زکوٰۃ مفلس) کو ہبہ یا قرض کے عنوان سے دیتے ہوتے نیتِ زکوٰۃ کرے تو (اس طرح) زکوٰۃ دینی درست ہو گی۔

اور اگر سارا مال بلا نیت زکوٰۃ صدقہ کر دے تو اس کے ذمہ سے زکوٰۃ کا فرض ساقط ہو گیا۔

بطورِ قرض دیے ہوتے کی زکوٰۃ چند قسموں پر مشتمل ہے۔ کیونکہ قرض کی تین قسمیں ہیں) (۱) قوی (۲) متوسط (۳) ضعیف

دینِ قوی وہ کہلاتا ہے جو قرض دمالِ تجارت کا عوض ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ قرض ایسے شخص پر واجب ہو جس کا اقرار بھی کرتا ہو۔ خواہ وہ مفلس و نادار ہی کیوں نہ ہو۔ یا قرض سے انکار کرنے والے پر یہ قرض ہو لیکن قرض خواہ اپنے پاس قرض دینے کے گواہ رکھتا ہو۔ تو (ان دونوں صورتوں میں) قرض کی وصول یابی کے بعد گزرے ہوتے دنوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

اس نوع کے قرض میں زکوٰۃ ادا کرنا اسوقت تک موقوف رہے گا جب تک چالیس دراہم وصول نہ ہو جائیں۔ اور چالیس دراہم کی وصولیابی کے بعد ایک درہم کی ادائیگی واجب ہو گی۔ اسلئے کہ نصاب کے پانچویں حصے سے کم معاف ہے اس میں کسی قسم کی زکوٰۃ واجب نہیں

اور اسی طرح چالیس دراہم سے زیادہ کا حکم بھی اس کے حساب کے مطابق ہو گا۔

۔ متوسط قرض " یہ ایسا قرض کہلاتا ہے جو ان اشیا کے عوض میں واجب ہو جو اشیائے تجارت نہ ہوں مثلاً استعمال کئے جانے والے کپڑوں کی قیمت اور خدمت گار غلام اور رہائشی مکان کی قیمت۔ ایسے قرض میں تاوقتیکہ ایک نصاب کی وصولیابی نہ ہو زکوٰۃ کا وجوب نہ ہو گا۔

صحیح روایت کی رُو سے سال کا وہ حصہ بھی معتبر ہو گا جو گزر چکا یعنی جب سے کہ یہ خریدنے والے کے ذمہ اس قرض کا وجوب ہوا ہو (اس وقت سے زکوٰۃ کی مدت کا حساب لگائیں گے)

دینِ ضعیف۔ ایسی شئے کا عوض جو مال نہ ہو مثلاً مہر اور وصیت، خلع کا معاوضہ عمداً قتل کرنے کے بعد دیت پر (جان کے بدلہ مال پر) صلح کی رقم، اور کتابت کا معاوضہ (یعنی آقا غلام سے یہ کہے کہ اتنی رقم ادا کرنے پر تو حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔) اور سعایۃ کا معاوضہ (یعنی ایک غلام کے دو مالک ہوں۔ ان میں سے ایک اپنے حصہ کو آزادی عطا کرے تو اس صورت میں غلام باقی ماندہ حصہ کی آزادی کے لئے محنت و مزدوری کے ذریعہ رقم مہیا کر کے باقی ماندہ حصہ کے مالک کو یہ رقم ادا کر کے مکمل آزاد ہو جائے گا)

ان سارے مطالبات میں تاوقتیکہ ایک نصاب کے بقدر وصولیابی نہ ہو زکوٰۃ کا وجوب نہ ہو گا۔ اور وصولیابی کے بعد (وجوبِ زکوٰۃ کے لئے) پورا سال گزرنا معتبر ہو گا۔ امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ تینوں قسم کے قرضوں کے وصول کردہ حصہ پر مطلقاً از رُوئے حساب زکوٰۃ کا وجوب ہو گا۔

مالِ ضمار کی وصولیابی کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا وجوب نہ ہو گا۔

اور وہ (مالِ ضمار) مفرور غلام یا گمشدہ غلام یا ایسا غصب کردہ مال ہے جس کے شاہد نہ ہوں اور ایسا مال جو سمندر میں گر جائے اور (ایسا مال) جو بیابان میں دفن کردہ ہو یا کسی بڑے گھر میں مدفون ہو اور دفن کا مقام یاد نہ رہا ہو یا وہ مال جو بطور تاوان لیا جائے (اور پھر لوٹا دیا گیا ہو) یا مال ایسے شخص کے پاس بطورِ امانت رکھ دے جسے پہچانتا نہ ہو یا ایسا قرض ہو جس پر کوئی شاہد موجود نہ ہو (ان سب کو مالِ ضمار کی تعریف میں شامل قرار دیں گے)

اور ایسا قرض جس سے فقیر بہ نیتِ زکوٰۃ بری الذمہ کیا جائے (اور بعد قرض دینے کی نیت زکوٰۃ کی) بسلسلۂ زکوٰۃ کافی نہ ہو گا (زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہو گی)

سونے چاندی زکوٰۃ کے بدلہ بطور زکوٰۃ واجب قیمت کے بقدر سامان یا ناپ کر یا تول کر دیجانے والی چیز کا دینا صحیح ہے اور اگر سونے چاندی ہی میں سے زکوٰۃ کی ادائیگی کرنا چاہے تو جس طریقہ سے وجوب زکوٰۃ میں ان کا وزن معتبر ہے اسی طریقہ سے ادائیگی زکوٰۃ میں بھی وزن معتبر ہوگا۔

سامانوں کی قیمت کو سونے چاندی کی قیمت میں اور سونے کی قیمت کو چاندی کی قیمت میں ضم کریں گے۔

سال کے درمیان نصاب کی کمی نقصان دہ نہیں بشرطیکہ شروع اور آخر میں نصاب پورا ہو (کہ زکوٰۃ کا وجوب ہوگا)

لہٰذا کسی شخص کو بہ نیتِ تجارت کسی سامان پر ملکیت حاصل ہو اور وہ سامان نصاب کے بقدر نہ ہو۔ اور اس کے علاوہ پاس کوئی دوسرا سامان بھی نہ ہو، پھر سال پورا ہونے پر قیمتِ سامان بقدرِ نصاب ہو جائے تو اس سامان میں اس سال زکوٰۃ کا وجوب نہ ہوگا۔

سونے کی زکوٰۃ کا نصاب (جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو) بیس مثقال ($7\frac{1}{2}$ تولہ سونا) ہے اور چاندی میں وجوبِ زکوٰۃ دو سو درہم ($52\frac{1}{2}$ تولہ چاندی) ہے یعنی ایسے دراہم کہ ان میں سے ہر دس دراہم کا وزن سات مثقال ہو۔

اور نصاب سے زیادہ جو رقم نصاب کے پانچویں حصے کے بقدر ہو جائے تو اس کے حساب کے اعتبار سے اس کی زکوٰۃ ادا کریگا وہ سونا چاندی جس کا کھوٹ پر غلبہ ہو (یعنی سونے چاندی کی مقدار زیادہ ہو۔ اور کھوٹ کی کم ہو) تو اس کا حکم خالص سونے چاندی کا سا ہوگا

جواہرات اور موتیوں میں زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوتا۔ البتہ اگر دوسرے سامانوں کی طرح " بہ نیتِ تجارت مالک ہوا ہو (تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔) اگر ناپ یا تول کر دی جانے والی چیز پر سال بھر گذر جائے۔ پھر اس کا نرخ بڑھ جائے یا گھٹ جائے پس وہ خاص اسی شے میں سے دسویں حصہ کی چوتھائی دیدے تو درست و کافی ہے اور اگر بجائے خاص اس چیز کے اسکی قیمت دینی ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہونے یعنی سال پورا ہونے کے دن جو اسکی قیمت ہو وہ معتبر ہوگی۔

اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مستحقین زکوٰۃ کو ادا کرتے وقت جو قیمت ہو وہ معتبر ہوگی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی برتنے والا مال کو ضائع کرنے والا نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ کا ضمان لازم نہ آئیگا پس سال بھر گزرنے پر سارا مال تلف ہو گیا تو وجوب زکوٰۃ ساقط ہو جائے گا۔ اور مال کا ایک حصہ تلف ہو گیا تو تلف شدہ کے بقدر زکوٰۃ کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔

تلف ہونے والا اوّل اس حصۂ مال کی طرف لوٹایا جائے گا جو معاف ہے (اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں)

لہذا اگر تلف شدہ مال معاف کردہ سے آگے نہ بڑھے تو (اس صورت میں) واجب بدستور برقرار رہے گا۔
اور زکوٰۃ جبراً وصول نہیں کی جائے گی۔ اور نہ (مرنے والے کے) ترکہ میں سے لی جائے گی۔ البتہ اگر مرنے والا وصیت کردے تو ثلث ترکہ سے زکوٰۃ ادا کریں گے۔ .... زکوٰۃ کا وجوب (اپنے ذمہ سے) ہٹانے و دور کرنے کی خاطر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حیلہ جائز ہے اور امام محمدؒ اسے باعثِ کراہت شمار کرتے ہیں۔

تشریح و توضیح الزکوٰۃ الخ زکوٰۃ اصل میں بڑھوتری اور اضافہ کو کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کیونکہ ذخیرۂ آخرت اور ثواب آخرت میں اضافہ کا سبب ہے۔ اور دنیوی اعتبار سے بھی زکوٰۃ کی پابندی مال میں ترقی کا سبب نہیں ہے اسلئے زکوٰۃ کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔

فرضت الخ زکوٰۃ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ ارشادِ باری ہے "واٰتوا الزکوٰۃ" اور ارشادِ باری ہے "خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها (الآية)

نصاب الخ اس سے مراد ایک مخصوص ومعین مقدار ہے جس کے پائے جانے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس مقدار سے کم پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوتا۔

عن حاجته الاصلیة الخ یعنی وہ چیزیں جن سے آدمی اپنے کو ہلاکت ونقصان سے بچاتا ہے مثلاً کھانا پینا۔ رہائش کے لئے مکان، جنگ کے آلات اور سردی وگرمی سے بچاؤ کے لئے حسبِ ضرورت کپڑے یا یہ ضرورت تقدیراً وپوشیدہ ہو، مثلاً قرض کیونکہ مقروض جو اس کے ہاتھ میں ہو، اس سے قرض کی ادائیگی کرتا ہے قرض کی اس قید سے نجات کے لئے جو اس کے لئے ہلاکت کی مانند ہے۔ لہذا جب یہ مال ان ضرورتوں میں صرف ہو تو وہ نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جیسے پیاسے کے پاس اگر اتنا ہی پانی ہو کہ وہ پیاس بجھا سکے تو وہ معدوم کے حکم میں ہے اور اس کے لئے اس پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز ہے۔

نام۔ یعنی ایسے مال پر زکوٰۃ واجب ہے جو بڑھنے والا ہو۔ شرعاً اس میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اگر یہ قید نہ لگائی جاتی تو بتدریج سارا مال ختم ہو جاتا اور یہ بات باعثِ حرج وتنگی ہوتی اور شریعت میں حرج وتنگی نہیں۔

حولان الحول الخ یعنی ایسے نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوگی جس پر پورا سال گزر چکا ہو اور جس پر پورا سال نہ گزرا ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے "تاوقتیکہ حولانِ حول نہ ہو جائے مال میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (یہ روایت ابو داؤد، احمد، دارقطنی، بیہقی، ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہے۔)

مَالُ الضِّمَارِ الخ ضاد کے زیر کے ساتھ وہ مال جس کی بازیابی کی بظاہر کوئی توقع نہ رہی ہو اصل اس کی "اضمار اور تغییب" ہے کہا جاتا ہے۔ اضمر فی قلبہ شیئاً (اس کے دل میں کوئی بات پوشیدہ ہے) مال ضمار میں گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ "مصنف ابن ابی شیبہ" میں حضرت عمر بن میمونؒ سے منقول ہے کہ ولید بن عبد الملک نے "اہل رقہ" میں سے ابو عائشہ نامی ایک شخص سے بیس لاکھ دراہم (جبراً) لے کر بیت المال میں ڈال دیئے پھر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ ہوئے تو اس کا لڑکا حاضر ہو کر ولید کے ظلم کا فریادرسی ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے میمون کو لکھا کہ اسے اس کا مال دے دو۔ اور اس سال کی زکوٰۃ اس سے لے لو کیونکہ اگر مال ضمار نہ ہوتا تو ہم اس سے گذشتہ مدت کی زکوٰۃ لیتے۔

نِيَّةُ التِّجَارَةِ الخ تجارت کا مال کسی بھی طرح کا ہو اس پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنی مالیت کے اعتبار سے سونے و چاندی کے حد نصاب کو پہنچ جاتے (ہدایہ) مال تجارت کا حساب سونے و چاندی کے سکوں سے لگایا جاتے گا تبیین میں اسی طرح ہے

مال تجارت میں اس بات کا اختیار رہے کہ چاہے مال کی قیمت درہموں سے لگائی جاتے اور چاہے دیناروں سے لگائیں لیکن اگر ایک کے ذریعہ نصاب کامل ہو جاتا ہو اور دوسرے سے ناقص رہتا ہو تو جس نصاب کامل ہو جاتا ہو تو اسی کے اعتبار سے حساب ہوگا۔ بحر الرائق میں اسی طرح ہے۔

بَابُ المَصْرِفِ

هُوَ الفَقِيرُ وَهُوَ مَنْ يَمْلِكُ مَا لَا يَبْلُغُ نِصَابًا وَلَا قِيمَتَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ وَلَوْ صَحِيحًا مُكْتَسِبًا وَالمِسْكِينُ وَهُوَ مَنْ لَا شَيْءَ لَهُ وَالمُكَاتَبُ وَالمَدْيُونُ الَّذِي لَا يَمْلِكُ نِصَابًا وَلَا قِيمَتَهُ فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهِ. وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الغُزَاةِ أَوِ الحَاجِّ. وَابْنُ السَّبِيلِ وَهُوَ مَنْ لَهُ مَالٌ فِي وَطَنِهِ وَلَيْسَ مَعَهُ مَالٌ وَالعَامِلُ عَلَيْهَا يُعْطَى قَدْرَ مَا يَسَعُهُ وَأَعْوَانَهُ وَلِلْمُزَكِّي الدَّفْعُ إِلَى كُلِّ الأَصْنَافِ وَلَهُ الاقْتِصَارُ عَلَى وَاحِدٍ مَعَ وُجُودِ بَاقِي الأَصْنَافِ وَلَا يَصِحُّ دَفْعُهَا لِكَافِرٍ وَغَنِيٍّ يَمْلِكُ نِصَابًا أَوْ مَا يُسَاوِي قِيمَتَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ فَاضِلٍ عَنْ حَوَائِجِهِ الأَصْلِيَّةِ وَطِفْلِ غَنِيٍّ وَبَنِي هَاشِمٍ وَمَوَالِيهِمْ وَاخْتَارَ الطَّحَاوِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِبَنِي هَاشِمٍ وَأَصْلِ المُزَكِّي وَفَرْعِهِ وَزَوْجَتِهِ وَمَمْلُوكِهِ وَمُكَاتَبِهِ وَمُعْتَقِ بَعْضِهِ وَكَفَنِ مَيِّتٍ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ وَثَمَنِ قِنٍّ يُعْتَقُ وَلَوْ دَفَعَ بِتَحَرٍّ لِمَنْ ظَنَّهُ مَصْرِفًا فَظَهَرَ بِخِلَافِهِ أَجْزَأَهُ إِلَّا

اَنْ یَکُوْنَ عَبْدَہٗ وَمُکَاتَبَہٗ وَکُرِہَ الْاِغْنَاءُ وَھُوَ اَنْ یَفْضُلَ لِلْفَقِیْرِ نِصَابٌ بَعْدَ قَضَاءِ دَیْنِہٖ وَبَعْدَ اِعْطَاءِ کُلِّ فَرْدٍ مِنْ عِیَالِہٖ دُوْنَ نِصَابٍ مِنَ الْمَدْفُوْعِ اِلَیْہِ وَاِلَّا فَلَا یُکْرَہُ ۔ وَنُدِبَ اِغْنَاؤُہٗ عَنِ السُّؤَالِ وَکُرِہَ نَقْلُھَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَلَدٍ اٰخَرَ لِغَیْرِ قَرِیْبٍ وَاَحْوَجَ وَاَوْرَعَ وَاَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِیْنَ بِتَعْلِیْمٍ وَالْاَفْضَلُ صَرْفُھَا لِلْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مِنْ کُلِّ ذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْہُ ثُمَّ لِجِیْرَانِہٖ ثُمَّ لِاَھْلِ مَحَلَّتِہٖ ثُمَّ لِاَھْلِ حِرْفَتِہٖ ثُمَّ لِاَھْلِ بَلْدَتِہٖ ۔ وَقَالَ الشَّیْخُ اَبُوْحَفْصٍ الْکَبِیْرُ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَاتُقْبَلُ صَدَقَۃُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُہٗ مَحَاوِیْجُ حَتّٰی یَبْدَأَ بِھِمْ فَیَسُدَّ حَاجَتَھُمْ ۔

ترجمہ:- مصارفِ زکوٰۃ یہ ہیں

(۱) وہ فقیر جو صاحبِ نصاب نہ ہو اور نہ ایک نصاب کی قیمت کے بقدر اس کے پاس کوئی ساماں ہو۔

(۲) مسکین جو اپنے پاس کچھ نہ رکھتا ہو۔

(۳) مکاتب (اس کی آزادی میں زکوٰۃ کے مال سے اعانت کی جائے گی)

(۴) مقروض جو اپنے قرض سے زائد اور اسکی قیمت کا مالک نہ ہو۔

(۵) فی سبیل اللہ یعنی ایسا آدمی جو خرچ نہ ہونے کے باعث مجاہدین یا حجاج کی رفاقت سے رُک گیا ہو۔

(۶) مسافر ایسا مسافر جو اپنے وطن میں مال رکھتا ہو مگر مال اسکے ہمراہ نہ ہو۔

(۷) صدقہ کے عامل کہ اس کو اسکے عمل اور مددگاروں کے خرچ کے مطابق دیا جائے گا۔

اور زکوٰۃ دینے والے کے لئے درست ہے کہ ان سب مصارفِ زکوٰۃ کو دے یا سب مصارف کے ہوتے ہوئے محض ایک ہی کو دینے پر اکتفا کرے۔

کافر یا ایسے مالدار کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جو مالکِ نصاب ہو یا اس کے پاس موجود کسی بھی مال کی قیمت بقدر نصاب حوائج اصلیہ سے زائد ہو۔

اور مالدار کے نابالغ بچے اور بنی ہاشم اور انکے آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

امام طحاوی نے اسے جائز قرار دیا ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دی جائے زکوٰۃ دینے والے باپ دادا (پردادا) اور فروع (بیٹا بیٹی اور ان کی اولاد) کو، اپنی بیوی، اپنے مملوک (غلام یا باندی) اور اپنے مذہب اور اپنا وہ آزاد شدہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو ان میں سے کسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

اور مرنے والے کے کفن، میت کا قرض ادا کرنے اور ایسے غلام کی قیمت میں جسے کفارہ وغیرہ میں نعمتِ آزادی عطا کی جارہی ہو زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا جائز نہیں اگر مالک نصاب نے مصرف سمجھ کر کسی کو زکوٰۃ دی اس کے بعد اس کے برعکس ظاہر ہوا مثلاً معلوم ہو کہ وہ غنی ہے) تو بھی زکوٰۃ کافی ہو گی (اور از سر نو ادا نہیں کریگا۔) البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ اس کا غلام یا مکاتب ہے (تو دوبارہ ادا کرے) اور نصاب کے بقدر ایک فقیر کو دینا مکروہ ہے اور وہ اتنا دینا ہے کہ قرض کی ادائیگی اہل وعیال میں سے ہر فرد کو نصاب سے کم دینے کے بعد بھی اسکے پاس بقدر نصاب بچ جائے۔

اور اگر بقدر نصاب بچے تو باعث کراہت نہیں۔ اور ایک فقیر کو اتنی زکوٰۃ دینی مستحب ہے کہ اسے (ایک دن کے) سوال سے بے نیاز کر دے۔

اور یہ باعثِ کراہت ہے کہ سال پورا ہو چکنے کے بعد ایک شہر کا مال زکوٰۃ دوسرے شہر بھیجا جائے۔ البتہ اگر اپنے عزیز یا اپنے شہر سے زیادہ ضرورت مند یا زیادہ متقی کو بھیجے یا دوسری جگہ بھیجنا مسلمانوں کی تعلیم کے بارے میں زیادہ سود مند ہو تو مضائقہ نہیں۔

افضل یہ ہے کہ وہ اقرباء جن کو زکوٰۃ دینی درست ہو ان میں باعتبار قرابت سب سے اقرب کو دی جائے پس اقرب اسکا ہر ذی رحم محرم ہے لہٰذا ان میں سے جسے زکوٰۃ دینی جائز ہو اسے دے دے) اس کے بعد اپنے ہمسایوں پھر اہل محلہ، پھر اپنے ہم پیشوں اسکے بعد اپنے اہل شہر کا درجہ ہے

شیخ ابو حفص الکبیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ اس کا صدقہ (عند اللہ) قبول نہ ہوگا۔ کہ اسکے اقرباء ضرورت مند ہوں۔ (اور وہ انہیں نظر انداز کر دے) حتیٰ کہ اقرباء سے آغاز کرے اور انکی ضرورتیں پوری کرے۔

تشریح وتوضیح | باب المصرف الخ اصل اسمیں یہ ارشادِ ربانی ہے " انما الصدقات للفقراءِ والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ۔ پس آٹھ قسمیں ہیں۔ ان میں سے " المؤلفۃ قلوبہم " ساقط ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعیف الاسلام لوگوں کو تالیف قلوب اور استحکام علی الاسلام کے لئے کچھ عطا فرما دیا کرتے تھے اسی طرح بعض شریروں کی شرارت سے حفاظت کی خاطر بھی ایسا کیا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پھر حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں مائل علی الاسلام کرنے کے لئے عطا فرما دیا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا لہٰذا اب ہمارے اور تمہارے درمیان اسلام ہے یا تلوار۔ یہ لوگ لوٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور بولے کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمرؓ۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے ان کا حصہ صحابہ کرام کی موجودگی میں باطل قرار دیا۔ لہذا اس پر صحابہؓ کا اجماع ہوگیا۔

و للمزکی الخ یعنی زکوٰۃ دینے والے کے لئے جائز ہے کہ تمام ذکر کردہ اصناف پر صرف کرے یا بعض پر اور اگر ان میں صرف ایک صنف پر صرف کرے تب بھی درست ہے۔

حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ فرض صدقہ وصول فرماکر ایک صنف میں صرف کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تم جس صنف میں چاہے صرف کرو تمہارے لئے کافی ہے۔

"تفسیر طبریؒ" میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ ارشاد منقول ہے۔

وھو الیھم الخ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو رافعؓ کو صدقہ کھانے سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ قوم کا مولیٰ (غلام) بھی انہیں میں شمار ہوتا ہے اور ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے (یہ روایت ابو داؤد وغیرہ میں موجود ہے)

لغیر قسا بیب الخ یعنی اگر دوسرے شہر میں زکوٰۃ دینے والے کا کوئی قریبی رشتہ دار موجود ہے تو اس کے لئے صلہ رحمی کے پیش نظر وہاں زکوٰۃ کی رقم اس کو بھیجنا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے ساتھ اس کا مالی تعاون کرنا شرعاً مستحسن و محمود ہے۔

"طبرانی میں اس سے ملتے جلتے مفہوم کی روایت موجود ہے۔ اور اگر دوسرے شہر میں کوئی ایسا قریبی عزیز یا زیادہ ضرورت مند نہ ہو تو سال پورا ہونے پر دوسرے شہر میں زکوٰۃ منتقل کرنا سبب کراہت ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الفِطْرِ

تَجِبُ عَلَىٰ حُرٍّ مُسْلِمٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ اَوْ قِيمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ وَحَوَائِجِ عِيَالِهٖ وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيْرُ وَهِيَ مَسْكَنُهٗ وَ اَثَاثُهٗ وَ ثِيَابُهٗ وَفَرَسُهٗ وَسِلَاحُهٗ وَعَبِيْدُهٗ لِلْخِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ وَاِنْ كَانُوْا اَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ وَلَا تَجِبُ عَلَى الْجَدِّ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتِيْرَ اَنَّ الْجَدَّ كَالْاَبِ عِنْدَ فَقْدِهٖ اَوْ فَقْرِهٖ وَعَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهٖ وَاُمِّ وَلَدِهٖ وَلَوْ كُفَّارًا لَا عَنْ مُكَاتَبِهٖ وَلَا عَنْ وَلَدِهِ الْكَبِيْرِ وَزَوْجَتِهٖ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَاٰبِقٍ اِلَّا بَعْدَ عَوْدِهٖ وَكَذَا الْمَغْصُوْبُ وَالْمَاْسُوْرُ

وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقِهِ اَوْ سَوِيْقِهِ اَوْ صَاعُ تَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ شَعِيْرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ وَيَجُوْزُ دَفْعُ الْقِيْمَةِ وَهِيَ اَفْضَلُ عِنْدَ وِجْدَانِ مَا يَحْتَاجُهُ لِاَنَّهَا اَسْرَعُ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْفَقِيْرِ وَاِنْ كَانَ زَمَنَ شِدَّةٍ فَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيْرُ وَمَا يُؤْكَلُ اَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَوَقْتُ الْوُجُوْبِ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ فَمَنْ مَاتَ اَوِ افْتَقَرَ قَبْلَهُ اَوْ اَسْلَمَ اَوْ اغْتَنٰى اَوْ وُلِدَ بَعْدَهُ لَا تَلْزَمُهُ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُهَا قَبْلَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَصَحَّ لَوْ قَدَّمَ اَوْ اَخَّرَ وَالتَّاخِيْرُ مَكْرُوْهٌ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ فِطْرَتَهُ لِفَقِيْرٍ وَاحِدٍ وَاخْتُلِفَ فِيْ جَوَازِ تَفْرِيْقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلٰى اَكْثَرَ مِنْ فَقِيْرٍ وَيَجُوْزُ دَفْعُ مَا عَلٰى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيْحِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ

ترجمہ:۔ صدقۂ فطر کا وجوب اس آزاد مسلمان پر ہوتا ہے جسے (ضروریاتِ اصلیہ سے زائد) مقدارِ نصاب یا اسکی قیمت پر ملکیت حاصل ہو۔ خواہ اس نصاب کے اُوپر پورا سال بھی نہ گزرے یوم عید الفطر کی صبح صادق کے ساتھ اس کا وجوب ہو جاتا ہے اس مال کا تجارت کے واسطے ہونا ضروری نہیں لیکن یہ شرط ہے کہ وہ مال قرض اور ضروریاتِ اصلیہ (نیز) اہل وعیال کی ضروریات سے زائد ہو۔

ضرورت کے بارے میں یہ معتبر ہے کہ اس کے لئے کافی ہو محض فرض کر لینا ناقابلِ اعتبار ہے، گھر کا سامان، اس کے کپڑے، گھوڑا، ہتھیار اور خدمت کی خاطر غلام اسی ضرورت میں داخل ہیں

صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور چھوٹے (نابالغ) نادار بچوں کی جانب سے ادا کرے گا۔ اور بچوں کے مالدار ہونے کی صورت میں صدقۂ فطر کی ادائیگی بچوں کے مال سے کرے گا۔

روایت کے ظاہر کے مُطابق پوتوں کے صدقۂ فطر کا وجوب دادا پر نہ ہوگا۔ اور راجح قول کے مطابق اگر باپ موجود نہ ہو یا باپ نادار ہو تو (اس صورت میں) دادا کا حکم باپ کا سا ہوگا۔ (اور اس پر پوتوں کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔) نیز اس پر واجب ہوگا۔ کہ خدمت کرنے والے غلاموں اور اپنے مدبر اور ام ولد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ البتہ اپنے مکاتب غلام اور اپنے بڑے (بالغ) لڑکے اور اپنی بیوی کی جانب سے اور مشترک غلام اور اپنے اس غلام کی طرف سے جو بھاگ گیا ہو صدقۂ فطر نہ دے لیکن اس کے واپس آجانے کے بعد دے گا۔

اسی طرح وہ غلام جسے چھین لیا گیا ہو یا قیدی بنایا گیا ہو اس کا حکم ہوگا۔ (کہ انکی مدم واپسی ان کے صدقۂ فطر

ادا کرنا واجب نہ ہوگا۔

صدقہ فطر گندم یا اس کا آٹے یا اس کا ستو نصف صاع واجب ہے۔ اور خرما یا کشمش یا جو سے ایک صاع، صاع سے عراقی صاع آٹھ رتل والا مراد ہے اور ان اشیاء کی قیمت دینا جائز ہے بلکہ اس صورت میں قیمت ہی دینا افضل ہے جبکہ فقیر (مفلس) کو وہ شئے جس کی اسے احتیاج ہو مہیا ہو سکے اس لئے کہ ان اشیاء کی قیمت سے نادار کی ضرورت جلد پوری ہو سکتی ہے اور اگر دور قحط ہو تو گندم، جو اور (دوسری) کھائی جانے والی اشیاء کا دینا بمقابلہ درہم کے افضل ہوگا۔

صدقہ فطر کے واجب ہونے کے وقت طلوع صبح صادق کا وقت ہے۔

پس جو صبح صادق سے قبل موت کی آغوش میں سو جاتے یا نادار (غیر صاحب نصاب) ہوگیا، یا طلوع صبح صادق کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہو یا طلوع صبح صادق کے بعد نصاب کا مالک ہوا ہو یا وہ بچہ جس کی پیدائش طلوع صبح صادق کے بعد ہوتی ہو۔ ان میں سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔

اور باعث استحباب ہے کہ عیدگاہ جانے سے قبل صدقہ فطر نکالے۔

اور تقدیم یا تاخیر کر دے تب بھی صحیح ہے (اور صدقہ فطر ادا ہو جائے گا) لیکن تاخیر باعث کراہت ہے۔

ہر شخص کو چاہیے کہ اپنا پورا فطرہ ایک ہی شخص (مستحق) کے حوالہ کرے اور اس بارے میں (فقہاء) کا اختلاف ہے کہ ایک فطرہ ایک فقیر (مستحق) سے زیادہ کو دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور صحیح قول کے مطابق یہ جائز ہے کہ ایک جماعت (چند آدمی) واجب صدقہ فطر ایک ہی شخص کو دیدے۔

اور اللہ ہی صحیح بات کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

تشریح و توضیح نصف صاع الخ گندم میں یہ مقدار حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ، اور حضرت ابوہریرہؓ سے ثابت ہے۔ اور رہی خرما یا جو میں ایک صاع کی مقدار یہ بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہیں۔

وان کان زمن شدة فالحنطة الخ حاصل یہ کہ اگر گندم دینے میں فقیر (مستحق) کا نفع ہو تو وہ دے اور اگر نقد دینا اس کے واسطے سود مند ہو تو وہی دینا بہتر ہے۔ مثلاً دوران قحط گندم دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

ویستحب الخ یعنی صدقہ فطر جلد ادا کرنا مستحب ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر نماز عید کیلئے روانہ ہونے سے قبل دیتے تھے (یہ روایت مسند حاکم میں موجود ہے۔)

والتاخیر مکروه الخ تاخیر کرنا مکروہ ہے مگر تاخیر کیوجہ سے صدقہ فطر ساقط نہ ہوگا۔ اس کا مقصود کیونکہ فقیر و ضرورت مند کی ضرورت رفع کرنا اور سوال سے روکنا ہے۔ لہٰذا اس میں کسی مقررہ وقت کی قید نہیں۔

اور بہر صورت اسکی ادائیگی واجب ہے۔

کتاب الحج

هُوَ زِيَارَةُ بِقَاعٍ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوصٍ فِي أَشْهُرِهٖ وَهِيَ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ وَشُرُوطُ فَرْضِيَّتِهٖ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسَطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلَى رَاحِلَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِهٖ أَوْ عَلَى شِقِّ مَحْمِلٍ بِالْمِلْكِ أَوِ الْإِجَارَةِ لَا الْإِبَاحَةِ وَالْإِعَارَةِ لِغَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ إِذَا أَمْكَنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةِ بِلَا مَشَقَّةٍ وَإِلَّا فَلَا بُدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ فَاضِلَةٌ عَنْ نَفَقَتِهٖ وَنَفَقَةِ عِيَالِهٖ إِلَى حِيْنِ عَوْدِهٖ وَعَمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وَأَثَاثِهٖ وَآلَاتِ الْمُحْتَرِفِيْنَ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ وَيُشْتَرَطُ الْعِلْمُ بِفَرْضِيَّةِ الْحَجِّ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ أَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَشُرُوطُ وُجُوبِ الْأَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَزَوَالُ الْمَانِعِ الْحِسِّيِّ عَنِ الذَّهَابِ لِلْحَجِّ وَأَمْنُ الطَّرِيْقِ وَعَدَمُ قِيَامِ الْعِدَّةِ وَخُرُوْجُ مَحْرَمٍ وَلَوْ مِنْ رِضَاعٍ أَوْ مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَأْمُوْنٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أَوْ زَوْجٍ لِامْرَأَةٍ فِي سَفَرٍ وَالْعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْرًا عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ وَيَصِحُّ أَدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحُرِّ الْإِحْرَامُ وَالْإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الْوُقُوْفُ مُحْرِمًا بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلَى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الْجِمَاعِ قَبْلَهٗ مُحْرِمًا وَالرُّكْنُ الثَّانِيْ هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ فِيْ وَقْتِهٖ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ النَّحْرِ

ترجمہ :- مخصوص مقامات کی مخصوص فعل (وقوف وطواف کا احرام باندھ کر) حج کے (مقرر وتعین) مہینوں میں زیارت کو حج کہتے ہیں وہ مخصوص مہینے ماہِ شوال و ذی القعدہ اور ماہِ ذی الحجہ کے دس دن ہیں حج عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق قدرت ہونے پر علی الفور فرض ہو جاتا ہے۔

زیادہ صحیح قول کے مطابق حج کی فرضیت کی آٹھ شرائط ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) حج کا وقت ہونا (۶) حوائج اصلیہ سے زائد اوسط درجہ خرچ کے اعتبار سے توشہ ہونا۔ خواہ وہ مکہ مکرمہ ہی میں قیام پذیر کیوں نہ ہو
(۷) غیر مکی ہو تو) اس کے پاس ایسی سواری ہو جو اسی کے ساتھ مخصوص ہو یا محمل کے ایک حصہ کے اُوپر بطور کرایہ یا بطور ملکیت قدرت حاصل ہو کسی کے مباح کرنے یا عاریت کا اعتبار نہ ہوگا۔

اور مکہ کے آس پاس کے علاقہ میں رہنے والے لوگوں پر حج کی فرضیت اسوقت ہوگی جبکہ وہ پیدل اپنی قوت کے بل پر چل کر (خاص) مشقت کے بغیر حج کر سکتے ہوں اور اگر مشقت کے بغیر پا پیادہ نہ پہنچ سکتے ہوں تو مطلقاً (بلا قید) انکے واسطے بھی سواری ضروری قرار دی جاتی گی۔

اور نفقہ سے فاضل پر قدرت سے مراد یہ ہے کہ اس کے عیال (گھر والوں) کے نفقہ سے زائد ہو گھر لوٹنے تک نیز ان اشیاء سے بھی زائد ہو۔ جو اس کے واسطے ضروری ہوں مثلاً گھر اور گھر کا ضروری سامان، اور پیشہ وروں کے آلات، اور قرض ادا کرنا اور اسکی خاطر مہیا شدہ رقم) دارالحرب میں دارالاسلام میں داخل ہونے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ اسے حج کے فرض ہونے کا علم ہو۔ ورنہ محض دارالاسلام میں رہائش ہی (اس کے لئے) کافی ہے۔

زیادہ صحیح قول کے مطابق وجوب حج ادا کرنے کی پانچ شرائط ہیں۔
(۱) جسم کا تندرست و صحیح ہونا (۲) حج کے لئے جانے کی خاطر حسی رکاوٹ کا دُور ہونا (۳) راہ کا محفوظ ہونا۔ (۴) عورت کی عدت کا باقی نہ رہنا (۵) محرم کا عورت کے ساتھ ہونا، خواہ بوجہ رضاعت یا مصاہرت ہی کیوں نہ ہو۔ (مثلاً ساس اپنے داماد کے ہمراہ جائے) اور وہ رفیقِ سفر مامون ہو اور اسکی طرف سے کسی غلط اقدام کا اندیشہ نہ ہو) (اور وہ) عاقل ہو بالغ ہو یا رفیقِ سفر عورت کا شوہر ہو۔ اور مفتی بہ قول کے مطابق خشکی اور سمندر کے سفر میں اکثر و بیشتر صحیح و سالم لوٹ آنا (راستہ کے امن کے سلسلہ میں) معتبر ہے۔

اور فریضہ حج کی ادائیگی آزاد شخص کے واسطے چار باتوں کے ساتھ صحیح ہوتی ہے (۱) احرام باندھا ہو (۲) مسلمان ہو۔ اور ان دونوں کو (صحتِ حج کے لئے) شرط قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد حج کے دونوں ارکان کی ادائیگی (صحت حج کے واسطے) شرط ہے۔ اور ان دونوں میں سے ایک یہ ہے کہ بحالتِ احرام عرفات میں ایک لحظہ کے واسطے نو ذی الحجہ کے وقتِ زوال سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ٹھہرا ہو۔ بشرطیکہ اس سے قبل بحالتِ احرام اس نے ہمبستری نہ کی ہو۔ اور رکنِ ثانی اندرونِ وقت طوافِ اضافہ کے اکثر حصہ کی ادائیگی ہے اور اس کے وقت کی ابتدا ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے ہے۔

تشریح و توضیح | کتاب الحج الخ تین رکنوں سے فارغ ہو کر اب چوتھا رکن (رکنِ اسلام) شروع کیا۔

"الحج" حا کے زبر اور جیم کی تشدید اور حا کے زبر کے ساتھ لغت میں اسکے معنی قصد کے ہیں۔ اور شرعاً مخصوص جگہ کی مخصوص وقت میں زیارت کو کہتے ہیں۔

فرض مرۃ الخ عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا بشرطیکہ استطاعت فرض ہے اور ایک سے زیادہ مرتبہ نفل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اسی طرح ہے (ابو داؤد میں یہ روایت موجود ہے۔

الحریۃ الخ آزاد مسلمان مکلف تندرست دیکھنا پر حج فرض ہے پس غلام پر واجب نہیں خواہ مدبر ہو یا مکاتب یا خالص غلام اور کافر پر واجب نہیں کیونکہ کافر بحق ادائے عبادات غیر مخاطب ہیں۔ اور اسی طرح غیر مکلف (پاگل اور بچہ) پر واجب نہیں۔

والقدرۃ علی الزاد۔ یعنی حوائج اصلیہ سے زائد اور اہل وعیال کے نفقہ سے زائد ہو۔

ومن الطریق الخ۔ یعنی راستہ کا مامون ہونا بھی شرط ہے اور عورت ہو تو سفر شرعی کے بقدر مسافت کی صورت میں اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا بھی ضروری ہے حدیث شریف میں ہے کہ کوئی عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے۔ (یہ روایت مسند بزار میں موجود ہے۔ اور "بخاری ومسلم" کی روایت میں ہے کہ کوئی عورت بلا محرم کے سفر نہ کرے اور ایک روایت میں ہے مگر اس کے ساتھ اسکا شوہر یا محرم ہو اور عورت پر محرم کا نفقہ واجب ہے۔

الوقوف الخ۔ وقوف عرفہ رکن حج ہے کہ اس کے بغیر حج ہی ادا نہ ہوگا۔

اداب حج۔ فقہا فرماتے ہیں کہ حج کے آداب میں سے یہ ہے کہ بغرض حج نکلنے کا قصد ہو تو اول اپنے قرض سے سبکدوشی حاصل کرے۔

کسی سمجھدار شخص سے اس بارے میں مشورہ کرلے کہ اس وقت سفر کرنا کیسا ہے اصل حج کے بارے میں مشورہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسکے خیر وبہتر ہونے کا پہلے سے علم ہے ایسے ہی اللہ تعالی سے استخارہ کرنا چاہیے۔ مسنون استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعات سورۃ اخلاص کے ساتھ پڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استخارہ کی ثابت ومنقول دعا پڑھے۔ پھر توبہ کرے اور نیت میں اخلاص پیدا کرے۔ کسی شخص سے ظلماً حاصل کی ہوئی چیز لوٹاتے۔ اپنے مخالفوں اور وہ لوگ جن سے اسکے معاملات رہے ہوں۔ ان سے معافی طلب کرے۔

عبادت میں جو کوتاہی ہوئی ہو قضا کر کے اسکی تلافی کرے اور اپنے قصور پر ندامت کے ساتھ آئندہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا قصد کرے۔ فخر وغرور وریا کو دور کیا جائے۔ اسی بنا پر بعض علما فرماتے ہیں کہ محمل میں سوار ہونا باعث کراہت ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اسطرح کے خیالات پیدا نہ ہونے کی شکل میں

باعث کراہت نہیں۔ مال حلال کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بلاحلال مال کے حج قبولیت کے درجہ تک نہ پہنچے گا۔ یہ تفصیل "ظہیریہ، فتح القدیر اور بحرالرائق" میں موجود ہے۔

"ینابیع" میں ہے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے نفقہ چھوڑنا اور پاکیزہ نفس کے ساتھ نکلنا چاہیئے راستہ میں تقوی کو اپنائے بکثرت ذکراللہ کرے۔ غصے سے اجتناب کرے، لوگوں کی ناگوار خاطر پر تحمل سے کام لے۔

وَوَاجِبَاتُ الْحَجِّ إِنْشَاءُ الْإِحْرَامِ مِنَ الْمِيقَاتِ وَمَدُّ الْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ إِلَى الْغُرُوبِ وَالْوُقُوفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فِيمَا بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ وَذَبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ وَالْحَلْقُ وَتَخْصِيصُهُ بِالْحَرَمِ وَأَيَّامِ النَّحْرِ وَتَقْدِيمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا وَإِيقَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُصُولُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍّ بِهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ وَبُدَاءَةُ السَّعْيِ مِنَ الصَّفَا وَطَوَافُ الْوَدَاعِ وَبُدَاءَةُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالتَّيَامُنُ فِيهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثَيْنِ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَأَقَلُّ الْأَشْوَاطِ بَعْدَ فِعْلِ الْأَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ وَتَرْكُ الْمَحْظُورَاتِ كَلُبْسِ الرَّجُلِ الْمَخِيطَ وَسَتْرِ رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَسَتْرِ الْمَرْأَةِ وَجْهَهَا وَالرَّفَثُ وَالْفُسُوقُ وَالْجِدَالُ وَقَتْلُ الصَّيْدِ وَالْإِشَارَةُ إِلَيْهِ وَالدَّلَالَةُ عَلَيْهِ وَسُنَنُ الْحَجِّ مِنْهَا الْاغْتِسَالُ وَلَوْ لِحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ أَوِ الْوُضُوءُ إِذَا أَرَادَ الْإِحْرَامَ وَلُبْسُ إِزَارٍ وَرِدَاءٍ جَدِيدَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَالتَّطَيُّبُ وَصَلَاةُ رَكْعَتَيْنِ وَالْإِكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَةِ بَعْدَ الْإِحْرَامِ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ مَتَى صَلَّى أَوْ عَلَا شَرَفًا أَوْ هَبَطَ وَادِيًا أَوْ لَقِيَ رَكْبًا وَبِالْأَسْحَارِ وَتَكْرِيرُهَا كُلَّمَا أَخَذَ فِيهَا وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةِ الْأَبْرَارِ وَالْاسْتِعَاذَةُ مِنَ النَّارِ وَالْغُسْلُ لِدُخُولِ مَكَّةَ وَدُخُولُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاةِ نَهَارًا وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ تِلْقَاءَ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ وَالدُّعَاءُ بِمَا أَحَبَّ عِنْدَ رُؤْيَتِهِ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ وَطَوَافُ الْقُدُومِ وَلَوْ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْاضْطِبَاعُ فِيهِ وَالرَّمَلُ إِنْ سَعَى بَعْدَهُ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْهَرْوَلَةُ فِيمَا بَيْنَ الْمِيلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ لِلرِّجَالِ

والمشي على هيئة في باقي السعي والاكثار من الطواف وهو افضل
من صلاة النفل للآفاقي والخطبة بعد صلاة الظهر يوم سابع الحجة
بمكة وهي خطبة واحدة بلا جلوس يعلم المناسك فيها والخروج بعد
طلوع الشمس يوم التروية من مكة لمنى والمبيت بها ثم الخروج منها بعد
طلوع الشمس يوم عرفة الى عرفات فيخطب الامام بعد الزوال قبل
صلاة الظهر والعصر مجموعة جمع تقديم مع الظهر خطبتين يجلس
بينهما والاجتهاد في التضرع والخشوع والبكاء بالدموع والدعاء للنفس
والوالدين والاخوان المؤمنين بما شاء من امر الدارين في الجمعين
والدفع بالسكينة والوقار بعد الغروب من عرفات والنزول بمزدلفة
مرتفعا عن بطن الوادي بقرب جبل قزح والمبيت بها ليلة النحر بمنى ايام
منى بجميع امتعته وكره تقديم ثقله الى مكة اذ ذاك ويجعل منى
عن يمينه ومكة عن يساره حالة الوقوف لرمي الجمار وكونه راكبا
حالة رمي جمرة العقبة في كل الايام ماشيا في الجمرة الاولى التي تلي
المسجد والوسطى والقيام في بطن الوادي حالة الرمي وكون الرمي
في اليوم الاول فيما بين طلوع الشمس وزوالها وفيما بين الزوال وغروب
الشمس في باقي الايام وكره الرمي في اليوم الاول والرابع فيما بين
طلوع الفجر والشمس وكره في الليالي الثلاث وصح لان الليالي كلها تابعة
لما بعدها من الايام الا الليلة التي تلي عرفة حتى صح فيها الوقوف بعرفات
وهي ليلة العيد وليالي رمي الثلاث فانها تابعة لما قبلها والمباح من
اوقات الرمي ما بعد الزوال الى غروب الشمس من اليوم الاول وبهذا علمت
اوقات الرمي كلها جوازا وكراهة واستحبابا ومن السنة هدي المفرد
بالحج والاكل منه ومن هدي التطوع والمتعة والقران فقط ومن السنة
الخطبة يوم النحر مثل الاولى يعلم فيها بقية المناسك وهي ثالثة خطب
الحج وتعجيل النفر اذا اراده من منى قبل غروب الشمس من اليوم الثاني
عشر وان اقام بها حتى غربت الشمس من اليوم الثاني عشر فلا شيء عليه وقد

اَسَاءَ وَإِنْ اَقَامَ بِمِنًى طُلُوْعَ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهُ رَمْيُهُ وَمِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً بَعْدَ ارْتِحَالِهِ مِنْ مِنًى وَشُرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ وَالتَّضَلُّعُ مِنْهُ وَاسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظَرُ اِلَيْهِ قَائِمًا وَالصَّبُّ مِنْهُ عَلٰى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ وَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهُ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ السُّنَّةِ الْتِزَامُ الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ اَنْ يَّضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ عَلَيْهِ وَالتَّشَبُّثُ بِالْاَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّ وَتَقْبِيْلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُوْلُهُ بِالْاَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ اِلَّا اَعْظَمُ الْقُرُبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ فَيَنْوِيْهَا عِنْدَ خُرُوْجِهِ مِنْ مَّكَّةَ مِنْ بَابِ سَبِيْكَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَسَنَذْكُرُ لِلزِّيَارَةِ فَصْلًا عَلٰى حِدَتِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ :۔ اور واجباتِ حج (حسبِ ذیل) ہیں (۱) احرام میقات سے باندھنا (۲) وقوفِ عرفہ غروب تک طویل کرنا (۳) دسویں ذی الحجہ کی طلوعِ فجر کے بعد اور طلوعِ آفتاب سے قبل کے بیچ کے وقت میں اندرونِ مزدلفہ قیام (۴) جمرات پر کنکریاں پھینکنا (۵) قران کرنے والے اور تمتع کرنیوالے کو قربانی کے جانور کا ذبح (۶) سر منڈوا دینا (یا قصر کرانا) (۷) سر منڈوانا یا قصر خاص طور پر اندرونِ حرم اور نحر (قربانی) کے دنوں میں کرنا (۸) جمرات کی رمی کو سر منڈوانے پر مقدم کرنا (۹) قران اور تمتع کرنے والے کی جمرات کی رمی کے بیچ کے وقت میں قربانی (۱۰) قربانی کے دنوں میں طوافِ زیارت (۱۱) حج کے (مخصوص) مہینوں میں صفا و مروہ کے بیچ سعی (۱۲) یہ سعی ایسے طواف کے بعد جو لائق اعتبار ہو سکتا (اور معتبر مانا جا سکتا) ہو (۱۳) غیر معذور کے لئے پاپیادہ سعی (۱۴) صفا سے سعی کی ابتدا (۱۵) طوافِ وداع، (رخصت کا طواف) (۱۶) ہر طواف بیت اللہ کی حجر اسود سے ابتدا (۱۷) دائیں جانب سے (طواف کا) آغاز (۱۸) غیر معذور کو پیادہ طواف کرنا (۱۹) دونوں حدثوں سے پاکی (۲۰) ستر چھپانا۔ (۲۱) طوافِ زیارت کے زیادہ شوط (مثلاً چار یا پانچ) کی نحر کے دنوں میں ادائیگی کے بعد کم کی ادائیگی۔ (۲۲) منع کردہ اشیا کا ترک مثلاً مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا۔ اور مرد کو سر و چہرہ چھپا لینا۔ اور عورت کو چہرہ چھپانا اور فحش کلامی اور گناہ کے کام اور لڑنا اور شکار مارنا اور اسکی جانب اشارہ اور اسکی (دوسرے شخص کو) نشان دہی۔

اور حج کی سنتیں (حسبِ ذیل) ہیں (۱) جس کا ارادہ احرام باندھنے کا ہو وہ غسل کرے) خواہ عورت حیض و نفاس ہی میں مبتلا کیوں نہ ہو یا وضو کرے۔ (غسل کرنا بہتر ہے) (۲) اور ازار (پاک تہبند) اور دو نئی سفید چادریں پہنے (۳) اور خوشبو لگائے (۴) اور دو رکعات نفل پڑھے (۵) اور احرام باندھ لینے کے بعد تلبیہ کی

کثرت رکھے اُونچی آواز سے تلبیہ پڑھے جس وقت نماز پڑھے یا کسی اُونچی جگہ پر چڑھے یا کسی وادی (نشیبی زمین) میں اترے یا قافلہ سے ملاقات ہو۔ اور بوقتِ صبح (بکثرت تلبیہ پڑھے) (۶) اور تلبیہ کی ابتدا کر کے بار بار پڑھے (۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت رکھے۔ (۸) اور بہشت اور صالحین کی معیت کثرت سے مانگے اور بکثرت جہنم سے پناہ طلب کرے (۹) مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت غسل کرے۔ (۱۰) اور مکہ مکرمہ میں باب معلاۃ سے دن میں داخلہ (۱۱) زیارتِ بیت اللہ کے وقت بیت اللہ کی طرف (رُخ کر کے) تکبیر و تہلیل (۱۲) بوقتِ زیارت بیت اللہ محبوب ترین چیز کی دعا کیونکہ یہ وقت خاص طور پر) قبولیتِ دعاء کا ہوتا ہے۔ (۱۳) اور (غیر مکی کے واسطے) طوافِ قدوم خواہ وہ حج کے (مقررہ ومتعین) مہینوں کے علاوہ ہی کیوں نہ ہو (۱۴) اندرونِ طواف اضطباع (یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے اس کے کنارے اپنے بائیں کاندھے پر ڈالے)۔ اور رمل اگر اس کے بعد حج کے مہینوں میں سعی کی ہو (۱۵) میلین اخضرین کے بیچ میں مردوں کو تیز روی اور باقی ماندہ سعی میں اطمینان سے (اور اپنی اصلی رفتار سے) چلنا۔ (۱۶) اور طواف کی کثرت اور یہ کثرتِ طواف غیر مکی کے لئے نفل نماز کے مقابلہ میں افضل ہے (۱۷) ۷ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں بعد نماز ظہر امیر الحج کا ایک خطبہ (درمیان میں بیٹھے بغیر) دینا جس میں وہ لوگوں کو حج کے احکام بتلائے گا (۱۸) ۸ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کی جانب روانگی (۱۹) منی میں شب بسر کرنا (۲۰) منیٰ سے عرفہ کے روز (۹ ذی الحجہ کو) طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی جانب روانگی (۲۱) پھر عرفات پہنچ کر زوال کے بعد نماز ظہر و عصر سے قبل کہ اس روز عصر کی نماز اپنے وقت سے قبل ظہر کے ساتھ پڑھیں گے۔ امام دو خطبے دے گا اور ان دو خطبوں کے بیچ میں بیٹھے گا (۲۲) اور ان دونوں موقعوں میں انتہائی الحاح وزاری اور خشوع (خضوع) واشکباری کے ساتھ اپنے واسطے اور ماں باپ اور کل مومن بھائیوں کے دارین کے امور میں سے جس کی تمنا ہو۔ دل لگا کر دُعا کرے (۲۳) اور سورج غروب ہونے کے بعد بسکون و وقار عرفات سے روانہ ہو (۲۴) بمقام مزدلفہ بطن وادی سے اوپر ہٹتے ہوئے جبل قزح کے قریب اترے (۲۵) اور دس ذی الحجہ کی شب مزدلفہ ہی میں بسر کرے (۲۶) منیٰ کے دنوں (دس، گیارہ، بارہ تاریخ ہیں) اپنے کل سامان سمیت کرے۔ اور یہ باعثِ کراہت ہے کہ اپنا سامان مکہ مکرمہ میں اپنی روانگی سے قبل بھیج دے (۲۷) اور یہ بھی سنت ہے کہ جمرات کی رمی کے وقت منی داہنی طرف اور مکہ مکرمہ بائیں طرف کرے (۲۸) اور سنت ہے کہ کل ایام میں جمرہ عقبی کی رمی کرتے ہوئے سوار اور جمرہ اولیٰ و وسطیٰ کی رمی کرتے ہوئے پا پیادہ ہو۔ جو کہ مسجد خیف سے متصل ہیں (۲۹) رمی کرتے ہوئے بطن وادی میں کھڑا ہو

(۳۰) اور پہلے دن رمی طلوع آفتاب اور زوال کے درمیان اور باقی ایام میں زوال آفتاب اور غروب آفتاب کے بیچ میں رمی کرے۔ اور پہلے اور چوتھے دن صبح صادق سے آفتاب طلوع ہونے تک رمی کرنا باعثِ کراہت ہے

اور تینوں راتوں میں بھی رمی باعثِ کراہت ہے لیکن اگر کوئی کرلے تو (بکراہت) درست ہے۔ اسلئے کہ ساری راتیں آنے والے دنوں کی تابع ہوا کرتی ہیں لیکن محض وہ شب جو عرفہ کے دن سے متصل ہے (وہ ۹ ذی الحجہ کے تابع ہوگی) لہذا اس شب میں وقوفِ عرفہ صحیح ہے۔

اور یہی شب عید کی شب ہے اور تینوں جمرات پر کنکریاں پھینکنے کی راتیں اپنے ماقبل ایام کے تابع (شمار ہونگی) کنکریاں پھینکنے کے اوقات میں سے مباح وقت (کہ جس وقت رمی درست ہے) پہلے دن بعد زوال سورج غروب ہونے تک ہے۔ اس قول کے ذریعہ رمی کا جائز مکروہ اور مستحب اوقات کا علم ہو گیا۔

جس نے حج افراد کیا ہو اس کا جانور ذبح کرکے اس میں سے کھانا سنت ہے۔ اور محض نفل ہدی اور قران و تمتع کی ہدی میں سے کھانا درست ہے اور پہلے خطبہ کی مانند دس ذی الحجہ کو خطبہ دینا اور باقی ماندہ مناسک (احکام حج) بتانا مسنون ہے اور خطبات حج میں یہ تیسرا خطبہ ہوگا۔ نیز سنت ہے کہ بارہ ذی الحجہ کو منیٰ سے روانگی میں عجلت سے کام لے کر غروب آفتاب سے قبل ہی روانہ ہوجائے اور اگر بارہ ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک منیٰ میں ٹھہرا رہے تب بھی اس پر کسی چیز (دم وغیرہ) کا وجوب نہ ہوگا۔ البتہ اس کا ایسا کرنا برا ہے اور اگر تیرہ تاریخ کی صبح صادق کے طلوع تک منیٰ میں قیام پذیر رہے تو اس پر اس دن کی رمی لازم ہوگی

مسنون ہے کہ منیٰ سے روانگی کے بعد کچھ دیر وادئ محصب میں ٹھہرے نیز آب زمزم پینا اور خوب سیر ہو کر پینا مسنون ہے اور مسنون ہے کہ آبِ زمزم پیتے وقت بیت اللہ کی جانب منہ کرکے کھڑا ہو اور اسکی جانب (مشتاقانہ) دیکھتا رہے۔ اور آبِ زمزم میں سے کچھ سر پر اور سارے بدن پر ڈالے اور آبِ زمزم دینی و دنیوی جس مقصد سے پیا جائے گا وہ (انشاءاللہ) پورا ہوگا۔ اور ملتزم سے چمٹنا یعنی اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھنا اور بیت اللہ کے پردے کچھ دیر پکڑ کر جو دعا پسندیدہ ہو کرنا اور بیت اللہ شریف کی چوکھٹ چومنا اور ادب و تعظیم (پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے) بیت اللہ میں داخل ہونا مسنون ہے۔

اب قربات میں (اور فریضہ حج کے سلسلہ میں فرائض و واجبات و ثواب کا کام (اور عند اللہ تقرب کا کام) صرف ایک عظیم ترین قربت اور کار ثواب) کے سوا باقی نہیں رہا اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس اور آنحضور ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات مبارکہ زیارت کرنا ہے لہذا مکہ مکرمہ سے جب وہ باب سبیکہ سے ہوتا ہوا ثنیۂ سفلیٰ کی راہ سے نکلے تو نیتِ زیارت کرلے اور ہم انشاءاللہ عنقریب زیارت کا بیان ایک علیحدہ فصل میں کریں گے

تشریح و توضیح | فی اشہر الحج الخ یعنی حج کے مہینوں میں ارشاد ربانی ہے "الحج اشہر معلومات فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (الآیۃ)

اذا اراد الاحرام الخ یعنی بوقتِ احرام غسل کرنا مستحب ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور فعلاً ثابت ہے۔ (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود ہے) یہ غسل طہارت کے لئے نہیں بلکہ صرف نظافت کی خاطر کیا جاتا ہے، اس لئے عورتوں اور بچوں کے لئے بھی یہ غسل مستحب ہے۔

وصلوٰۃ رکعتین الخ۔ احرام کے موقعہ پر دو رکعات پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب "ذی الحلیفہ" سے احرام باندھا تو دو رکعات پڑھی تھیں۔

والاکثار من التلبیۃ الخ "مصنف ابن ابی شیبہ" میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶ھ میں فتح مکہ سے قبل بغرض عمرہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ مگر مشرکین آڑے آئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم میں داخل ہونے سے روک دیا تو آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے "حدیبیہ" نامی مقام پر احرام کھول دیئے اور اس بات پر صلح ہوگئی کہ آئندہ سال مکہ مکرمہ آئیں گے اور مکہ مکرمہ میں صرف تین روز قیام رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اس کے بعد مدینہ طیبہ لوٹ گئے۔ پھر ۷ھ میں عمرۃ القضا کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ کفار نے حسب وعدہ تین روز کے لئے مکہ خالی کر دیا۔ اور پہاڑوں پر چڑھ گئے اور چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ کمزوروں کا گروہ ہے انہیں پریشانیوں اور مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا۔ اسوقت مدینہ طیبہ کی آب و ہوا زیادہ بخار لانے والی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی اس گفتگو کا علم ہوا تو طواف میں تیزی اور رمل کا حکم فرمایا تھا کہ کفار انکی جلالت وہیبت وقوت کا مشاہدہ کریں اور مسلمانوں کے بارے میں ان کا خیال غلط ثابت ہو جائے یہ رمل کی مشروعیت کا اصل سبب تھا مگر بعد میں بھی یہ سنت باقی رہی۔

والمبیت بھا الخ منیٰ میں اس دن اور نویں تاریخ کی رات ٹھہرے "مسلم شریف" میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الترویہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی پھر آفتاب طلوع ہونے پر منیٰ کی طرف کوچ فرمایا اور وہاں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء اور یوم عرفہ کی فجر کی نماز پڑھی پھر عرفات کی طرف تشریف لے گئے۔

مع الظہر الخ اس پر اہلِ علم کا اتفاق ہے متعدد روایات سے اس کا ثبوت ہے اسی طرح مزدلفہ میں جمع تاخیر متعدد روایات سے ثابت ہے اور ظہر کے ذکر میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ نماز جمعہ یوم عرفہ میں نہیں پڑھے گا۔ اگرچہ جمعہ کا دن ہو۔

الوقوف بعرفات الخ۔ وقوف کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے اور جواز کا وقت یوم نحر کے طلوع صبح صادق تک ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رات میں طلوع فجر سے قبل عرفہ میں پہنچ گیا اس نے حج کو پالیا۔

وادیٔ عرفات سے اگر بحالت نوم گذرے اور بعد میں بیدار ہو اسی طرح بحالت بیہوشی گزرے

اور اس کا رفیق اس کی طرف سے احرام باندھے تو وقوف صحیح ہوجائے گا "نہایہ" میں اسی طرح ہے۔

(فَصْلٌ فِي كَيْفِيَّةِ تَرْكِيبِ أَفْعَالِ الْحَجِّ)

إِذَا أَرَادَ الدُّخُولَ فِي
الْحَجِّ أَحْرَمَ مِنَ الْمِيقَاتِ كَرَابِغَ فَيَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ وَالْغُسْلُ وَهُوَ أَحَبُّ لِلتَّنْظِيفِ
فَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا لَمْ يَضُرَّهَا وَيُسْتَحَبُّ كَمَالُ النَّظَافَةِ
بِقَصِّ الظُّفْرِ وَالشَّارِبِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَجِمَاعِ الْأَهْلِ وَالدُّهْنِ وَلَوْ مُطَيَّبًا
وَيَلْبَسُ الرَّجُلُ إِزَارًا وَرِدَاءً جَدِيدَيْنِ أَوْ غَسِيلَيْنِ وَالْجَدِيدُ الْأَبْيَضُ أَفْضَلُ وَلَا يَزُرُّهُ
وَلَا يَعْقِدُهُ وَلَا يُخَلِّلُهُ فَإِنْ فَعَلَ كُرِهَ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَتَطَيَّبَ وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ
وَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي وَلَبِّ دُبُرَ صَلَاتِكَ تَنْوِي بِهَا الْحَجَّ
وَهِيَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ
لَا شَرِيكَ لَكَ وَلَا تَنْقُصْ مِنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ شَيْئًا وَزِدْ فِيهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ
وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَى إِلَيْكَ وَالزِّيَادَةُ سُنَّةٌ فَإِذَا لَبَّيْتَ نَاوِيًا
فَقَدْ أَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفَثَ وَهُوَ الْجِمَاعُ وَقِيلَ ذِكْرُهُ بِحَضْرَةِ النِّسَاءِ وَالْكَلَامَ
الْفَاحِشَ وَالْفُسُوقَ وَالْمَعَاصِيَ وَالْجِدَالَ مَعَ الرُّفَقَاءِ وَالْخَدَمِ وَقَتْلَ صَيْدِ
الْبَرِّ وَالْإِشَارَةَ إِلَيْهِ وَالدَّلَالَةَ عَلَيْهِ وَلُبْسَ الْمَخِيطِ وَالْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ
وَتَغْطِيَةَ الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَمَسَّ الطِّيبِ وَحَلْقَ الرَّأْسِ وَالشَّعْرِ وَيَجُوزُ الِاغْتِسَالُ
وَالِاسْتِظْلَالُ بِالْخَيْمَةِ وَالْمَحْمِلِ وَغَيْرِهِمَا وَشَدُّ الْهِمْيَانِ فِي الْوَسَطِ وَأَكْثِرِ
التَّلْبِيَةَ مَتَى صَلَّيْتَ أَوْ عَلَوْتَ شَرَفًا أَوْ هَبَطْتَ وَادِيًا أَوْ لَقِيتَ رَكْبًا وَبِالْأَسْحَارِ
رَافِعًا صَوْتَكَ بِلَا جَهْدٍ مُضِرٍّ وَإِذَا وَصَلْتَ إِلَى مَكَّةَ يُسْتَحَبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَدْخُلَهَا
مِنْ بَابِ الْمُعَلَّى لِتَكُونَ مُسْتَقْبِلًا فِي دُخُولِكَ بَابَ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ تَعْظِيمًا وَيُسْتَحَبُّ
أَنْ تَكُونَ مُلَبِّيًا فِي دُخُولِكَ حَتَّى تَأْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ مِنْهُ مُتَوَاضِعًا خَاشِعًا مُلَبِّيًا مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُصَلِّيًا
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَلَطِّفًا بِالْمُزَاحِمِ دَاعِيًا بِمَا أَحْبَبْتَ فَإِنَّهُ مُسْتَجَابٌ
عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا رَافِعًا
يَدَيْكَ كَمَا فِي الصَّلَاةِ وَضَعْهُمَا عَلَى الْحَجَرِ وَقَبِّلْهُ بِلَا صَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ

ذٰلِكَ إِلَّا بِإِيذَاءٍ تَرَكَهُ وَمَسَّ الْحَجَرَ بِشَيْءٍ وَقَبَّلَهُ وَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ مُكَبِّرًا
مُهَلِّلًا حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طُفْ آخِذًا عَنْ يَمِينِكَ
مِمَّا يَلِي الْبَابَ مُضْطَبِعًا وَهُوَ أَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الْإِبْطِ الْأَيْمَنِ وَتُلْقِيَ
طَرَفَيْهِ عَلَى الْأَيْسَرِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ دَاعِيًا فِيهَا بِمَا شِئْتَ وَطُفْ وَرَاءَ الْحَطِيمِ وَإِنْ
أَرَدْتَ أَنْ تَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِبَ الطَّوَافِ فَارْمُلْ فِي الثَّلَاثَةِ الْأَشْوَاطِ
الْأُوَلِ وَهُوَ الْمَشْيُ بِسُرْعَةٍ مَعَ هَزِّ الْكَتِفَيْنِ كَالْمُبَارِزِ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَإِنْ
زَحَمَهُ النَّاسُ وَقَفَ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً رَمَلَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ فَيَقِفُ حَتّٰى يُقِيمَهُ
عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُونِ بِخِلَافِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لِأَنَّ لَهُ بَدَلًا وَهُوَ اسْتِقْبَالُهُ
وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِهِ وَبِرَكْعَتَيْنِ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَعَا فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَهٰذَا طَوَافُ
الْقُدُومِ وَهُوَ سُنَّةٌ لِلْآفَاقِيِّ ثُمَّ تَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُومُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرَى
الْبَيْتَ فَتَسْتَقْبِلُهُ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوطَتَيْنِ
ثُمَّ تَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ عَلَى هِينَةٍ فَإِذَا وَصَلَ بَطْنَ الْوَادِي سَعَى بَيْنَ الْمِيلَيْنِ
الْأَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَثِيثًا فَإِذَا تَجَاوَزَ بَطْنَ الْوَادِي مَشَى عَلَى هِينَةٍ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ
فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا يَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا
مُصَلِّيًا دَاعِيًا بَاسِطًا يَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهٰذَا شَوْطٌ

ترجمہ: فصل - حج کے افعال کی ترکیب (وترتیب) کی کیفیت (اور ادائیگی حج کی شکل) کا بیان

جس شخص کا ارادہ حج کا ہو تو وہ رابغ (ایک مقام کا نام) کے مانند میقات سے احرام باندھ لے پس نہلے یا وضو کرلے اور نظافت کی خاطر غسل کرنا زیادہ اچھا (اور باعثِ استحباب) ہو گا۔ لہٰذا وہ عورت بھی نہلے گی جو حیض میں مبتلا ہوگی۔ اور وہ عورت جسے نفاس کا خون آرہا ہو وہ بھی غسل کرے گی بشرطیکہ نہانا اس کے لئے ضرر رساں نہ ہو۔

اور باعثِ استحباب ہے کہ مکمل نظافت (پاکیزگی وصفائی) ناخن کاٹ کر، مونچھیں تراش کر (یا مونڈ کر) اور بغل اور زیرِ ناف کے بال صاف کرکے حاصل کرلے۔ اور اہلیہ سے ہمبستری کرلے۔ تیل لگائے خواہ خوشبودار ہی کیوں نہ ہو اور مرد ایک نیا تہبند اور نئی چادر پہنے گا۔ یا دُھلے ہوئے پہنے گا۔ اور افضل

یہ ہے کہ دونوں نئے اور سفید ہوں اور چادر میں گھنڈی نہیں لگائے گا، اور نہ رسے باندھے گا، اور نہ اسے پھاڑ کر گلے میں ڈالے گا، لہذا اگر (کسی نے) ایسا کیا تو باعثِ کراہت ہوگا لیکن اسکی وجہ سے اس پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اور خوشبو لگا اور دو رکعات نماز پڑھ اور پھر (یہ) کہہ "اللّٰھمّ انی اُرید الحج فیسرہٗ لی وتقبلہ منی"، اے اللہ میرا حج کا ارادہ ہے تو اسے میرے لئے آسان بنا دے، اور میری جانب سے قبول کرلے) اور بعد نماز تلبیہ کہہ اور وہ یہ ہے "لبیك اللّٰھمّ لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد و النعمة و الملك لاشریك لك" (اے اللہ میں تیری جناب میں حاضر ہوگیا ہوں حاضر ہوگیا ہوں (تیری خدائی میں) تیرا شریک نہیں حاضر ہوگیا ہوں، تمام حمد اور نعمتیں اور ملک وبادشاہی تیرے ہی واسطے ہیں۔ کوئی تیرا شریک (دوسرا) نہیں) ان الفاظ میں سے کوئی کمی نہ کر اور (بلکہ ان الفاظ کا) اضافہ کرلے "لبیك وسعدیك و الخیر كلہ بیدیك لبیك والرغبٰی الیك" (میں حاضر ہوگیا ہوں اور اے اللہ میں نے تیری موافقت کی اور ساری بھلائی تیرے ہاتھ (تیرے ہی قبضہ وقدرت) میں ہے۔ میں حاضر ہوگیا ہوں۔ اور تو ہی آرزو کا مرجع ہے۔ اور یہ اضافہ مسنون ہے پس جب تو نے نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہا محرم ہوگیا۔ لہذا ہمبستری سے احتراز کر۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رفث کے معنی عورتوں کی موجودگی میں ہمبستری کے ذکر کے ہیں اور فحش کلامی اور فسق گناہ کے کاموں رفقاء۔ اور خدام کے ساتھ لڑنے سے اجتناب کرے۔

اور خشکی کے (جنگل وغیرہ کے) شکار کرنے اور اسکی جانب (کسی اور کو) اشارہ کرنے اور اسکی نشان دہی سے بچے۔ اور سلے ہوئے کپڑے پہننے، عمامہ کے باندھنے اور موزوں کے پہلنے اور سر وچہرہ چھپانے، خوشبو کے لگانے، اور سر منڈوانے اور بال (سر کے علاوہ دوسری جگہوں کے بال) منڈوانے سے اجتناب کرے۔

اور غسل کرنا اور خیمہ ومحمل (کجاوہ کے زیرِ سایہ بیٹھنا اور ہمیانی کمر میں باندھنا جائز ہے۔ اور جب بھی تو نماز پڑھے یا اونچی جگہ پر چڑھے یا نیچی جگہ اترے یا سواروں سے ملاقات کرے اور بوقت صبح بلا مشقت ونقصان بلند آواز سے بکثرت تلبیہ پڑھے۔ اور جب تو مکہ مکرمہ پہنچے تو پہلے غسل کرنا اور (پھر) باب معلیٰ سے مکہ میں داخل ہونا باعث استحباب ہے تاکہ از روئے تعظیم بوقتِ داخلہ بھی بیت اللہ شریف کا دروازہ سامنے رہے اور باعثِ استحباب ہے کہ داخل ہوتے ہوئے مسلسل تلبیہ کا ورد ہے یہاں تک کہ باب السلام تک آجائے۔ پھر بابُ السلام سے خشوع وخضوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے عظمتِ مکان کے لحاظ (واحترام) کی وجہ سے تکبیر وتہلیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو۔ اور مزاحم ہونے والے کے ساتھ نرمی برتے، اور جو چیز سب سے زیادہ پسند ہو اس کی دعا کرے۔ اسلئے کہ بیت اللہ شریف

کی زیارت کے وقت دعا (جلد) درجۂ مقبولیت حاصل کرتی ہے

پھر حجرِ اسود کے سامنے جا کر تکبیر و تہلیل کہے۔ اور دونوں ہاتھ نماز کی طرح اٹھائے اور دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر رکھ کر بلا آواز اسے چومے پس جو شخص (دوسرے کو) ایذا پہنچائے بغیر چومنے پر قادر نہ ہو تو نہ چومے اور ہاتھ میں کوئی چیز (مثلاً گھڑی) لے کر اس سے چھوئے اور اس کو چوم لے یا اس پر بھی ہجوم کے باعث قدرت نہ ہو تو) دور سے اشارہ کرے تکبیر و تہلیل کہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر اس طریقہ سے طواف کرے کہ اپنی داہنی جانب بیت اللہ شریف کے دروازہ کے ساتھ ملے ہوئے حصہ سے بشکل اضطباع طواف کی ابتداء کرے۔

اور اضطباع یہ ہے کہ اوڑھی ہوئی چادر (کے ایک پلے کو کاندھے پر ڈالا جائے اس کے بعد) داہنی بغل کے نیچے سے نکالی جائے اور دونوں کناروں کو بائیں کاندھے پر ڈال لیا جائے اس طریقہ سے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور اس دوران جو تو (اپنی بھلائی کی) دعا چاہے مانگے۔ اور حطیم کے باہر سے بیت اللہ کا طواف کر۔

اور اگر طواف سے فارغ ہو کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کا قصد ہو تو طواف کے پہلے تین شوط (چکر) میں رمل بھی کرلے۔ رمل تیز روی سے کاندھے ہلاتے ہوئے چلنے کا نام ہے۔ جیسا کہ صفوں کے درمیان مقابلہ کی خاطر نکلنے والا اکڑ کے ساتھ چلا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر لوگوں کا اژدحام اس کے سامنے ہو تو (ذرا) رک جائے اور پھر رمل کا موقع مل جائے (اور ہجوم چھٹے تو رمل کرے کیونکہ رمل ناگزیر ہے لہٰذا اتنی دیر توقف کرے کہ بطریقِ مسنون رمل ممکن ہو

اس کے برعکس حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا شرعاً بدل موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ اسکی جانب منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور حجرِ اسود (کے پاس سے) جب بھی گزرے اسے چومے اور چومنے ہی پر طواف کا اختتام کرے۔ اور دو رکعات مقامِ ابراہیم میں یا مسجد حرام میں جس جگہ بھی پڑھنے میں سہولت ہو پڑھ لے اسکے بعد واپس ہو پھر حجرِ اسود کو چومے۔ یہ طوافِ قدوم کہلاتا ہے اور آفاقی (غیر مکی) کے واسطے مسنون ہے۔ پھر صفا کی جانب چلے اور اس پر چڑھ کر کھڑا ہو جائے تاکہ بیت اللہ شریف دیکھ لے پھر اسکی جانب رخ کر کے کھڑا ہو درآنحالیکہ تکبیر و تہلیل کہہ رہا ہو تلبیہ اور درود شریف پڑھ رہا ہو (پھر) دعا کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اس طرح بلند کرے کہ دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے ہوں۔ گویا وہ وسیع رحمتِ ربانی کو اپنے دامن میں سمیٹنا چاہ رہا ہو) اسکے بعد صفا سے اتر کر مروہ کی جانب سکون وقار سے چلے پھر بطن وادی (وادی کے بیچ) میں پہنچ کر میلین اخضرین کے درمیان سعی کرے۔ پھر بطن وادی سے گزر کر سکون و وقار کے ساتھ چلے حتیٰ کہ مروہ پر آکر اس پر چڑھ جائے اور صفا کا سا عمل یہاں بھی کرے۔

بیت اللہ شریف کی جانب رخ کر کے کھڑا ہو کر تکبیر و تہلیل، تلبیہ اور درود شریف پڑھے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اس طریقہ سے دعا کرے کہ ہاتھ آسمان کی جانب پھیلا رکھے ہوں۔ اور (اس طرح) یہ

ایک شوط ہوا۔

تشریح وتوضیح | **فی کیفیۃ ترکیب الخ** مستحب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی خاطر غسل کیا جائے۔ باعثِ استحباب ہے کہ ایسی عورت جسے نفاس کا خون آرہا ہو وہ بھی غسل کرے۔ مناسب یہ ہے کہ بلند راستہ کی جانب سے مکہ میں داخل ہو جسے عربی زبان میں "کداء" کہتے ہیں اور یہ مکہ مکرمہ کی اونچی زمین کی جانب بلند سڑک ہے۔ بغرض حج چاہے دن کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہو یا رات کے وقت اس میں کوئی حرج نہیں یہی حکم عمرہ کے واسطے بھی ہے۔ مگر مستحب یہ ہے کہ دن کے وقت داخل ہو۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد اپنا سامان رکھتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہو جانا چاہیے۔ مستحب یہ ہے کہ تلبیہ پڑھتا ہوا جائے۔

باب بنی شیبہ سے داخل ہو تو زیادہ اچھا ہے مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت تلبیہ کا ورد اور اس پاک گھر کی حرمت وعظمت وجلال ملحوظ رہے۔ کوئی شخص رکاوٹ کا سبب بنے تو اس سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے ننگے پیر مسجد میں داخل ہو جب داخل ہو تو اوّل دایاں پاؤں بڑھا کر یہ دُعا پڑھی جائے "میں بنام خدا داخل ہوتا ہوں (تمام) تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود (بھیجتا ہوں) اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے اور مجھے اس میں داخل کر دے۔ اے اللہ میری اس جگہ پر تجھ سے گزارش ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے سردار اور تیرے رسول اور تیرے بندے ہیں ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما اور مجھ پر بھی رحم فرما اور میری لغزشوں کے متعلق درگزر سے کام لے میری خطائیں معاف فرما دے۔ اور مجھ پر سے میرے گناہوں کا بوجھ اُتار دے۔

بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑے تو اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہہ کر یہ دُعا پڑھنی چاہیے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللّٰھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام حیّنا ربنا بالسلام اللّٰھم زِدْ بیتك تعظیمًا وتشریفًا ومھابۃ وزد من تعظیمہ وتشریفہ من حجہ واعتمرہ تعظیمًا وتشریفًا ومھابۃ" (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق (معبود) نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تجھے سلام کہتے ہیں اور تیری جانب سے ہی سلامتی ہے۔ اور تیری ہی جانب سلامتی لوٹا کرتی ہے ہمیں سلامتی وعافیت زندہ رکھ۔ اے اللہ اس پاک گھر کی عظمت وشرافت وعزت وہیبت میں اضافہ کر دے اور حج وعمرہ کرنے والے جو لوگ اسکی عظمت وشرافت وہیبت کا لحاظ کرتے ہوتے حج وعمرہ کریں ان کو عظمت وشرافت ودبدبہ سے نواز دے۔

اس کے علاوہ جو دعا موزوں سمجھی جائے۔ حجرِ اسود کی جانب منہ کر کے اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھانے چاہئیں جس طرح نماز میں تکبیر کہتے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں

حجر اسود کو بوسہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر دیا جائے بشرطیکہ کسی کو تکلیف دیئے بغیر ممکن ہو۔ بوسہ دیتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَطَهِّرْ قَلْبِيْ وَاشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ " (میں بنام خدا بوسہ دے رہا ہوں اے اللہ میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے اور میرے دل کو پاک کردے اور میرے واسطے میرے سینے کو کھول دے اور مجھے ان لوگوں کے ہمراہ عافیت دے جن کو تونے عافیت عطا کی ہے)

ویجوز الاغتسال الخ یعنی محرم کے لئے غسل کرنا ممنوع نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بحالت احرام غسل فرمانا ثابت ہے۔

والاستظلال الخ دیوار وغیرہ کے سایے میں بیٹھنا محرم کے لئے درست ہے "مصنف ابن ابی شیبہ" میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے خیمہ لگایا جاتا تھا حالانکہ وہ محرم ہوتے تھے۔

وشد الهميان الخ " ہمیان " ہا کے زیر اور میم کے سکون کے ساتھ وہ چیز جو پاجامہ کے کمربند کے واسطے کمر میں باندھی جائے اور اس میں دراہم (روپے) رکھے جائیں۔ ضرورتاً اسکی اجازت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے ثابت ہے۔

ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِدًا الصَّفَا فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَتِهٖ حَتّٰى يَاْتِيَ الصَّفَا فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ اَوَّلًا وَهٰذَا شَوْطٌ ثَانٍ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا ثُمَّ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ مُحْرِمًا وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهٗ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوةِ نَفْلًا لِلْاٰفَاقِيِّ فَاِذَا صَلَّى الْفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِي الْحِجَّةِ تَاَهَّبَ لِلْخُرُوْجِ اِلٰى مِنٰى فَيَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يُصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمِنٰى وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِيْ اَحْوَالِهٖ كُلِّهَا اِلَّا فِي الطَّوَافِ وَيَمْكُثُ بِمِنٰى اِلٰى اَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ بِهَا بِغَلَسٍ وَيَنْزِلُ بِقُرْبِ مَسْجِدِ الْخَيْفِ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَذْهَبُ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَاْتِيْ مَسْجِدَ نَمِرَةَ فَيُصَلِّيْ مَعَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَيُصَلِّي الْفَرْضَيْنِ بِاَذَانٍ وَاِقَامَتَيْنِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِشَرْطَيْنِ الْاِحْرَامِ وَالْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِنَافِلَةٍ وَاِنْ لَمْ يُدْرِكِ الْاِمَامَ الْاَعْظَمَ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ فِيْ وَقْتِهَا الْمُعْتَادِ فَاِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمَوْقِفِ وَعَرَفَاتٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

إلا بطن عرنة ويغتسل بعد الزوال في عرفات للوقوف ويقف بقرب جبل الرحمة
مستقبلا مكبرا مهللا ملبيا داعيا مادا يديه كالمستطعم ويجتهد في الدعاء لنفسه
ووالديه وإخوانه ويجتهد على أن يخرج من عينيه قطرات من الدمع فإنه
دليل القبول ويلح في الدعاء مع قوة رجاء الإجابة ولا يقصر في هذا اليوم
إذ لا يمكنه تداركه سيما إذا كان من الآفاق والوقوف على الراحلة أفضل
والقائم على الأرض أفضل من القاعد فإذا غربت الشمس أفاض الإمام والناس
معه على هينتهم وإذا وجد فرجة يسرع من غير أن يؤذي أحدا ويتحرز عما
يفعله الجهلة من الاشتداد في السير والازدحام والإيذاء فإنه حرام
حتى يأتي مزدلفة فينزل بقرب جبل قزح ويرتفع عن بطن الوادي توسعة
للمارين ويصلي بها المغرب والعشاء بأذان واحد وإقامة واحدة ولو
تطوع بينهما أو تشاغل أعاد الإقامة ولم تجز المغرب في طريق المزدلفة وعليه
إعادتها ما لم يطلع الفجر وسن المبيت بالمزدلفة فإذا طلع الفجر صلى
الإمام بالناس الفجر بغلس ثم يقف والناس معه والمزدلفة كلها موقف
إلا بطن محسر ويقف مجتهدا في دعائه ويدعو الله أن يتم مراده وسؤاله
في هذا الموقف كما أتمه لسيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فإذا أسفر
جدا أفاض الإمام والناس قبل طلوع الشمس فيأتي إلى منى وينزل بها ثم يأتي
جمرة العقبة فيرميها من بطن الوادي بسبع حصيات مثل حصى الخزف ويستحب
أخذ الجمار من المزدلفة أو من الطريق ويكره من الذي عند الجمرة ويكره
الرمي من أعلى العقبة لإيذائه الناس ويلتقطها التقاطا ولا يكسر حجرا جمارا
ويغسلها ليتيقن طهارتها فإنها يقام بها قربة ولو رمى بنجسة أجزأه وكره
ويقطع التلبية مع أول حصاة يرميها وكيفية الرمي أن يأخذ الحصاة بطرف
إبهامه وسبابته في الأصح لأنه أيسر وأكثر إهانة للشيطان والمسنون
الرمي باليد اليمنى ويضع الحصاة على ظهر إبهامه ويستعين بالمسبحة
ويكون الرامي ـــــ وموضع السقوط خمسة أذرع

ترجمہ:- پھر کوہِ صفا پر جانے کے قصد سے واپس ہو اور میلین اخضرین پر پہنچ کر سعی کرے اس کے بعد سکون و طمانیت سے چلے یہاں تک کہ صفا تک آجائے پھر اس کے اوپر چڑھے اور پہلی بار کی طرح اس بار بھی کرے اور یہ دُوسرا شوط (چکر) ہوا۔ اسی طریقہ سے سات شوط کرلے کہ کوہِ صفا سے ابتدا کرے اور کوہِ مروہ پر اس کا اختتام ہو۔ اس کے ہر شوط میں (دوڑی) درمیانی حصہ میں دوڑے۔ پھر مکہ مکرمہ بحالتِ احرام قیام پذیر ہو اور جب جی چاہے بیت اللہ شریف کا طواف کرلے آفاقی (غیر مکی) کے واسطے نفل نماز کے مقابلہ میں طواف افضل ہے۔

اس کے بعد آٹھ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نمازِ فجر پڑھ کر منیٰ کی جانب روانگی کے لئے تیار ہو اور طلوعِ آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے چل دے اور نمازِ ظہر منیٰ میں پڑھنا باعثِ استحباب ہے۔ اور کسی حال میں تلبیہ نہ چھوڑے۔ (بلکہ اس کا وِرد رکھے) البتہ اندرونِ طواف تلبیہ نہ پڑھے۔

اور (پھر) منیٰ میں رُکے حتیٰ کہ نو ذی الحجہ کو نمازِ فجر اندھیرے میں (کہ ابھی اسفار نہ ہوا ہو) پڑھ کر مسجد خیف کے نزدیک آکر اُترے۔ پھر آفتاب طلوع ہونے کے بعد عرفات پہنچ کر ٹھہر جائے۔ پھر زوالِ آفتاب کے بعد مسجد نمرہ میں امام اعظم (امیر الحج) یا اس کے قائم مقام کے ہمراہ آئے پھر امام دو خطبے دے اور اس کے بعد نمازِ ظہر و عصر پڑھائے۔ امام (خطیب) ان دونوں کے بیچ میں بیٹھے گا۔ اور امام دونوں فرض یعنی نمازِ ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھائے۔ اور نمازِ ظہر و عصر اکٹھی پڑھنے کے لئے محرم ہونا اور امام اعظم (امیر الحج) کا ہونا شرط ہے۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل نماز پڑھ کر فصل پیدا کرے (بلکہ بلافصل دونوں نمازیں پڑھی جائیں)

اور اگر امام اعظم کا ساتھ میسر نہ ہو تو دونوں میں سے ہر نماز اپنے متعین وقت میں پڑھے پھر امام کے ساتھ نماز پڑھ کر ٹھہرنے کے مقام پر آجائے۔ اور سارے عرفات میں (کہیں بھی) بجز بطن عرفہ کے ٹھہر سکتا ہے۔ اور بعد زوال وقوفِ عرفات کا غسل کرے (یہ غسل باعثِ استحباب ہے واجب نہیں) اور جبل رحمت کے نزدیک اس حال میں ٹھہرے کہ بیت اللہ کی جانب رُخ کئے ہوئے تکبیر و تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) اور تلبیہ پڑھ رہا ہو کبھی کھانا طلب کرنے والے کی مانند ہاتھ پھیلائے۔ دعا کرے اور اپنے اور والدین اور بھائیوں (وغیرہ) کے لئے دُعا میں پوری سعی (اور الحاح و زاری) کرے اور اسکی سعی کرے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپک جائیں (کہ عند اللہ ان آنسوؤں کی بڑی قیمت ہے۔) اس لئے کہ یہ قبولیت کی نشانی ہے اور دُعا میں قبولیت کی توقع کے ساتھ پُورے الحاح (و زاری) سے کام لے اور اس روز (کسی قسم کی) کوتاہی سے کام نہ لے اس لئے کہ پھر اسکی تلافی ممکن نہیں۔ (اور یہ سنہرا موقع ہاتھ سے نکل گیا تو نکل گیا بعد میں دستِ حسرت ملے گا) خاص طور پر جبکہ وہ آفاقی (غیر مکی) ہو (کہ اس کو یہ موقع بہت غنیمت سمجھنا چاہئے۔ کیا خبر آئندہ زادِ سفر مہیا ہو سکے یا نہیں اور زندگی

میں دوبارہ یہ سعادت نصیب ہو سکے یا نہیں) اور افضل یہ ہے کہ سواری پر ٹھہرے۔ اور زمین پر کھڑا ہونیوالا شخص اس شخص سے افضل ہے۔ جو زمین پر بیٹھے۔ پھر سورج غروب ہو جانے پر امام واپس لوٹے اور لوگ سکون وطمانیت کے ساتھ اسکے ہمراہ ہوں پھر کہیں کشادگی نظر آئے تو کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر تیز چلے اور جہلاء کے سے (اذیت دہ) کاموں سے احتراز کرے یعنی چلنے میں کسی کی تکلیف کا خیال کئے بغیر) تیزی سے چلنا دھکے دینا اور تکلیف پہنچانا اسلئے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ لوٹے پھر جبل قزح کے نزدیک اتر کر بطنِ وادی سے کچھ بالائی جانب قیام کرے۔ گزرنے والوں کے واسطے جگہ کشادہ رکھنے کا خیال کرتے ہوئے اور مزدلفہ میں نمازِ مغرب وعشاء ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا کرے اور نمازِ مغرب وعشاء کے بیچ میں نفل پڑھ لی ہو یا کسی اور کام میں لگ گیا ہو تو از سرِ نو اقامت کہے۔ اور یہ جائز نہیں کہ نمازِ مغرب مزدلفہ کے راستہ میں پڑھے۔

اور جو شخص پڑھ لے اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے یعنی طلوعِ صبح صادق تک از سرِ نو پڑھنی واجب ہوگی

اور مسنون یہ ہے کہ مزدلفہ ہی میں رات گزاری جائے۔ پھر طلوعِ صبح صادق پر امام لوگوں کو نمازِ فجر اندھیرے میں ہی پڑھا دے۔ پھر امام اور اس کے ہمراہ سارے لوگ قیام پذیر رہیں۔ اور بطنِ محسّر کے علاوہ سارا مزدلفہ ٹھہرنے کا قیام ہے۔ (کہ جہاں جی چاہے ٹھہر جائے۔) اور اپنی دعاؤں میں بہت زیادہ انہماک وسعی و توجہ کرتے ہوئے قیام پذیر رہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مراد (وآرزو) پوری ہونے کی دعا کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے اسکی مراد پوری کردے جیسا کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پوری فرمائی تھی۔

پھر اچھی طرح روشنی ہو جانے پر امام اور اسکے ہمراہ لوگ طلوعِ آفتاب سے قبل چل دیں، امام لوگوں کے ہمراہ منیٰ پہنچے اور وہاں اُترے۔ اس کے بعد جمرۂ عقبیٰ پر پہنچ کر رمی کرے (اور) بطنِ وادی میں کھڑا ہوا اور ٹھیکرے کی مانند سات کنکریوں سے رمی کرے۔ اور باعثِ استحباب یہ ہے کہ مزدلفہ یا راہ سے کنکریاں لے لے۔ اور باعثِ کراہت ہے کہ جمرہ کے پاس پڑی ہوئی کنکریوں میں سے اٹھائے اور باعثِ کراہت ہے کہ جمرۂ عقبیٰ کی بالائی جانب سے رمی کرے اسلئے کہ اس طرح رمی لوگوں کی تکلیف کا سبب ہوگی۔ اور یہ کنکریاں جہاں سے جی چاہے اُٹھا لے اور کنکریوں کی خاطر کسی پتھر کو نہ توڑے۔ اور یقینی طہارت و پاکی کیخاطر ان کنکریوں کو دھو لینا چاہیئے۔ کیونکہ ان کنکریوں کے ذریعہ ایک ثواب کی چیز کی ادائیگی ہوتی ہے۔ اور اگر ناپاک کنکریوں سے رمی کرے تب بھی رمی درست ہو جائے گی مگر ایسا کرنا باعثِ کراہت ہے اور تلبیہ پہلی کنکری کی رمی کے ساتھ ہی ختم کر دے۔

اور رمی کی شکل یہ ہے کہ کنکر کو انگوٹھے اور انگشتِ شہادت کے سرے سے پکڑا جائے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ اسلئے کہ (پھینکنے کی) یہ شکل سہل اور شیطان کی زیادہ اہانت کرنے والی ہے مسنون یہ ہے

کہ رمی داہنے ہاتھ سے کی جائے اور کنکری انگوٹھے کی پشت پر رکھ کر انگشتِ شہادت سے مدد حاصل کرے (اس کا سہارا دے) اور رمی کرنے والے اور کنکریاں گرنے کے مقام میں پانچ ہاتھ کا فصل ہو۔

تشریح و توضیح | فیقیم بہا الخ۔ عرفات کے وقوف کے لئے دو چیزیں شرط قرار دی گئی ہیں۔

(۱) میدانِ عرفات (۲) یوم عرفہ یعنی نوذی الحجہ اس میں کھڑے ہونے کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور نہ واجب حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بیٹھا رہے تو درست ہے ایسے ہی اس میں نیت کو بھی شرط قرار نہیں دیا۔ "بحر الرائق" میں اس کی صراحت ہے۔ افضل یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑا ہو

عند الاحناف میدانِ عرفات کے واسطے کسی مخصوص دعا کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔ جو دعا موزوں سمجھے مانگ لے۔ "بدائع" میں اسی طرح ہے۔ عرفات کے میدان میں مناسب یہ ہے کہ اکثر یہ دعا پڑھے۔

" لا إلٰه الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حيّ لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير لا نعبد الا اياه ولا نعرف ربًا سواه اللّٰهم اجعل فى قلبى نورًا وفى سمعى نورًا وفى بصرى نورًا اللّٰهم اشرح لى صدرى ويسر لى امرى اللّٰهم هٰذا مقام المستجير العائذ من النّار اجرنى من النّار بعفوك وادخلنى الجنّة برحمتك يا ارحم الرّاحمين اللّٰهم اذا هديتنى الاسلام فلا تنزعه عنى ولا تنزعنى عنه حتى تقبضنى وانا عليه " اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا (اس کی خدائی میں) کوئی شریک نہیں، سلطنت و تعریف اسی کے واسطے ہے۔ وہی جِلاتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے۔ اور اس پر موت طاری (کبھی بھی) نہیں ہوتی۔ بھلائی (اور اسکی توفیق) اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ہم فقط اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کو اپنا پروردگار نہیں جانتے۔ اے اللہ مجھے نورِ قلب عطا فرما اور میرے کانوں کو نور عطا کر اور میری آنکھوں کو نور بخش دے۔ اے اللہ میرا سینہ فراخ کر دیجئے اور میرا کام آسان فرما دیجئے۔ اے اللہ یہ نارِ جہنم سے پناہ مانگنے والے کی جگہ ہے مجھے معاف فرما۔ اور جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ اور اپنی رحمت کے ہمراہ جنت میں داخل فرما اے ارحم الراحمین۔ اے خدا جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت فرما دی تو اس کو مجھ سے مت نکال اور مجھے اس سے نہ نکال حتیٰ کہ تو میری رُوح کو قبضہ کر لے اور میں اسی (اسلام) پر (قائم) رہوں۔ "محیط سرخسی" میں اسی طرح ہے۔

مسنون یہ ہے کہ دعا پست آواز کے ساتھ کی جائے "جوہرہ نیرہ" میں اسی طرح ہے۔

ویغتسل بعد الزوال الخ۔ عرفات کے وقوف میں ان چیزوں کو مسنون قرار دیا گیا ہے۔ (۱)

غسل کرنا (۲) دونوں خطبوں کا پڑھا جانا (۳) نماز ظہر وعصر کی ظہر کے جائز وقت کے اندر ادائیگی (۴) دونوں نمازوں سے فراغت کے بعد جلد اپنی قیام گاہ کی جانب چلے جانا (۵) باوضو ہونا (۶) سواری پر وقوف (۷) امام کے نزدیک ہی وقوف کرنا (۸) دل کا پوری طرح متوجہ و حاضر ہونا (۹) جن باتوں سے دعا میں دھیان بٹتا ہے ان سے خالی (و بے نیاز) ہونا۔ اہلِ قافلہ کے گذرنے کے راستہ پر میدانِ عرفات میں وقوف نہ کرنا چاہیے تاکہ ان لوگوں سے کسی طرح کے جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ کالے پتھروں کے قریب وقوف کیا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کا مقام ہے۔ اگر اس جگہ وقوف ممکن نہ ہو تو پھر بحدِ امکان اسی کے پاس کوئی جگہ ہونی چاہیے "بحر الرائق" میں یہ تفصیل موجود ہے۔

ایسی عورت جسے حیض آرہا ہو اور جنبی (جسے غسل کی ضرورت ہو) کا وقوف ایسے ہی اس آدمی کا وقوف جو دونوں نمازیں جمع نہیں کر سکا درست ہے۔ اور اس پر کسی چیز (جرمانہ) کا وجوب نہ ہوگا۔ قبلہ رُخ ہو کر ہاتھوں کو اس طرح کشادہ کر کے اٹھایا جائے جس طرح کسی پکارنے والے شخص کی توجہ ہاتھ اور منہ سے پکارے گئے شخص کی جانب ہوتی ہے۔ الحمد للہ۔ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد رکھنا چاہیے۔ درود شریف پڑھنا۔ دُعائیں مانگنا۔ لوگوں کو احکامِ حج سکھانا اور پُورے انہماک و کوشش سے دعا مانگتا رہے تلبیہ باربار پڑھتا رہے "بدائع" اور "ظہیریہ" میں اسی طرح ہے۔

فینزل بقرب جبل قزح الخ۔ افضل یہ ہے کہ مزدلفہ میں اس پہاڑی کے پاس اُترا جائے جسے قزح کہا جاتا ہے۔ پوری رات تلاوتِ کلام اللہ، نماز، ذکر اور عاجزی وانکساری کے ساتھ دُعائیں کرنے میں گذاری جائے (تبیین)

وَلَوْ وَقَعَتْ عَلٰى رِجْلٍ اَوْ مَحْمِلٍ وَثَبَتَتْ اَعَادَهَا وَاِنْ سَقَطَتْ عَلٰى سُنَنِهَا ذٰلِكَ اَجْزَاهُ وَكَبَّرَ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَذْبَحُ الْمُفْرِدُ بِالْحَجِّ اِنْ اَحَبَّهٗ ثُمَّ يَحْلِقُ اَوْ يُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ اَفْضَلُ وَيَكْفِيْ فِيْهِ رُبُعُ الرَّأْسِ وَالتَّقْصِيْرُ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْ رُءُوْسِ شَعْرِهٖ مِقْدَارَ الْاَنْمُلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَاْتِيْ مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ بَعْدَهٗ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَهُ النِّسَاءُ وَاَفْضَلُ هٰذِهِ الْاَيَّامِ اَوَّلُهَا وَاِنْ اَخَّرَهٗ عَنْهَا لَزِمَهٗ شَاةٌ لِتَاْخِيْرِ الْوَاجِبِ ثُمَّ يَعُوْدُ اِلٰى مِنًى فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ مِنْ اَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ يَبْدَاُ بِالْجَمْرَةِ الَّتِيْ تَلِيْ مَسْجِدَ الْخَيْفِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مَاشِيًا يُكَبِّرُ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّ حَامِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عليه وسلم ويرفع يديه في الدعاء ويستغفر لوالديه ولإخوانه المؤمنين ثم يرمي الثانية التي تليها مثل ذلك ويقف عندها داعيا ثم يرمي جمرة العقبة راكبا ولا يقف عندها فإذا كان اليوم الثالث من أيام النحر رمى الجمار الثلاث بعد الزوال كذلك وإذا أراد أن يتعجل نفر إلى مكة قبل غروب الشمس وإن أقام إلى الغروب كره وليس عليه شيء وإن طلع الفجر وهو بمنى في الرابع لزمه الرمي وجاز قبل الزوال والأفضل بعده وكره قبل طلوع الشمس وكل رمي بعده رمي ترميه ماشيا لتدعو بعده وإلا راكبا لتذهب عقبه بلا دعاء وكره المبيت بغير منى ليالي الرمي ثم إذا رحل إلى مكة نزل بالمحصب ساعة ثم يدخل مكة ويطوف بالبيت سبعة أشواط بلا رمل وسعي إن قدمهما وهذا طواف الوداع ويسمى أيضا طواف الصدر وهذا واجب إلا على أهل مكة ومن أقام بها ويصلي بعده ركعتين ثم يأتي زمزم فيشرب من مائها ويستخرج الماء منها بنفسه إن قدر ويستقبل البيت ويتضلع منه ويتنفس فيه مرارا ويرفع بصره كل مرة ينظر إلى البيت ويصب على جسده إن تيسر وإلا يمسح به وجهه ورأسه وينوي بشربه ما شاء وكان عبد الله بن عباس رضي الله عنهما إذا شرب يقول اللهم إني أسألك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء وقال صلى الله عليه وسلم ماء زمزم لما شرب له. ويستحب بعد شربه أن يأتي باب الكعبة ويقبل العتبة ثم يأتي إلى الملتزم وهو ما بين الحجر الأسود والباب فيضع صدره ووجهه عليه ويتشبث بأستار الكعبة ساعة يتضرع إلى الله تعالى بالدعاء بما أحب من أمور الدارين ويقول اللهم إن هذا بيتك الذي جعلته مباركا وهدى للعالمين اللهم كما هديتني له فتقبل مني ولا تجعل هذا آخر العهد من بيتك وارزقني العود إليه حتى ترضى عني برحمتك يا أرحم الراحمين. والملتزم من الأماكن التي يستجاب فيها الدعاء بمكة المشرفة وهي خمسة عشر موضعا نقلها الكمال بن الهمام عن رسالة الحسن البصري رحمه الله بقوله في الطواف وعند الملتزم وتحت الميزاب وفي البيت وعند زمزم وخلف المقام وعلى الصفا وعلى المروة وفي

السَّعْيِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي مِنًى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ (انتهى) والْجَمَرَاتُ تُرْمٰى وَفِي اَيَّامِ بَعْدَهٖ
اَيَّامِ يَوْمِ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٍ بَعْدَهٗ كَمَا تَقَدَّمَ وَذَكَرْنَا اسْتِجَابَتَهٗ اَيْضًا عِنْدَ
رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ وَيُسْتَحَبُّ دُخُوْلُ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ الْمُبَارَكِ اِنْ لَمْ يُؤْذِ اَحَدًا
وَيَنْبَغِيْ ان يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَقَدْ
جَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قُرْبُ
ثَلَاثَةِ اَذْرُعٍ ثُمَّ يُصَلِّيْ فَاِذَا صَلّٰى اِلَى الْجِدَارِ يَضَعُ خَدَّهٗ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
وَيَحْمَدُهٗ ثُمَّ يَاْتِي الْاَرْكَانَ فَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى مَاشَاءَ
وَيَلْزَمُ الْاَدَبَ مَااسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ وَلَيْسَتِ الْبَلَاطَةُ الْخَضْرَاءُ الَّتِيْ
بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَقُوْلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ اَنَّهٗ
الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِيْ جِدَارِ الْبَيْتِ بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا
وَالْمِسْمَارُ الَّذِيْ فِيْ وَسَطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوْنَهٗ سُرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ اَحَدُهُمْ عَوْرَتَهٗ وَسُرَّتَهٗ
وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فِعْلُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ۔ وَاِذَا
اَرَادَ الْعَوْدَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَنْبَغِيْ اَنْ يَنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهٖ لِلْوَدَاعِ وَهُوَ يَمْشِيْ اِلٰى
وَرَائِهٖ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْبَيْتِ بَاكِيًا اَوْ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلٰى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتّٰى
يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِيْ شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى
وَالْمَرْاَةُ فِيْ جَمِيْعِ اَفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَاْسَهَا وَتُسْدِلُ
عَلٰى وَجْهِهَا شَيْئًا تَحْتَهٗ عِيْدَانٌ كَالْقُبَّةِ تَمْنَعُ مَسَّهٗ بِالْغِطَاءِ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا
بِالتَّلْبِيَةِ وَلَا تَرْمُلُ وَلَا تُهَرْوِلُ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ بَلْ تَمْشِيْ
عَلٰى هِيْنَتِهَا فِيْ جَمِيْعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقَصِّرُ وَتَلْبَسُ
الْمَخِيْطَ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِي اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَهٰذَا تَمَامُ حَجِّ الْمُفْرِدِ وَهُوَ
دُوْنَ الْمُتَمَتِّعِ فِي الْفَضْلِ وَالْقِرَانُ اَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ

ترجمہ:۔ اور اگر کنکری کسی شخص یا محمل (ہودج) پر گر کر لڑھک جائے تو از سر نو پھینکے اور اگر اپنی رفتار کے مطابق چل کر جمرہ کے نزدیک گر جائے تو اسے کافی قرار دیں گے (اور دوبارہ کنکری پھینکنا واجب نہ ہوگی) اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہے پھر وہ شخص جس نے حج افراد کیا ہو اگر پسند کرے تو ذبح کر دے اسکے بعد سر منڈوالے یا قصر کرالے (بال قینچی وغیرہ سے

کٹوالے) افضل یہ ہے کہ سر منڈوالے اور (جانا ہ) کے لئے یہ بھی کافی ہے اگر بجائے پورے سر کے) چوتھائی سر منڈوالے اور قصر کا مطلب یہ ہے کہ بالوں کے سرے انگلیوں کے پوروں کے بقدر کتروائے اور (اسکے بعد بجز عورتوں کے (ان سے ہمبستری وغیرہ) ساری اشیاء اسکے واسطے حلال ہو جائیں گی ۔

اسکے بعد اسی دن یا اگلے دن یا اسکے بعد والے دن مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرے یعنی طوافِ زیارت کرے یہ سات شوط ہیں ۔

اور طوافِ زیارت کے بعد اسکے لئے عورتیں بھی (ان سے ہمبستر ہونا) حلال ہو گئیں ان ایام میں (سب سے) افضل یوم اوّل ہے ۔ اور اگر ان ایام میں طواف زیارت نہ کرے (بلکہ مؤخر کر دے) تو واجب میں تاخیر کے باعث اس پر ایک بکری کا وجوب ہو گا ۔ اسکے بعد منیٰ کی جانب لوٹ کر وہاں قیام کرے ۔

پھر ۱۱ ، ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے ۔ مسجد خیف سے متصل جمرہ سے رمی کا آغاز کرے اور پا پیادہ اس پر سات کنکریاں پھینکے ۔ ہر کنکری کی رمی پر تکبیر کہے پھر جمرہ کے قریب رُک جائے اور جو تجھ سے زیادہ محبوب ہو اسکی (پورے تضرع وزاری سے) دعا کرے درآنحالیکہ حمد باری تعالیٰ کر رہا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ماں باپ اور اپنے مومن بھائیوں کے واسطے بخشش کی دعا کرے پھر اسی طریقہ سے پہلے جمرہ سے متصل دوسرے جمرہ پر کنکریاں پھینکے ۔ اور دوسرے جمرہ کے قریب بھی دعا کرتا ہوا رُک جائے ۔ پھر بحالتِ سواری جمرۂ عقبیٰ (آخری جمرہ) پر کنکریاں پھینکے اور جمرۂ عقبیٰ کے قریب نہ رُکے ۔ پھر نحر کے دنوں کے تیسرے دن (۱۲ ، ذی الحجہ) کو زوالِ آفتاب کے بعد اسی طریقہ سے تینوں جمرات پر کنکریاں پھینکے ۔ اور بعجلت جانے کا قصد ہو تو مکہ مکرمہ کی جانب آفتاب غروب ہونے سے قبل ہی روانہ ہو جائے ۔ اور اگر غروبِ آفتاب تک قیام پذیر رہا تو اب غروب آفتاب کے بعد روانہ ہونا باعثِ کراہت ہو گا مگر اس کی وجہ سے اس پر کسی چیز (جرمانہ) کا وجوب نہ ہو گا ۔ اور اگر چوتھے روز (۱۳ ، ذی الحجہ) کی صبح صادق تک وہ منیٰ ہی میں مقیم ہو تو (اس صورت میں) اس پر رمی واجب ہو جائے گی ۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ زوال سے قبل رمی کرے مگر افضل یہ ہے کہ رمی زوال کے بعد کرے ۔ اور طلوع آفتاب سے قبل رمی کرنا باعثِ کراہت ہے ۔

ہر ایسی رمی جس کے بعد کوئی رمی ہو وہ پا پیادہ کی جائے تاکہ اس رمی کے بعد دعا کر سکے ورنہ بحالتِ سواری رمی کرے تاکہ فوری طور پر دعا کئے بغیر جا سکے ۔ اور باعثِ کراہت ہے کہ رمی کی راتوں میں بجز منیٰ کے کسی اور جگہ قیام جائے ۔ پھر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو تو کچھ دیر کے واسطے محصب میں قیام کرے اسکے بعد مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف سات شوط بلا رمل بغیر سعی کے کرے بشرطیکہ دونوں پہلے کر چکا ہو ۔ یہ طوافِ طوافِ وداع کہلاتا ہے ۔ اور اسے طواف صدر سے بھی موسوم کرتے ہیں ۔ طوافِ وداع واجب ہے لیکن اہلِ مکہ

اور مکہ مکرمہ میں (مستقل) قیام پذیر پر واجب نہیں۔ اور اس کے بعد دو رکعات پڑھے پھر زمزم پر آکر آبِ زمزم پیئے اور اگر ہو سکے تو اپنے ہاتھ سے پانی نکالے اور بیت اللہ شریف کی جانب رُخ کر کے سیراب ہو کر پیئے۔ اور پیتے وقت کئی بار سانس لے اور ہر بار نگاہ اٹھا کر بیت اللہ شریف کو دیکھے اور آبِ زمزم جسم پر بھی ڈالے۔ اگر آسانی سے ممکن ہو، ورنہ چہرہ اور سر پر آبِ زمزم پھیر لے۔ آبِ زمزم پیتے وقت جس (نیک مقصد کی چاہے (تکمیل وقبولیت کی) نیت کرے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آبِ زمزم پیتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ اللّٰھم انی اسألك علمًا نافعًا ورزقًا واسعًا وشفاءً من کل داءٍ (اے اللہ میں تجھ سے نفع بخش علم اور رزق کی وسعت اور ہر مرض سے شفا مانگتا ہوں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آبِ زمزم اسکے لئے ہے جس نیت سے اسکو پیا جائے (یعنی پیتے وقت جو آرزو و تمنا اور قلبی خواہش ہو اور اسکا ارادہ کرتے ہوتے آبِ زمزم پیئے وہی اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے۔

باعث استحباب ہے کہ بیت اللہ شریف کے دروازہ پر پہنچ کر اسکی چوکھٹ کو چومے اسکے بعد ملتزم تک آئے۔ ملتزم بیت اللہ شریف اور حجرِ اسود کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں ملتزم پہنچ کر اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھ کر بیت اللہ شریف کے پردے کو کچھ دیر کے واسطے پکڑے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر (اور پوری طرح اظہارِ عجز و نیاز کر کے) دین و دنیا کے امور میں سے محبوب امر کی دعا کرتے ہوتے کہے "اے اللہ یہ تیرا گھر ہے جسے تو نے بابرکت اور کل عالموں کے لئے (ذریعہ) ہدایت بنا دیا۔ اے اللہ جس طرح تو نے مجھ کو اس بابرکت گھر کا رستہ دکھلایا میری جانب سے قبول بھی فرما۔ اور بیت اللہ شریف سے میری یہ ملاقات (اور یہ موقعہ زیارت) آخری نہ بنا (بلکہ مزید حیات و توفیقِ زیارت نصیب کر) اور مجھے پھر آنے کی توفیق دے یہاں تک کہ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت کے طفیل تو مجھ سے رضامند ہو جا"

اور ملتزم ان مقامات میں سے (ایک) ہے جہاں دُعا قبول کی جاتی ہے۔ ایسے (قبولیت دعا کے) مقامات کی تعداد پندرہ ہے۔ کمال ابنِ ہمامؒ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے رسالہ سے نقل فرماتے ہیں (وہ یہ ہیں) (۱) اندرونِ طواف (دعا) (۲) ملتزم کے قریب (۳) زیرِ میزاب (۴) اندرونِ بیت اللہ (۵) زمزم کے قریب دعا (۶) مقامِ ابراہیم کے پیچھے (کی جانب) (۷) کوہِ صفا پر (دعا) (۸) کوہ مروہ پر (دُعا) (۹) دورانِ سعی، (۱۰) میدانِ عرفات میں (دعا) (۱۱) منیٰ میں (دعا) (۱۲) جمرۂ اولیٰ کی رمی کے بعد دعا۔ (۱۳) جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد دُعا (۱۳) جمرۂ عقبہ کی رمی کے وقت دعا۔ (۱۴) چوتھے روز کی رمی کے وقت دعا۔

جمروں کی رمی کے چار روز ہیں، ذی الحجہ کی دس تاریخ اور اسکے بعد تین روز جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا۔

اور بوقتِ زیارت بیت المکرم قبولیتِ دعاء کے بارے میں بھی بیان کر چکے ہیں اور باعثِ استحباب ہے کہ مبارک بیت اللہ شریف میں داخل ہو بشرطیکہ کسی کو ایذاء نہ پہنچائے۔ (کہ ایذا دہی بجائے خود ممنوع ہے)

اور بیت اللہ شریف میں پہنچ کر موزوں یہ ہے کہ اس جگہ قیام کا ارادہ کرے کہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور وہ مقام چہرہ کی جانب ہوگا، جبکہ دروازہ کو پشت کے پیچھے کئے ہوئے اس مقام پر پہنچے کہ اس کے اور چہرہ کی جانب والی دیوار کے بیچ میں تین ہاتھ کا فصل رہ جائے۔

اسکے بعد نماز پڑھے گا پھر جب دیوار کی جانب منہ کر کے نماز سے فارغ ہو تو رُخسار اس دیوار (دیوارِ مُبارک) پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت کرے اور اسکی حمد کرے۔ پھر ارکان کے قریب پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے، اور تہلیل و تسبیح و تکبیر پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے جو چاہے مانگے۔

اور ظاہر و باطن سے جتنا بھی امکان میں ہو ادب و تعظیم کرے۔ دو ستونوں کے بیچ میں ہرے رنگ کا فرش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا مقام نہیں ہے (بلکہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہ وہی ہے جسکی نشاندہی اوپر کے سطروں میں کی گئی) اور یہ جو عوام کا خیال ہے کہ یہ "العروۃ الوثقی" ہے اور بیت اللہ شریف کی دیوار میں ایک اونچی جگہ ہے یہ باطل بے اصل اور من گھڑت بات ہے۔

اور بیت اللہ شریف کے وسط میں موجود کیل کو "دنیا کی ناف" جو کہا جاتا ہے اور جہاں لوگوں میں سے کوئی اپنی شرمگاہ اور ناف برہنہ کر کے رکھتا ہے یہ خود کرنے والے ایسے شخص کا فعل ہے جسے علم تو کیا عقل سے بھی دُور کا واسطہ نہ ہو۔ علامہ کمال رحمہ بھی فرماتے ہیں۔

اور جب گھر لوٹنے کا قصد ہو تو موزوں ہے کہ طوافِ وداع کے بعد اس طریقہ سے واپس ہو کہ وہ پیچھے کی جانب چل رہا ہو اور اس کا چہرہ بیت اللہ کی جانب ہو۔ اشکبار ہو یا اشکباروں کی سی شکل بنائے ہوئے ہو۔ بیت اللہ شریف سے جُدائی پر حسرت کرنیوالا ہو۔ یہاں تک کہ اسی طریقہ سے مسجد حرام سے باہر نکل جائے اور مکہ مکرمہ سے لوٹے تو باب بنی شیبہ سے نکل کر ثنیۂ سفلیٰ کی راہ سے لوٹے۔

اور حج کے سارے افعال میں عورت کا حکم مرد کا سا ہے بجز اسکے کہ وہ اپنا سر نہ کھولے۔ اور چہرہ کے اُوپر کوئی چیز اس طریقہ سے لٹکالے کہ اسکے نیچے قبہ کی مانند لکڑیاں ہوں اور وہ لکڑیاں نقاب کو چہرہ چھونے سے روکے رکھیں اور بوقت تلبیہ عورت اپنی آواز اُونچی نہ کرے۔ اور نہ رمل کرے اور نہ میلین اخضرین کے بیچ میں دوڑے۔ بلکہ صفا و مروہ کے بیچ میں سکون و اطمینان سے چلے۔ اور عورت سر نہیں منڈوائے گی، بلکہ قصر کرائے گی۔ (تھوڑے سے بال کتروالے گی) اور سلا ہوا کپڑا پہنے گی۔ اور حجر اسود کو چومنے کی خاطر مردوں میں نہیں گھسے گی۔ یہ حج افراد کا بیان مکمل ہوا۔ حج افراد باعتبارِ فضیلت تمتع سے کم ہے اور قرآن تمتع سے افضل ہے۔

تشریح و توضیح | والتقصیر الخ: عورت و مرد کے واسطے ایک انگل لمبائی کی مقدار چوتھائی سر کے بالوں کو اُوپر سے کتروا دینے کا حکم ہے "تبیین" میں اسی طرح ہے "بدائع" میں فقہاء کا قول نقل کیا ہے کہ مقدار ایک انگشت سے کچھ زائد بال کتروا دینے ضروری ہیں۔ کیونکہ عام طور پر بالوں کے سرے یکساں نہیں ہوتے۔ لہذا ضروری ہے کہ ایک انگلی کی مقدار سے زائد بال کتروائے جائیں۔ تاکہ ترا شنے میں ایک انگلی کی مقدار یقینی طور سے پوری ہو جائے۔

افضل یہ ہے کہ سر کے سارے بال منڈوائے جائیں۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے۔ "کافی" میں اسی طرح ہے۔

سر کے بال منڈوانے کے واسطے ایام قربانی مقرر و متعین ہیں۔ افضل یہ ہے کہ پہلے ہی دن سر کے بال منڈوالئے جائیں۔ اگر جسوقت سر منڈوانا ہے سر پر بال نہ ہوں مثلاً اس سے قبل منڈوالیے تھے۔ یا کسی دوسری بنا پر بال نہ ہوں تو "اصل" میں لکھا ہے کہ اسکو اپنے سر پر استرہ پھروا لینا چاہیے۔ کیونکہ سر پر بال ہونے کی شکل میں دو کام ضروری ہوتے ہیں سر پر استرہ پھیرنا اور بالوں کا صاف ہونا۔ لہذا جس کام سے وہ عاجز ہے اسے اسکے ذمہ سے ساقط قرار دیں گے اور جس کام سے وہ عاجز نہیں اسکے ذمہ واجب رہے گا۔ مشائخ (فقہاء) کی استرہ پھروانے کے بارے میں مختلف رائیں ہیں بعض واجب اور بعض مستحب کہتے ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ استرہ پھروانے کا حکم وجوبی ہے "محیط" میں ایسا ہی ہے مسنون یہ ہے کہ حجام اپنی دائیں جانب سے سر کے بال مونڈنے شروع کرے۔ منڈوانے والے شخص کی جانب معتبر نہ ہوگی۔ لہذا سر کی بائیں جانب سے مونڈنے کا آغاز کرے۔

مستحب یہ ہے کہ بالوں کو دفن کر دیا جائے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جسوقت سر کے بال منڈوا رہا ہو منڈوانے کے بعد تکبیر کہے اور دعا مانگے۔ بال پھینک دیئے گئے تب بھی کوئی حرج نہ ہوگا۔ باعث کراہت ہے کہ پاخانہ یا غسل کے مقام میں بال ڈالے جائیں "بحر الرائق" میں اسی طرح ہے مستحب ہے کہ سر کے بال منڈوا دینے کے بعد مونچھوں اور ناخنوں کو ترشوایا جائے اور زیر ناف کے بال صاف کئے جائیں۔

احرام کی بنا پر جو چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں سر کے بالوں کو کتروا دینے یا منڈوا دینے کے بعد ان کو حلال قرار دیا جائے گا محض اہلیہ سے ہمبستری حلال نہ ہو گی۔ "سراج الوہاج" میں اسی طرح ہے

اگر کوئی شخص سرے سے طواف ہی نہ کرے تو اسکے لئے اہلیہ سے ہمبستری حلال نہ ہوگی۔ خواہ متعدد سال کیوں نہ گزر جائیں۔ بالاتفاق سب کے نزدیک یہی حکم ہے اگر کسی شخص نے بعد طواف قدوم صفا و مروہ کے بیچ میں سعی کر لی ہو تو اسکو طواف زیارت میں نہ اکڑ کر چلنا چاہیئے اور نہ سعی کرنی چاہیئے۔ اور اول سعی نہ کی ہو تو اس

طواف میں اکڑ کر چلنا چاہیئے۔ اور سعی کرنی چاہیئے۔ "کافی" میں اسی طرح ہے۔
افضل یہ ہے کہ طواف زیارت تک اکڑ کر چلنے اور سعی دونوں کو موخر کرے تاکہ ان دونوں کی ادائیگی سنّت کے ساتھ نہیں بلکہ فرض کے ساتھ ہو

وکرہ المبیت الخ باعث کراہت ہے کہ منیٰ کے ایام میں کسی دوسری جگہ رات گزاری جائے اگر کوئی شخص قصداً بجائے منیٰ کے کہیں اور رات گزارے تو عندالاحناف اس پر اسکی وجہ سے کسی چیز (جرمانہ) کا وجوب نہ ہوگا۔ چاہے وہ ان لوگوں میں سے ہو جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں یا کوئی دوسرا ہو "ہدایہ" اور "سراج الوہاج" میں اسی طرح ہے۔

ویتنفس فیہ مراراً الخ آبِ زمزم پینے کا طریقہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے نکال کر اور قبلہ رُخ ہو کر خوب اچھی طرح کئی سانس میں پیا جائے ہر سانس پر نظر اٹھا کر بیت اللہ شریف کو دیکھے آبِ زمزم اپنے سر منہ اور جسم پر لگانا چاہیئے۔ ممکن ہو تو اپنے اوپر بہانا چاہیئے۔

ویستحب بعد شربہ ان یاتی باب الکعبۃ الخ اور باعث استحباب ہے کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو کر اول چوکھٹ کو بوسہ دیا جائے خانہ کعبہ میں ننگے پاؤں داخل ہونا چاہیئے اسکے بعد ملتزم میں آنا چاہیئے۔ حجراسود سے بیت اللہ شریف کے دروازہ تک جتنا حصہ ہے اسی مقام کا نام ملتزم (لپٹنے اور گریہ وزاری کی جگہ) ہے۔ اپنے چہرہ اور سینہ کو اس پر رکھ کر اور اپنے دائیں ہاتھ کو دروازہ کی چوکھٹ کی جانب اٹھا کر یہ کہنا چاہیئے۔

والسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَغْفِرَتِكَ وَيَرْجُوْ رَحْمَتَكَ "(تیری چوکھٹ کا سائل تجھ سے فضل ومغفرت کا طالب اور تیری رحمت کی توقع رکھنے والا) کچھ دیر تک اس سے لپٹے رہنا اور روتے رہنا چاہیئے۔ اگر ہو سکے تو اپنے رخسار خانہ کعبہ کی دیوار سے لگالے۔ "کافی" اور "ظہیریہ" میں اسی طرح ہے۔

(فصلٌ) القرانُ هُوَ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ اِحْرَامِ الْحَجِّ والعُمْرَةِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلٰوةِ رَكْعَتَيِ الاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ العمرةَ والحجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ ثم يُلَبِّيْ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَأَ بِطَوَافِ العمرةِ سَبْعَةَ اشواطٍ يَرْمُلُ فِي الثلاثةِ الاُوَلِ فقط ثُمَّ يُصَلِّيْ ركعتي الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّفَا وَيَقُوْمُ عَلَيْهِ دَاعِيًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ المَرْوَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ المِيْلَيْنِ فَيُتِمُّ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَهٰذِهٖ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ

سُنَّةٌ ثُمَّ يطوفُ طوافَ القدومِ للحجِّ ثُمَّ يتمُّ افعالَ الحجِّ كما تقدّمَ فإذا رمى يومَ النحرِ جمرةَ العقبةِ وجبَ عليهِ ذبحُ شاةٍ او سُبعُ بدنةٍ فإذا لمْ يجدْ فصيامُ ثلاثةِ ايّامٍ قبلَ مجيءِ يومِ النحرِ من اشهرِ الحجِّ وسبعةِ ايّامٍ بعدَ الفراغِ من الحجِّ ولو بمكّةَ بعدَ مضيِّ ايّامِ التشريقِ ولو فرّقها جازَ

(فصلٌ) التمتّعُ هو ان يُحرمَ بالعمرةِ فقط من الميقاتِ فيقولُ بعدَ صلوةِ ركعتيِ الاحرامِ اللّهمَّ انّي اريدُ العمرةَ فيسّرها لي وتقبّلها منّي ثُمَّ يلبّي حتّى يدخلَ مكّةَ فيطوفُ لها ويقطعُ التلبيةَ باوّلِ طوافِهِ ويرملُ فيهِ ثُمَّ يصلّي ركعتيِ الطوافِ ثُمَّ يسعى بينَ الصفا والمروةِ وبعدَ الوقوفِ على الصفا كما تقدّمَ سبعةَ اشواطٍ ثُمَّ يحلقُ راسَهُ ويقصّرُ إذا لمْ يسقِ الهديَ وحلَّ لهُ كلُّ شيءٍ من الجماعِ وغيرِهِ ويستمرُّ حلالًا وإن ساقَ الهديَ لا يتحلّلُ من عمرتِهِ فإذا جاءَ يومُ الترويةِ يحرمُ بالحجِّ من الحرمِ ويخرجُ إلى منًى فإذا رمى جمرةَ العقبةِ يومَ النحرِ لزمهُ ذبحُ شاةٍ او سُبعِ بدنةٍ فإن لمْ يجدْ صامَ ثلاثةَ ايّامٍ قبلَ مجيءِ يومِ النحرِ وسبعةً إذا رجعَ كالقارنِ فإن لمْ يصمِ الثلاثةَ حتّى جاءَ يومُ النحرِ تعيّنَ عليهِ ذبحُ شاةٍ ولا يجزئُهُ صومٌ ولا صدقةٌ

(فصلٌ) العمرةُ سنّةٌ وتصحُّ في جميعِ السنةِ وتكرهُ يومَ عرفةَ ويومَ النحرِ وايّامَ التشريقِ وكيفيّتُها ان يحرمَ لها من مكّةَ من الحلِّ بخلافِ احرامِهِ للحجِّ فانّهُ من الحرمِ وامّا الآفاقيُّ الّذي لمْ يدخلْ مكّةَ فيحرمُ إذا قصدها من الميقاتِ ثُمَّ يطوفُ ويسعى لها ثُمَّ يحلقُ وقدْ حلَّ منها كما بيّنّاهُ بحمدِ اللهِ

(تنبيه) وافضلُ الايّامِ يومُ عرفةَ إذا وافقَ يومَ الجمعةِ وهو افضلُ من سبعينَ حجّةً في غيرِ جمعةٍ رواهُ صاحبُ معراجِ الدرايةِ بقولِهِ وقدْ صحَّ عن رسولِ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ انّهُ قالَ افضلُ الايّامِ يومُ عرفةَ إذا وافقَ جمعةً وهو افضلُ من سبعينَ حجّةً ذكرَهُ في تجريدِ الصحاحِ بعلامةِ الموطّا وكذا قالَهُ الزيلعيُّ شارحُ الكنزِ ، والمجاورةُ بمكّةَ

مَكْرُوهَةٌ عِنْدَ أَبِيْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِعَدَمِ الْقِيَامِ بِحُقُوْقِ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ وَنَفَى الْكَرَاهَةَ صَاحِبَاهُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ :۔ **فصل** ۔ قران یہ ہے حج و عمرہ کا احرام (میقات سے) ساتھ ساتھ باندھے (تلبیہ کے ساتھ) اور دو رکعات (احرام کے واسطے پڑھی ہوئی) کے بعد کہے گا " **اللّٰھم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھمالی وتقبلھامنی** " (اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں پس دونوں کو میرے لئے آسان بنادے اور دونوں کو میری جانب سے قبول فرما) اسکے بعد تلبیہ کہے پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر اول عمرہ کے سات شوط کرے ۔ محض پہلے تین شوط میں رمل کرے گا اسکے بعد طواف کی دو رکعات پڑھے گا، پھر صفا کی جانب روانہ ہوگا ۔ اور صفا پر اس حال میں کھڑا ہوگا کہ دعا کر رہا ہوگا تکبیر و تہلیل پڑھ رہا ہو، تلبیہ و درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا ہوا ہو ۔ اسکے بعد صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلے گا ۔ اور میلین اخضرین (دو سبز ستونوں) کے بیچ میں سعی کرے گا، اور سات شوط مکمل کرے گا، اور یہ عمرہ کے افعال ہوئے ۔ عمرہ مسنون ہے پھر حج کیلئے طواف قدوم کرے گا اور افعال حج کی تکمیل کریگا جیسا کہ پہلے گذر چکا ۔

پھر یوم النحر میں جمرۂ عقبیٰ کی رمی کرنے کے بعد اس پر واجب ہے کہ ایک بکری ذبح کرے ۔ یا اونٹ وگائے کے ساتویں حصہ کی قربانی کرے پس اگر یہ میسر نہ ہو تو حج کے مہینوں میں تین روزے یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) آنے سے قبل اور سات روزے حج سے فراغت یعنی تشریق کے دن گزرنے کے بعد خواہ مکہ مکرمہ ہی میں کیوں نہ ٹھہرا رہے ۔ اور یہ سات روزے متفرق طور پر رکھے تب بھی درست ہے ۔

فصل :۔ تمتع یہ ہے کہ محض عمرہ کا احرام (حج کے مہینوں میں) میقات سے باندھے اور احرام کی دو رکعات سے فارغ ہو کر کہے ۔ **اللّٰھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی** " (اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں پس تو اسے میرے لئے آسان بنادے ۔ اور اسے میری جانب سے قبول فرما) اسکے بعد مکہ میں داخلہ تک تلبیہ کا ورد رکھے ۔ پھر عمرہ کی خاطر طواف کرے اور تلبیہ پہلے ہی طواف کے ساتھ بند کردے اور اس طواف کے اندر رمل (بھی) کرے گا اسکے بعد دو رکعات طواف پڑھے پھر صفا و مروہ کے بیچ میں سعی کرے ۔ صفا پر رکنے (اور تضرع و زاری اور انہماک و بے تابی کے ساتھ دعا کرکے پھر مروہ کا قصد کرے) جیسا کہ گذر چکا ہے ۔

سات شوط (پورے) کرکے اپنا سر منڈوائے گا ۔ یا قصر کروائے گا ۔ بشرطیکہ ہدی ساتھ نہ لے گیا ہو ۔ اور اسکے واسطے ہمبستری وغیرہ ساری چیزیں حلال ہو گئیں ۔ اور وہ اسی طرح حلال ہونے کی حالت میں قیام پذیر

رہے گا۔ اور اگر اسکے ہمراہ ہدی ہو تو وہ عمرہ کی ادائیگی کے باعث حلال نہ ہوگا۔ (بلکہ بدستور بحالتِ احرام رہے گا)
پھر یوم الترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کو حرم ہی سے احرام حج باندھ کر منیٰ کی جانب رَوانہ ہوگا۔
پھر دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا واجب ہوگا۔ یا وہ اُونٹ یا گائے کے ساتویں حصّہ کی قربانی کرے گا۔ لہذا اگر میسّر نہ ہوسکے تو دسؔ ذی الحجہ سے قبل تین روز کے روزے رکھے اور قران کرنے والے کی طرح سات دن کے روزے لوٹ کر رکھے گا۔
اسکے بعد اگر تین روزے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ دسؔ ذی الحجہ آجائے تو اس پر ایک بکری کی قربانی متعین ہوگئی اور اسکے لئے نہ روزہ رکھنا کافی ہوگا اور نہ صدقہ دینا۔

فصل:۔ عمرہ سنت ہے اور سارے سال میں اسے کسی بھی وقت کرنا صحیح ہے اور باعث کراہت ہے کہ یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق میں کیا جائے۔ اسکی شکل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے اس حصہ سے جسے حل کہتے ہیں احرام باندھ لے۔ احرام حج کے برعکس کیونکہ احرام حج حرم سے باندھتے ہیں۔ (یہ حکم مقیم مکہ کا ہے) مگر وہ آفاقی (غیر مکی) جو مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوا ہو مکہ مکرمہ کا قصد کرتے وقت احرام میقات سے باندھ کر طوافِ عمرہ اور سعی کرے گا۔ اس کے بعد حلق کرے گا۔ اور طواف وسعی کے بعد عمرہ سے فراغت ہو گئی جیسا کہ ہم بحمد اللہ (اس کے بارے میں) بیان کرچکے۔

تنبیہ:۔ دنوں میں سارے دنوں سے افضل یوم عرفہ ہے بشرطیکہ یوم عرفہ یوم جمعہ (بھی) ہو۔ یہ ایسے ستر حج سے جو جمعہ کے علاوہ میں ہوں افضل (اور باعتبار ثواب بڑھا ہوا) ہے۔
یہ صاحبِ معراج الدرایہ فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بسند صحیح اسکا ثبوت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے بشرطیکہ وہ جمعہ کے دن پڑجائے اور وہ (باعتبار ثواب) ستر حج سے افضل ہے۔ اس مضمون کی حدیث "تجرید الصحاح" میں بعلامتِ مؤطا بیان کی ہے اسی طرح علامہ زیلعیؒ شارح کنز فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں مستقل قیام مکروہ ہے اسلئے کہ بیتُ اللہ شریف اور حرم شریف کے حقوق (اور احترام کے لوازم پوری طرح) ادا نہیں ہوسکتے۔ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ اس کراہت کا انکار فرماتے ہیں۔

تشریح و توضیح | القران الخ۔ جب مفرد بالحج کا ذکر کیا تو مصنفؒ نے ارادہ کیا کہ باقی دو قسموں قران اور تمتع کا بھی ذکر کیا جائے اور ان کے احکام بھی بیان کئے جائیں۔ تاکہ ان تینوں قسموں سے کماحقہ واقفیت ہوجائے۔ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ تینوں قسموں میں سے کونسی افضل ہے اور اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قارن تھے یا متمتع یا مفرد تو کثیر روایات سے جو "بخاری ومسلم"

وغیرہ میں مروی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے۔ "ابنِ قیم" نے "زاد المعاد" میں تفصیل سے بیان کیا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ قران ان دونوں سے افضل ہے۔

"معراج الدرایہ" میں ہے کہ قارن وہ شخص کہلاتا ہے۔ جو حج و عمرہ کا احرام جمع کرے چاہے اس نے میقات سے احرام باندھا ہو یا اس سے پہلے۔ اور چاہے حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہو یا حج کے مہینوں میں اور چاہے اس نے بیک وقت حج و عمرہ کے احرام باندھے ہوں۔ یا احرام حج باندھنے کے بعد عمرہ کے احرام کو شامل کر لیا ہو یا احرام عمرہ باندھ کر احرام حج ملا لیا ہو لیکن اگر کوئی شخص اول احرام حج باندھے اسکے بعد عمرہ کے احرام کو اس میں شامل کرے تو اس کا یہ فعل قباحت سے خالی نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص قران کا قصد کرے تو اس کو فقط حج کرنے والے کی طرح احرام باندھنا چاہیے یعنی نہلائے یا وضو کرے اور دو رکعات پڑھ کر بعد سلام یہ کہے "اللّٰھم انی ارید الحج والعمرۃ" (اے اللہ میں حج و عمرہ کا قصد کرتا ہوں) اسکے بعد تلبیہ میں یہ الفاظ کہے۔ "لبیک لعمرۃ وحجۃ معًا" (میں حج و عمرہ کا ساتھ ساتھ احرام باندھ کر حاضر ہو گیا۔

التمتع الخ تمتع کرنے والے کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ تمتع کرنیوالا جو قربانی کے جانور کو ہنکا کرلے جائے۔ (۲) وہ جو قربانی کے جانور کو ہنکا کر نہ لے جائے۔ قربانی کا جانور ہنکا کر نہ لے جانے والے تمتع کو احرام عمرہ میقات سے باندھنا چاہیئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کے واسطے طواف وسعی کرنی اور اپنے سر کے بالوں کو منڈوانا یا کترانا چاہیئے۔ اسکے بعد وہ احرام عمرہ سے باہر شمار ہوگا۔ "سراج الوہاج" میں اسی طرح ہے۔

تمتع کرنے والے پر اس احسان کے شکرانہ میں کہ اس نے حج و عمرہ کو جمع کرنیکی توفیق عطا فرمائی قربانی کا دینا واجب ہے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے قبل سر کے بال نہ منڈوائے جائیں

تمتع کرنے والا اگر غریب ہو اور قربانی کی رقم میسر نہ ہو تو اسے حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھنے چاہئیں۔ اس کے بعد تشریق کے دن گزر نے پر مزید سات روزے رکھے جائیں "ظہیریہ" میں اسی طرح ہے۔

العمرۃ الخ شرعًا عمرہ زیارتِ خانۂ کعبہ اور احرام کی حالت میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کو کہتے ہیں "محیط سرخسی" میں اسی طرح ہے۔ عندالاحناف عمرہ واجب نہیں، بلکہ مسنون ہے۔ یہ درست ہے کہ سال میں متعدد عمرے کرلئے جائیں۔ جن چیزوں کی احرام حج میں ممانعت ہے احرام عمرہ میں بھی انکی ممانعت کی گئی ہے۔ عمرہ کا احرام ہو تو طواف اور صفا و مروہ کے درمیان اسی طریقہ سے سعی کرنی چاہیئے جس طرح حج میں کرتے ہیں۔ طواف وسعی کے بعد سر کے بال منڈوالئے جائیں تو اس کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا۔ "ظہیریہ" میں اسی طرح ہے۔

بابُ الجنايات

هِيَ علىٰ قسمين جنايةٌ على الاحرام وجنايةٌ على الحرم والثانية لاتختص
بالمحرم وجناية المحرم على اقسام منها مايوجب دمًا ومنها مايوجب
صدقةً وهي نصف صاع من برّ ومنها مايوجب دون ذلك ومنها ما
يوجب القيمة وهي جزاء الصيد ويتعدد الجزاء بتعدد القاتلين
المحرمين ۔ فالتي توجب دمًا هي مالو طيّب محرم بالغ عضوًا اوخضب
رأسه بحناء اوادهن بزيت ونحوه اولبس مخيطًا اوستر رأسه يومًا
كاملًا اوحلق ربع رأسه اومحجمه اواحد ابطيه اوعانته اورقبته
اوقص اظفار يديه ورجليه بمجلس اويدًا اورجلًا اوترك واجبًا مما
تقدم بيانه وفي اخذ شاربه حكومة ۔ والتي توجب الصدقة بنصف
صاع من برّ اوقيمته هي مالو طيّب اقل من عضو اولبس مخيطًا او غطى
رأسه اقل من يوم اوحلق اقل من ربع رأسه اوقص ظفرًا وكذا لكل
ظفر نصف صاع الا ان يبلغ المجموع دمًا فينقص ماشاء منه كخمسة
متفرقة اوطاف للقدوم اوللصدر محدثًا وتجب شاة ولوطاف جنبًا اوترك
شوطًا من طواف الصدر وكذا لكل شوط من اقله اوحصاة من احدى
الجمار وكذا لكل حصاة فيما لم يبلغ رمي يوم الا ان يبلغ دمًا فينقص ماشاء
اوحلق رأس غيره اوقص اظفاره وان تطيب اولبس اوحلق بعذر تخيّر
بين الذبح اوالتصدق بثلاثة اصوع على ستة مساكين اوصيام ثلاثة
ايام ۔ والتي توجب اقل من نصف صاع فهي مالو قتل قملة اوجرادة
فيتصدق بما شاء والتي توجب القيمة فهي مالو قتل صيدًا فيقومه
عدلان في مقتله اوقريب منه فان بلغت هديًا فله الخيار ان شاء اشتراه
وذبحه اواشترى طعامًا وتصدق به لكل فقير نصف صاع او صام
عن طعام كل مسكين يومًا وان فضل اقل من نصف صاع تصدق به اوصام
يومًا وتجب قيمة مانقص بنتف ريشه الذي لايطير به وشعره وقطع

عضوٍ لا يمنعه الامتناع به وتجب القيمة بقطع بعض قوائمه ونتف ريشه وكسر بيضه ولا يجاوز عن شاة بقتل السبع وإن صال لا شيء بقتله ولا يجزئ الصوم بقتل الحلال صيد الحرم ولا بقطع حشيش الحرم وشجرة النابت بنفسه وليس مما ينبته الناس بل القيمة وحرم رعي حشيش الحرم وقطعه إلا الإذخر والكمأة۔

(فصلٌ) ولا شيء بقتل غراب وحدأة وعقرب وفأرة وحية وكلب عقور وبعوض ونمل وبرغوث وقراد وسلحفاة وما ليس بصيد

(فصلٌ) الهدي أدناه شاة وهو من الإبل والبقر والغنم وما جاز في الضحايا جاز في الهدايا والشاة تجوز في كل شيء إلا في طواف الركن جنبًا ووطءٍ بعد الوقوف قبل الحلق ففي كل منهما بدنة وخص هدي المتعة والقران بيوم النحر فقط وخص ذبح كل هدي بالحرم إلا أن يكون تطوعًا وتعيب في الطريق فينحر في محله ولا يأكله غني وفقير الحرم وغيره سواء وتقلد بدنة التطوع والمتعة والقران فقط ويتصدق بجلاله وخطامه ولا يعطى أجر الجزار منه ولا يركبه بلا ضرورة ولا يحلب لبنه إلا أن بعد المحل فيتصدق به وينضح ضرعه إن قرب المحل بالنقاخ ولو نذر حجًا ماشيًا لزمه ولا يركب حتى يطوف للركن ركب أراق دمًا وفضل المشي على الركوب للقادر عليه وفقنا الله تعالى بفضله ومن علينا بالعود على أحسن حال إليه بجاه سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم

ترجمہ :- جنایت کی دو قسمیں ہیں (۱) جنایت علی الاحرام (آداب احرام میں قصور کے باعث سرزد ہونے والا جرم (۲) جنایت علی الحرم (آداب حرم شریف میں کوتاہی کے سبب وقوع پذیر جرم۔ جنایت علی الحرم اس شخص کے ساتھ ہی مخصوص نہیں جس نے احرام باندھ رکھا ہو۔ (بلکہ غیر محرم بھی اس میں داخل ہے)

جنایت محرم کی چند قسمیں ہیں بعض ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے دم (جانور کی قربانی) واجب ہوتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ انکی وجہ سے صدقہ کا وجوب ہوتا ہے یعنی آدھا صاع گندم (موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۳۳ گرام) بعض جنایتیں ایسی ہیں کہ انکے ارتکاب پر اس سے بھی کم کا وجوب ہوتا ہے۔ اور بعض کے سرزد ہونے سے قیمت واجب

ہوتی ہے. قیمت کو واجب کرنے والی جنایت شکار کی جزاء (وبدلہ) ہے شکار کرنے والے کئی محرم ہوں تو جزاء کی تعداد بھی چند ہو جائے گی۔

وہ جنایت (غلطی) جس کی وجہ سے دم کا وجوب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ احرام باندھنے والے نے کسی عضو پر خوشبو لگائی یا اپنا سر مہندی سے رنگ لے یا روغنِ زیتون وغیرہ لگا لیا یا سلا ہوا کپڑا پہن لیا۔ یا سر تمام دن ڈھانپے رکھے یا سر کا چوتھائی حصہ منڈوا دے یا پچھنے لگوانے کا مقام منڈوالے۔ یا بغلوں میں سے کسی ایک بغل کے بال صاف کرے یا زیر ناف یا گردن کے بال مونڈ دے یا دونوں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کٹوا دے۔ یا ایک ہاتھ ایک پاؤں کے ناخن کٹوائے۔ یا وہ واجبات جن کا ذکر پہلے ہو چکا ان میں سے کوئی سا واجب چھوڑ دے۔ اور مونچھیں تراشوائیں تو اب بسلسلہ جزاء (جرمانہ) ایک عادل شخص کا (اس بارے میں) فیصلہ معتبر ہوگا۔ ایسی جنایات جن کے باعث آدھے صاع گندم یا اس کی قیمت کے صدقہ کا وجوب ہوتا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں

ایک عضو سے کم پر خوشبو لگائی ہو یا سلا ہوا کپڑا (ایک دن سے کم) پہنے رہا۔ یا ایک دن سے کم سر چھپائے رہا۔ یا چوتھائی سر سے کم مونڈا یا ایک (ہی) ناخن کاٹ لے اسی طرح ہر ناخن کاٹنے پر آدھا صاع ہے۔ البتہ اگر اس کا مجموعہ (کل) ایک دم کے بقدر ہو جائے تو اس میں سے جس قدر چاہے کمی کر دے جس طرح کہ پانچ ناخن متفرق طور پر کترنے یا طوافِ قدوم یا طوافِ صدر بے وضو کرنے پر حکم ہے اور اگر بحالتِ جنایت طواف کرے یا طوافِ صدر میں سے ایک شوط (چکر) ترک کر دے تو ایک بکری کا ذبح کرنا واجب ہوگا۔

اسی طرح کم حصہ طواف ترک ہونے پر ہر شوط کے بدلہ آدھا صاع اور جمرات کی کنکریوں کی رمی میں سے کسی کنکری کی رمی چھوٹ جانے پر آدھا صاع واجب ہوگا۔ اور اسی طریقہ سے ہر کنکری پر نصف صاع واجب ہوگا۔ تاوقتیکہ یہ مقدار پوری دن کی کنکریوں کی رمی کو نہ پہنچے (یعنی سات تک تعداد نہ پہنچے۔

اور اگر عذر کی بنا پر خوشبو لگائے یا ایسا کپڑا پہن لے جو سلا ہوا ہو۔ یا سر منڈوائے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ ایک بکری ذبح کرے یا تین صاع چھ مساکین کو دیدے یا تین دن کے روزے رکھ لے۔

اور ایسی جنایت جس پر نصف صاع سے کم کا وجوب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جوں یا ٹڈی مار ڈالے تو (اسکی جنایت میں) جو چاہے بطور صدقہ دیدے۔

اور ایسی جنایت جس سے قیمت کا وجوب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی شکار کو مار ڈالے پھر دو عادل شخص اس مقام کے لحاظ سے جہاں اسے مار ڈالا گیا ہو یا اس کے قریب کے مقام کے اعتبار سے اس کی قیمت مقرر کریں گے۔

پس اگر وہ ایک قربانی کے جانور کی قیمت (ہدی) کے بقدر ہو جائے تو اسے یہ اختیار رہے گا کہ اگر مرضی ہو

تو اسے خرید کر ذبح کر دے یا غلہ خرید لے اور ہر محتاج کو آدھا صاع دیدے۔ یا ہر مسکین کے حصے کے بدلہ (آدھے صاع کے عوض) ایک روزہ رکھے۔ اور اس کے بعد آدھے صاع سے کم بچ جانے پر اسے بطور صدقہ دیدے یا (بجائے اسکے) ایک روز کا روزہ رکھ لے۔

اور پرندے کے ایسے پر اکھاڑنے سے جن کے ذریعہ وہ اڑتا نہ ہو اور اس کے بال نوچ لینے سے اور اس کا کوئی عضو اس طرح کاٹنے سے کہ وہ اس کے ذریعہ جو حفاظت کر سکتا ہے اس سے محروم نہیں ہوا (البتہ کمی ضرور آگئی) تو بقدر نقصان اس پر قیمت واجب ہوگی۔

اور کوئی سا ہاتھ پیر کاٹ دینے اور اڑنے والے پروں کو اکھاڑ دینے سے (جن کے ذریعہ وہ اڑا کرتا ہو) اور انڈا توڑ دینے پر (پورے جانور کی) قیمت لازم ہوگی۔

اور درندے کو مار ڈالنے پر اس کے عوض دی جانے والی قیمت بکری کی قیمت سے نہیں بڑھائی جائے گی۔

اور اگر درندہ حملہ آور ہو (اور وہ مدافعت میں مار ڈالے) تو اس کے قتل پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔

اور حلال شخص (غیر محرم) کے حرم کے شکار کو مار ڈالنے پر (محض) روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا۔ (بلکہ قیمت کا وجوب ہوگا) اسی طریقہ سے حرم کی گھاس اور وہ جسے لوگ نہ بوتے ہوں بلکہ درخت خود بخود اگ جانے والے درخت کاٹنے کی صورت میں قیمت واجب ہوگی اور روزہ رکھ لینا کافی نہ ہوگا۔

اور بجز اذخر اور کماۃ (ایک نوع کی گھاس) کے حرم کی گھاس نہ کاٹنا جائز ہے اور نہ چرانا (بلکہ حرام وممنوع ہے۔

فصل :۔ اور کوے، چیل، بچھو، چوہا، سانپ اور کاٹنے والا کتا اور مچھر اور پسو اور چیچڑی اور کچھوا اور اس کے مار ڈالنے سے کچھ واجب نہ ہوگا جو شکار نہ ہو۔

فصل :۔ ہدی۔ اس کا ادنیٰ درجہ ایک بکری ہے اور لفظ ہدی کے ذیل (اور اس کی تعریف) میں اونٹ اور گائے اور بکری (تینوں) آتے ہیں اور جس جانور کی قربانی جائز ہے۔ ہدی کے طور پر وہ بھی جائز ہے۔

اور بکری ہر چیز (ہر دم) میں جائز ہے لیکن اگر طواف رکن (طواف زیارت) بحالت جنابت کر لیا ہو یا وقوف عرفہ کے بعد سر منڈوانے سے قبل ہمبستری کر لی ہو تو ان دونوں صورتوں میں بدنہ (اونٹ یا گائے) واجب ہوگا۔

اور تمتع اور قران کی ہدی محض نحر کے ہی دن ذبح کرے۔

حرم ہر ہدی کے ذبح کے لئے متعین ہے البتہ ایسی ہدی جو نفلی ہی ہو اور راہ میں راہ عیب دار ہو جائے۔

تو اسے عیب دار ہونے کے مقام پر ذبح کرے اور مالدار شخص اسے نہ کھلائے اور حرم و غیر حرم کا فقیر صدقہ میں برابر ہے (یعنی حرم کے علاوہ کے فقراء کو بھی دینا درست ہے۔

وہ بدنہ جو نفل ہو اور تمتع و قران کا بدنہ محض لئے قلادہ ڈالا جاتے گا۔ اور ہدی کی جھول اور مہار (نکیل) صدقہ کی جائے گی اور اسمیں سے قصاب کی اجرت نہیں دی جاتے گی۔ اور ہدی کے جانور پر بلاضرورت سوار نہ ہو اور نہ اس کا دودھ دوہے۔ البتہ اگر فاصلہ زیادہ ہو تو دودھ دوہ کر صدقہ کرے اور فاصلہ زیادہ نہ ہو (بلکہ قریب نہ ہو) تو دودھ تھنوں پر ٹھنڈا پانی ڈال کر ختم کرے۔

اور اگر پا پیادہ حج کی نذر مانی ہو تو اس پر پا پیادہ حج واجب ہوگا۔ اور طواف رکن (طواف زیارت) نہ کر لینے تک سوار ہونا درست نہ ہوگا۔ لہذا اگر سوار ہو گیا تو خون بہلتے (دم دے) اور پا پیادہ چلنے کی استطاعت رکھنے والے کو سوار ہونے پر فضیلت عطا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا کرے۔ اور زیادہ اچھے حال میں ہمیں دوبارہ سعادت حج سے سرفراز کرنے کا احسان فرمائے بطفیل سیدنا (ہمارے آقا و سردار) محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشریح و توضیح | او ادھن بزیت الخ۔ کیونکہ روغن زیتون اور تلوں کے تیل میں اصل کے اعتبار سے خوشبو ہوتی ہے۔ اسلئے ان کے استعمال سے دم واجب ہوگا۔ خواہ اور خوشبو ملائی گئی ہو یا نہ ملائی گئی ہو۔

او غطیٰ راسہ الخ یعنی پورے دن سر ڈھکا رہا تو اس صورت میں دم واجب ہوگا۔

او صیام ثلثۃ ایام الخ اصل اسمیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ فمن کان منکم مریضًا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک" (الآیۃ) اور یہ حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ان کے سر میں جوئیں ہو گئی تھیں، اور وہ انکی کثرت کے باعث احرام کی حالت میں اذیت محسوس کرتے تھے، یہ واقعہ صلح حدیبیہ ۶ھ کا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حلق کا امر فرمایا اور یہ اختیار دیا کہ خواہ وہ ایک بکری ذبح کریں اور خواہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں ہر مسکین کے لئے نصف صاع ہو یا تین روزے رکھ لیں۔ (یہ روایت "صحاح ستہ" میں موجود ہے۔

وحرم رعی حشیش الحرم الخ یہ ممانعت امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چرانا درست ہے۔

ولا شیٔ بقتل غراب وحداۃ الخ یعنی چیل وغیرہ کے مارنے پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔ اصل

اس بارے میں یہ روایت ہے کہ محرم، چوہے، کوے، چیل، بچھو، سانپ اور کاٹنے والے کتے کو مار سکتا ہے (یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے)

الھدیٰ الخ۔ ہدی حرم میں لے جائے جانے والے حلال جانور کا نام ہے ہدیٰ کا اطلاق اسوقت صحیح ہوتا ہے کہ یا تو صراحتاً ہدی مقرر و متعین کردی جائے یا دلالتاً ہو یعنی نیت کر لی جائے بطور استحسان مکہ مکرمہ کی جانب ہدی لے چلنے پر صحیح ہوجاتی ہے خواہ نیت نہ بھی کی گئی ہو۔ "بحر الرائق" میں اسی طرح ہے۔

ہدی تین قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) گائے و بیل (۲) بھیڑ و بکری (۳) اُونٹ عندالاحناف سب سے افضل ہدی اُونٹ کی ہدی ہے اس کے بعد گائے و بیل اس کے بعد بھیڑ بکری۔ بدنہ فقط اُونٹ گائے ہی کو کہاجاتا ہے "محیط سرخسی" میں اسی طرح ہے۔

مسنون یہ ہے کہ ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالاجائے۔ ہدی خواہ قران و تمتع کی ہو یا نفل کی مگر پٹہ ڈالنا چاہیے یہ درست ہے کہ ہدی کا گوشت حرم اور غیر حرم کے فقراء پر صدقہ کردے مگر افضل یہ ہے کہ حرم کے فقراء پر صدقہ کرے اور غیر حرم کے فقراء زیادہ ضرورتمند ہوں تو ان کو ہی صدقہ کردینا افضل ہے۔ "جوہرہ نیرہ" میں اسکی صراحت ہے۔

(فصلٌ) فِي زِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبِيْلِ الاخْتِصَارِ تَبَعًا لِمَا قَالَ فِي الْاِخْتِيَارِ) لَمَّا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرَبِ وَأَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ مَا لَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّضَ عَلَيْهَا وَبَالَغَ فِي النَّدْبِ إِلَيْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔ وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ مُتَمَتِّعٌ بِجَمِيْعِ الْمَلَاذِّ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ حُجِبَ عَنْ أَبْصَارِ الْقَاصِرِيْنَ عَنْ شَرِيْفِ الْمَقَامَاتِ۔ وَلَمَّا رَأَيْنَا أَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِيْنَ عَنْ أَدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهِ وَمَا يُسَنُّ لِلزَّائِرِيْنَ مِنَ الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ أَحْبَبْنَا أَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ الْمَنَاسِكِ وَأَدَائِهَا مَا فِيْهِ نُبْذَةٌ مِنَ الْآدَابِ تَتْمِيْمًا لِفَائِدَةِ الْكِتَابِ۔ فَنَقُوْلُ يَنْبَغِي لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكْثِرَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَسْمَعُهَا وَتُبَلَّغُ إِلَيْهِ وَفَضْلُهَا أَشْهَرُ مِنْ أَنْ يُذْكَرَ فَإِذَا عَايَنَ حِيْطَانَ الْمَدِيْنَةِ

المنورة يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يقول اللهم هذا حرم نبيك ومهبط وحيك فامنن علي بالدخول فيه واجعله وقاية لي من النار وأمانا من العذاب واجعلني من الفائزين بشفاعة المصطفى يوم المآب ويغتسل قبل الدخول أو بعده قبل التوجه للزيارة إن أمكنه ويتطيب ويلبس أحسن ثيابه تعظيما للقدوم على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يدخل المدينة المنورة ماشيا إن أمكنه بلا ضرورة بعد وضع ركبه واطمئنانه على حشمه أو أمتعته متواضعا بالسكينة والوقار ملاحظا جلالة المكان قائلا بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم رب أدخلني مدخل صدق وأخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل محمد إلى آخره واغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك وفضلك ثم يدخل المسجد الشريف فيصلي تحيته عند منبره ركعتين ويقف بحيث يكون عمود المنبر الشريف بحذاء منكبه الأيمن فهو موقف النبي صلى الله عليه وسلم وما بين قبره ومنبره روضة من رياض الجنة كما أخبر به صلى الله عليه وسلم وقال منبري على حوضي فتسجد شكرا لله تعالى بأداء ركعتين غير تحية المسجد شكرا لما وفقك الله تعالى ومن عليك بالوصول إليه ثم تدعو بما شئت ثم تنهض متوجها إلى القبر الشريف فتقف بمقدار أربعة أذرع بعيدا عن المقصورة الشريفة بغاية الأدب مستدبر القبلة محاذيا لرأس النبي صلى الله عليه وسلم ووجهه الأكرم ملاحظا نظره السعيد إليك وسماعه كلامك ورده عليك سلامك وتأمينه على دعائك وتقول السلام عليك يا سيدي يا رسول الله

السلام عليك يا حبيب الله السلام عليك يا نبي الرحمة السلام عليك يا شفيع الأمة السلام عليك يا سيد المرسلين السلام عليك يا خاتم النبيين السلام عليك يا مزمل السلام عليك يا مدثر السلام عليك وعلى أصولك الطيبين وأهل بيتك الطاهرين الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا جزاك الله عنا أفضل ما جزى نبيا عن قومه ورسولا عن أمته أشهد أنك رسول الله قد بلغت الرسالة وأديت الأمانة

ونصحت الأمة وأوضحت الحجة وجاهدت في سبيل الله حق جهاده وأقمت
الدين حتى أتاك اليقين صلى الله عليك وسلم وعلى أشرف مكان تشرف
بحلول جسمك الكريم فيه صلوة وسلاما دائمين من رب العلمين عدد
ما كان وعدد ما يكون بعلم الله صلوة لا انقضاء لأمدها يا رسول الله نحن
وفدك وزوار حرمك تشرفنا بالحلول بين يديك وقد جئناك من بلاد شاسعة
وأمكنة بعيدة نقطع السهل والوعر بقصد زيارتك لنفوز بشفاعتك
والنظر إلى مآثرك ومعاهدك والقيام بقضاء بعض حقك والاستشفاع بك
إلى ربنا فإن الخطايا قد قصمت ظهورنا والأوزار قد أثقلت كواهلنا وأنت
الشافع المشفع الموعود بالشفاعة العظمى والمقام المحمود والوسيلة وقد
قال الله تعالى ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقد جئناك ظالمين لأنفسنا مستغفرين
لذنوبنا فاشفع لنا إلى ربك واسأله أن يميتنا على سنتك وأن يحشرنا في
زمرتك وأن يوردنا حوضك وأن يسقينا بكأسك غير خزايا ولا نادمين
الشفاعة الشفاعة الشفاعة يا رسول الله يقولها ثلاثا ربنا اغفر لنا ولإخواننا
الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رءوف رحيم
وتبلغه سلام من أوصاك به فتقول السلام عليك يا رسول الله من فلان بن
فلان يتشفع بك إلى ربك فاشفع له وللمسلمين ثم تصلي عليه وتدعو بما
شئت عند وجهه الكريم مستدبر القبلة ثم يتحول قدر ذراع حتى
يحاذي رأس الصديق أبي بكر رضي الله تعالى عنه وتقول السلام عليك
يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم السلام عليك يا صاحب رسول
الله وأنيسه في الغار ورفيقه في الأسفار وأمينه على الأسرار جزاك
الله عنا أفضل ما جزى إماما عن أمة نبيه فلقد خلفته بأحسن خلف
وسلكت طريقه ومنهاجه خير مسلك وقاتلت أهل الردة والبدع
ومهدت الإسلام وشيدت أركانه فكنت خير إمام ووصلت الأرحام
ولم تزل قائما بالحق ناصرا للدين ولأهله حتى أتاك اليقين سل الله سبحانه

لنا دوام حبك والحشر مع حزبك وقبول زيارتنا السلام عليك ورحمة الله وبركاته
ثم تتحول مثل ذلك حتى تحاذي رأس أمير المؤمنين عمر بن الخطاب
رضي الله عنه فتقول السلام عليك يا أمير المؤمنين السلام عليك يا مظهر
الإسلام السلام عليك يا مكسر الأصنام جزاك الله عنا أفضل الجزاء لقد
نصرت الإسلام والمسلمين وافتتحت معظم البلاد بعد سيد المرسلين
وكفلت الأيتام ووصلت الأرحام وقوي بك الإسلام وكنت للمسلمين
إماما مرضيا وهاديا مهديا جمعت شملهم وأغنيت فقيرهم وجبرت
كسيرهم السلام عليك ورحمة الله وبركاته ثم ترجع قدر نصف
ذراع فتقول السلام عليكما يا ضجيعي رسول الله صلى الله عليه وسلم
ورفيقيه ووزيريه ومشيريه والمعاونين له على القيام بالدين والقائمين
بعده بمصالح المسلمين جزاكما الله أحسن الجزاء جئنا كما نتوسل
بكما إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليشفع لنا ويسأل الله ربنا أن
يتقبل سعينا ويحيينا على ملته ويميتنا عليها ويحشرنا في زمرته ثم يدعو
لنفسه ولوالديه ولمن أوصاه بالدعاء ولجميع المسلمين ثم يقف عند
رأس النبي صلى الله عليه وسلم كالأول ويقول اللهم إنك قلت وقولك الحق
ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول
لوجدوا الله توابا رحيما وقد جئناك سامعين قولك طائعين أمرك مستشفعين
بنبيك إليك اللهم ربنا اغفر لنا ولآبائنا وأمهاتنا وإخواننا الذين سبقونا بالإيمان
ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رءوف رحيم ربنا آتنا في الدنيا
حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار سبحان ربك رب العزة عما
يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين ويزيد ما شاء
ويدعو بما حضره ويوفق له بفضل الله ثم يأتي أسطوانة أبي لبابة التي
ربط بها نفسه حتى تاب الله عليه وهي بين القبر والمنبر ويصلي ما شاء نفلا
ويتوب إلى الله ويدعو بما شاء ويأتي الروضة فيصلي ما شاء ويدعو بما أحب
ويكثر من التسبيح والتهليل والثناء والاستغفار ثم يأتي المنبر فيضع

يَدَهٗ عَلَى الرُّمَّانَةِ الَّتِيْ كَانَتْ بِهٖ تَبَرُّكًا بِأَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَكَانَ يَدِهِ الشَّرِيْفَةِ اِذَا خَطَبَ لِيَنَالَ بَرَكَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ مَا شَاءَ ثُمَّ يَأْتِي الْاُسْطُوَانَةَ الْحَنَّانَةَ وَهِيَ الَّتِيْ فِيْهَا بَقِيَّةُ الْجِذْعِ الَّذِيْ حَنَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَرَكَهٗ وَخَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى نَزَلَ فَاحْتَضَنَهٗ فَسَكَنَ وَيَتَبَرَّكُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْاٰثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَالْاَمَاكِنِ الشَّرِيْفَةِ وَيَجْتَهِدُ فِيْ اِحْيَاءِ اللَّيَالِيْ مُدَّةَ اِقَامَتِهٖ وَاغْتِنَامِ مُشَاهَدَةِ الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزِيَارَتِهٖ فِيْ عُمُوْمِ الْاَوْقَاتِ:- وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَأْتِيَ الْمَشَاهِدَ وَالْمَزَارَاتِ خُصُوْصًا قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ اِلَى الْبَقِيْعِ الْاٰخَرِ فَيَزُوْرُ الْعَبَّاسَ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ اٰلِ الرَّسُوْلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِبْرَاهِيْمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّتَهٗ صَفِيَّةَ وَالصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ شُهَدَاءَ اُحُدٍ وَاِنْ تَيَسَّرَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَهُوَ اَحْسَنُ وَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَيَقْرَأُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْاِخْلَاصَ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ يٰسٓ اِنْ تَيَسَّرَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِجَمِيْعِ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ بِجِوَارِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ،- وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَأْتِيَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يَوْمَ السَّبْتِ اَوْ غَيْرَهٗ وَيُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ بَعْدَ دُعَائِهٖ بِمَا اَحَبَّ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا مُفَرِّجَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاكْشِفْ كَرْبِيْ وَحُزْنِيْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِكَ حُزْنَهٗ وَكَرْبَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا كَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ يَا دَائِمَ النِّعَمِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اٰمِيْن

ترجمہ :- فصل :- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کا مختصراً "اختیار" کے بیان کے موافق ذکر۔

کیونکہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت افضل عبادت کے زمرہ میں داخل اور

سارے مستحبات کے مقابلہ میں افضل ہے بلکہ اس کا درجہ ان واجبات کے لگ بھگ ہے جن کا ذکر کرنا لازم ہے اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت روضۂ مبارک کی ترغیب دلائی اور تاکید کے ساتھ اسکے خیر و بہتر ہونے کے بارے میں فرمایا ہے پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسعت کے باوجود میری زیارت نہ کرے۔ تو اس نے میرے اوپر ظلم سے کام لیا بے توجہی برت کر مجھے تکلیف پہنچائی ۔) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے وصال کے بعد میری زیارت کرے تو گویا میری حیات میں وہ میری زیارت سے مشرف ہوا۔ اور انکے علاوہ (ان قسم کی) دوسری حدیثیں اور محققین کے نزدیک یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچی ہوئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (قبر مبارک میں) حیات ہیں (حیاتِ انبیاء نصِ قطعی قرآن کریم سے ثابت ہے) آپ کو سارے لذائذ (لذائذ اخروی) و عبادتوں کا رزق (و ذائقہ) عطا ہوتا ہے سوائے یہ کہ آپ رفیع مقامات سے محروم کوتاہ نگاہ لوگوں سے حجاب میں ہیں۔

کیونکہ ہم نے اسکا مشاہدہ کیا ہے کہ بیشتر لوگ زیارتِ روضۂ اقدس کے حق کی ادائیگی اور کلی اور جزوی زیارت کے لئے مسنون امور سے غافل ہیں تو ہم نے اچھا سمجھا کہ حج کے مناسک اور انکے ادا کرنے کے بیان کے بعد فائدہ کتاب کی تکمیل کیخاطر آدابِ زیارت کی یاد داشت بھی سامنے لائیں۔ لہذا ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کا قصد کرنے والے کے لئے موزوں یہ ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ درود پڑھے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بنفسِ نفیس سنتے ہیں (بشرطیکہ روضۂ مبارک کے قریب پڑھے) اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ درود پہنچا دیا جاتا ہے (بشرطیکہ فاصلہ سے پڑھا جائے۔)

اور درود شریف کی فضیلت اس سے کہیں بڑھ کر ہے جو بیان کی جائے۔

مدینہ منورہ کی دیواریں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر کہے۔

"اے اللہ یہ حرم تیرے نبی پاک کا ہے۔ اور تیری وحی کے نزول کا مقام ہے تو میرے اوپر یہ احسان کر کہ میں اس میں پہنچ جاؤں اور اسکی بناء پر مجھے آگ (جہنم) سے بچا اور عذاب سے مامون رکھ اور بروز قیامت مجھے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے باعث کامران لوگوں میں سے بنا دے۔

اگر ہو سکے تو قبل اسکے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو یا داخل ہو کر زیارت سے قبل غسل کرے اور خوشبو لگا کر اپنے پاس موجود کپڑوں میں سے سب سے اچھے کپڑے پہنے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت (مبارک) میں حاضری و تعظیم کا یہی تقاضا ہے۔ پھر اگر (خاص) وقت نہ ہو تو مدینہ منورہ میں پا پیادہ داخل ہو۔ (اور یہ داخلہ) قافلہ کے اتر جانے اور اسباب و ملازمین کے اطمینان (اور انکے اپنی جگہ پر پہنچ جانے) کے بعد ہو۔ اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے سکون و وقار کے ساتھ مکان کی عظمت کا خیال کرتے ہوتے (ادب) سے کہتے ہوتے

ابتداء کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اور ملت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچا اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جا تو۔ اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

اے اللہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر اور اصحاب پر اپنی رحمت نازل کر اور میری خطاؤں کو بخش دے اور میرے واسطے رحمت وفضل کے دروازوں کو کھول دے۔ پھر مسجد شریف میں داخل ہو کر دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھے۔ یہ دو رکعات اس طریقہ سے کھڑے ہو کر پڑھی جاتیں کہ ممبر شریف کا ستون داہیں شانہ کے سامنے ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کا مقام یہی ہے۔ اور آنحضور کی قبر مبارک و ممبر کے بیچ کا حصہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اطلاع دی ہے اور فرمایا میرا ممبر میرے حوض (حوض کوثر) پر ہے پس تحیۃ المسجد کے علاوہ دو رکعات پڑھ کر سجدہ ریز ہو جاؤ اس شکرانہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی توفیق عطا فرمائی۔ اور مجھ پر احسان فرمایا کہ اس مبارک جگہ تک تیری رسائی ہوئی پھر جو دعا موزوں سمجھے مانگے

پھر اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی جانب توجہ کرے پھر قبر مبارک سے چار گز کے فاصلہ پر بصد ادب اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کی جانب پیٹھ ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور روئے مبارک کے مقابل اس خیال کے ساتھ کھڑا ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک تجھے دیکھ رہی ہے اور آنحضور تیرا کلام سن رہے ہیں اور تیرے سلام کا جواب عطا فرما رہے ہیں۔ اور تیری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ اور پھر کہے

"آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول۔ اے میرے سردار اے اللہ کے رسول آپ پر سلام اے حبیب اللہ (اللہ کے پیارے) آپ پر سلام، اے نبی رحمت (پیکر لطف ورافت) آپ پر سلام۔ اے امت کی شفاعت، (سفارش مغفرت) کرنے والے آپ پر سلام اے سردار رسل آپ پر سلام اے خاتم النبیین آپ پر سلام۔ اے کمبل میں لپٹنے والے آپ پر سلام، اے کپڑے میں لپٹنے والے آپ اور آپکے پاک وطیب بزرگوں اور آپ کے پاک اہل خانہ پر سلام جن سے اللہ تعالیٰ نے رجس وناپاکی دور کی اور انہیں بہر اعتبار پاک وصاف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپکو ہم لوگوں کی جانب سے عمدہ ترین بدلہ عطا کرے جو ہر اس بدلہ سے بڑھ کر ہو تو جنی کو ازجانب قوم اور رسول کو از جانب امت عطا کیا گیا ہو۔ میں آپکے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ آپ نے فریضۂ رسالت کو پورے طور پر انجام دیا۔ اور آپ نے امانت (اللہ تعالیٰ کے احکام) پوری دیانت وامانت کے ساتھ لوگوں تک پہنچائے۔ ادا فرمائی۔ اور امت کی بھلائی فرمائی۔ آپ نے حجت ربانی وضاحت کے ساتھ پیش فرمائی۔ اور آپنے راہ خداوندی میں پوری جدوجہد فرمائی اور آپ دین ربانی قائم فرماتے رہے (حق تبلیغ واشاعت دین پورے انہماک ولگن کے ساتھ تاحیات فرماتے رہے) حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اے نبی آپ پر رحمت الٰہی اور سلام۔

اور اس افضل ترین جگہ پر ہے جو آپ کے جسم مبارک (واطہر) سے مس کی فضیلت حاصل ہوتی رب العالمین کیطرف سے دائمی رحمت وسلام ہے جتنی اشیاء عالم میں وجود پذیر ہو چکیں اور اللہ کے علم میں جتنی اشیاء وجود پذیر ہونگی ان تمام کی تعداد کے مطابق صلوٰۃ وسلام۔ وہ صلوٰۃ وسلام جو لا انتہا ہو اور (کبھی) اختتام پذیر ہی نہ ہو۔ اے اللہ کے رسول خدمتِ اقدس میں ہماری حاضری درخواست کے ساتھ ہوتی ہے ہمیں آپ کے حرم پاک میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے ہمیں آپ کے سامنے فروکش ہونیکی فضیلت عطاء ہوتی ہے۔

ہم خدمتِ اقدس میں آپکی زیارت کیخاطر بعید شہروں اور دور دراز جگہوں سے نرم وسخت زمین طے کر کے حاضر ہوتے تاکہ آپکی شفاعت (کی دولت) سے کامران ہوں اور آپ کی فضیلتوں اور جلیل القدر کارناموں پر نظر ڈالیں اور آپکے حق کی کسی درجہ میں ادائیگی کیخاطر حاضری ہوتی ہے اور آپکے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں حصولِ شفاعت کی خاطر حاضر ہو گیا ہوں اسلئے کہ خطاؤں نے ہماری کمروں کو توڑ دیا ہے اور گناہوں کے وزن سے ہمارے کاندھے وزنی ہوگئے۔ (یعنی سرتا پا خطاؤں اور گناہوں میں غرق ہیں) آپ شفاعت فرمانے والے ہیں اور آپکی شفاعت اللہ کے نزدیک مقبول ہے آپسے شفاعتِ عظمیٰ (سب سے بڑی شفاعت) مقامِ محمود (عطا فرمانے) اور وسیلہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اور ارشادِ ربّانی ہے اور اگر جسوقت اپنا نقصان کر بیٹھتے تھے اس وقت آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے۔

اور ہم اپنے آپ پر ظلم کا ارتکاب کر کے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے کی خاطر حاضر ہوتے ہیں پس آپ ہمارے اپنے رب کے دربار میں سفارش فرمادیں اور یہ دعا فرمائیں کہ ہمارا آپکے طریقہ پر (چلتے چلتے) ہی خاتمہ ہو اور آپکی جماعت میں ہمارا حشر ہو۔ اور ہماری رسائی آپکے حوض تک کر دے اور ہمکو جامِ کوثر سے اس حال میں سیراب فرمائے کہ نہ ہمیں رسوائی کا سامنا ہو اور نہ ندامت کا۔ اے اللہ کے رسول شفاعت، اے اللہ کے رسول شفاعت، اے اللہ کے رسول شفاعت، (پھر) تین بار یہ کہے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیطرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے۔ اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں پھر جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچانے کے لئے کہا ہو ان کے سلام پہنچائے۔ اور یہ کہے کہ اے اللہ کے رسول آپ پر فلاں ابن فلاں کی جانب سے سلام وہ آپکی شفاعت کا آپکے رب کی بارگاہ میں طلب گار ہے آپ اسکی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرما دیجئے پھر روئے مبارک کے سامنے کھڑا ہو اور درود شریف پڑھے اور جو دعا مانگنا چاہے مانگے۔ اس طریقہ سے کہ قبر مبارک کے نزدیک قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے کھڑا ہو پھر اس مقام سے ایک ہاتھ کے قریب ہٹے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے سامنے آ کر یہ دعا پڑھے۔

"آپ پر سلام اے رسول اللہ کے خلیفہ۔ اے اللہ کے رسول کے مونس و رفیقِ غار آپ پر سلام اے اللہ کے رسول کے اسفار کے ساتھی۔ آپ پر سلام اے اسرارِ رسول اللہ کے امین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری جانب سے بہتر صلہ عطا فرمائے وہ بہتر صلہ جو کوئی امام اپنے نبی کی امت سے پاتے آپ نے بہترین طریقہ سے نیابت کا حق ادا فرمایا اور طریقہ رسول پر حُسن و خوبی کے ساتھ چلے اور مرتدین و اہلِ بدعت سے قتال (جہاد) کیا اور اسلام کو درست ہیئت پر برقرار رکھا اسکے ارکان کو مضبوط کیا۔ آپ عمدہ ترین امام (خلیفہ) تھے۔ آپ نے (حقوقِ قرابت بتا کر) رشتہ داریوں کو ملایا۔ آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے۔ دین اور اہلِ دین (اہلِ حق) کی مدد فرمائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہماری آپ سے محبت کو دوام حاصل ہو اور بروزِ قیامت آپکی جماعت میں ہمارا حشر ہو۔ اور ہماری زیارت قابلِ قبول ہو آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکات ہوں۔ پھر اسی طرح ایک ہاتھ ہٹ کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے سر ہانے آ کر کہے۔

آپ پر سلام اے امیر المؤمنین۔ آپ پر سلام اے اسلام (کی حقانیت کو دشمنوں کے سامنے بھی) ظاہر کرنیوالے آپ پر سلام اے بتوں کو زیر و زبر کرنیوالے اللہ تعالیٰ آپکو ہماری جانب سے بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے آپنے اسلام اور مسلمانوں کی اعانت فرمائی آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سید المرسلین) کے بعد بڑے بڑے شہر فتح فرمائے اور آپ نے یتیموں کی کفالت فرمائی اور قرابتوں کو جوڑا۔ آپ کی ذات سے اسلام کو تقویت حاصل ہوئی آپ مسلمانوں کے پسند کئے ہوئے رہنما اور ہدایت کرنیوالے اور (کامل) ہدایت پاتے ہوئے تھے۔ آپنے (مسلمانوں کے باہمی) اختلاف کو دُور فرمایا اور انکی مفلسی کو ثروت سے بدل دیا۔ اور (آپؓ نے) انکی شکستگی کو باندھا۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر سلامتی اُسکی رحمتیں اور برکات نازل ہوں

اسکے بعد تقریباً آدھے گز پیچھے لوٹ کر یہ دعا پڑھے۔

"سلام ہو آپ دونوں پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (پڑوس میں) آرام فرمانے والو۔ اے رسول اللہ کے دو ساتھیو، دو وزیرو، دو مشیر و اور دین کے قیام کے سلسلہ میں دو مددگار و اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی مصالح کو پیشِ نظر رکھنے والو۔ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو بہتر سے بہتر اجر (عوض) بخشے ہم آپ حضرات کی خدمت میں آپ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا وسیلہ بنانے کے واسطے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرما دیں اور ہمارے پروردگار سے ہماری سعی کو قبول فرما لینے کی درخواست کریں۔ اور یہ کہ ہمیں آپؐ کی ملت پر بقیدِ حیات رکھ کر اور آپؐ ہی کی ملت پر موت دے۔ اور ہمارا حشر (بھی) آپؐ ہی کے گروہ میں ہو۔"

پھر اپنے واسطے، اپنے ماں باپ کے واسطے اور جو لوگ اس سے دعا کے واسطے کہہ چکے ہوں انکے واسطے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعائیں کریں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے (سرہانے) پہلے ہی کی طرح کھڑا ہو اور یہ دعا پڑھے "اے اللہ آپکا ارشاد ہے اور آپکا ارشاد صحیح ہے اور اگر وہ لوگ جسوقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی انکو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان، ہم آپکی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپکی باتوں کو سنتے اور آپکے حکم کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں آپ کی بارگاہ میں آپکے نبیؐ کی شفاعت کے طلب گار ہیں اے اللہ اے رب بخش ہم کو ہمارے باپوں، ماؤں اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوتے ایمان میں، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیطرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔ اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ پاک ذات ہے تیرے رب کی۔ وہ پروردگار عزت والا پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کاؒ اور اس دعا میں جسقدر چاہے اضافہ کرے (اسکے علاوہ) اسوقت بتوفیق الٰہی جو دعائیں یاد آجائیں وہ پڑھ لے۔ اسکے بعد اسطوانۂ ابولبابہؓ پر آجائے جہاں کہ حضرت ابولبابہؓ نے خود کو باندھا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی، یہ اسطوانہ قبر مبارک اور منبر کے بیچ میں ہے یہاں جس قدر چاہے نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کی جائے اور جس دعا کو دل چاہے وہ مانگے اسکے بعد روضۂ مبارک پر آکر جس قدر چاہے (بحد امکان) نماز پڑھے اور جو دعا پسند ہو کرے۔ ثنا، تسبیح و تہلیل اور بکثرت استغفار کرے۔ پھر منبر پر آکر اپنے ہاتھ کو انار سے مشابہت رکھنے والی اس گڑی پر تبرکاً رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک کے ساتھ حصول برکت کی غرض سے اور بوقت خطبہ و تقریر جہاں دستِ مبارک رکھا کرتے تھے، اسکی برکت کے حصول کے خیال سے (اور درود شریف پڑھے) اور اللہ تعالیٰ سے جسقدر دعائیں کرنی ہوں کرے اسکے بعد اسطوانۂ حنانہ پر آئے یہ اس ستون کا نام ہے جسمیں اس لکڑی کا باقی ماندہ حصہ لگا ہوا ہے جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کرکے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا تو اس ستون سے رونے کی صدا بلند ہوئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور اسے بغل مبارک میں لیا تو اسے سکون حاصل ہوا پھر باقی و موجود آثار نبویؐ اور مقامات شریفہ و عالیہ سے حصول برکت کرے۔ اور مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں بحد امکان شب بیداری کی سعی کرے۔ اور اکثر اوقات بارگاہِ نبوی کی زیارت و حضور کو لبا غنیمت سمجھے (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے بعد) بقیع کی جانب جانا باعث استحباب ہے۔ وہاں پر مزارات مقدسہ خاص طور پر شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کیجائے اسکے بعد دوسرے بقیع میں حاضر ہوکر

حضرت عباس اور حضرت حسن بن علی اور باقی آل رسول رضی اللہ عنہم کے مزارات مبارکہ کی زیارت کرے۔ اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور (بعض) ازواجِ مطہرات، آنحضرت کی پھوپھی حضرت صفیہ اور سینکڑوں) صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہو اور شہدائے اُحد کی زیارت کی جائے اور زیارت کے لئے جمعرات کا دن میسر ہو تو بہت بہتر (اور باعثِ استحباب) ہے اور وہاں پہنچ کر کہے۔

"سلامتی ہو تم پر اس کے بدلہ کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر" اور آیۃ الکرسی اور سورۃ اخلاص کی گیارہ گیارہ بار تلاوت کرے اور ہو سکے تو سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے اور اس کا ثواب کل شہداء اور انکے ہمسایہ مومنین کو بخش دے۔ اور باعثِ استحباب ہے کہ ہفتہ کے روز مسجد قبا میں آئے یا اس کے علاوہ کسی اور دن اگر اس مسجد میں نماز پڑھ کر جو دعا پسند ہو مانگے اور دعا کے بعد کہے۔

"اے فریاد کنندہ لوگوں کی فریاد پر توجہ کرنے والے اور انصاف کے طلب گاروں کے ساتھ انصاف کرنیوالے۔ اے مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مصیبت دور کرنے والے اے بے قرار لوگوں کی صدا سننے والے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل پر رحمتِ کاملہ کا نزول فرما۔ اور میرے کرب وغم کو دور کردے جیسے تو نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کرب وغم کو اس مقام پر دور کر دیا تھا۔ اے شفیق اے احسان کنندہ اے بکثرت بھلائی واحسان کرنیوالے۔ اے ہمیشہ نعمت بخشنے والے اے رحم کرنیوالوں میں تمام سے بڑھ کر رحم کرنیوالے اور ہمیشہ رحمتِ باری تعالیٰ کا نزول ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ کی آل واصحاب پر اور ہمیشہ ہمیشہ سلامتی کا نزول ہو اے تمام عالموں کے پروردگا۔ (آمین)

ختم شد

کتابت اقبال حسینی خوشنویس دفتر کتابت شاہین مارکیٹ ملتان

علمی جواہر پارے

تشریحات بخاری (اردو) جلد ۳
ترجمہ بامحاورہ سلیس

افادات
مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

ترتیب استاذ العلماء مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی مدظلہ فاضل دیوبند) جسمیں متن بخاری ترجمہ بامحاورہ اور ان بزرگوں کے افادات درج ہیں طلباء اور عوام کیلئے انتہائی مفید اعلیٰ کاغذ مجلد ڈائی دار جلد۔

اشرف الہدایہ (اردو) ترجمہ شرح الہدایہ

مولانا جمیل احمد صاحب دارالعلوم دیوبند

فقہ حنفی میں جو مقام ھدایہ کو حاصل ہے وہ محتاج تعارف نہیں ہے برصغیر بلکہ دنیا کے تمام مدارس عربیہ میں سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے اس کتاب کا ترجمہ مولانا جمیل احمد نے نہایت سلیس اور بامحاورہ کیا ہے، ۱۲ جلدوں میں مکمل سفید اعلیٰ کاغذ مجلد ریگزین

معدن الحقائق (اردو) ترجمہ شرح کنز الدقائق

مولانا محمد حنیف گنگوہی دارالعلوم دیوبند

فقہ حنفی کی معتبر اور درسی کتاب کنز کی عمدہ شرح، ترجمہ بین السطور اور نیچے شرح، سفید کاغذ، مجلد ریگزین ۲ حصے یکجا۔

تذکرۃ الموضوعات (عربی) علامہ طاہر پٹنی

اعلیٰ کاغذ، مجلد ریگزین

پاکستان میں پہلی مرتبہ شائع کی گئی ہے

اسماء الرجال کی نایاب کتاب

خلاصۃ الحواشی (اردو) ترجمہ شرح اصول الشاشی

مفتی محمد ابراہیم صاحب فاضل دیوبند

اصول فقہ کی مشہور درسی کتاب اُصول الشاشی کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ اور نیچے بہترین شرح، سفید کاغذ، عمدہ چھپائی، رنگین ٹائٹل

تقریر ترمذی (اردو) ترمذی شریف پڑھنے والے طلباء اور اساتذہ کیلئے بہترین تحفہ

افادات شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

سفید کاغذ، مجلد ریگزین —

الصبح النوری (اردو) ترجمہ شرح قدوری

مولانا محمد حنیف گنگوہی دارالعلوم دیوبند

فقہ حنفی کی معتبر اور درسی کتاب قدوری کا بین السطور ترجمہ اور نیچے عمدہ شرح، ۲ حصے یکجا، مجلد ریگزین، آفسٹ پیپر

المبشرات یعنی عالم خواب میں نبوی تعبیرات

ترتیب: قاری محمد ادریس ہوشیارپوری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات انبیاء سابقین اور صحابہ کرامؓ کے خواب اور مبارک جو قرآن کریم، احادیث و سیر میں شائع ہوئے گئے

ناشر: کُتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑگیٹ مُلتان